

مکمل و مدلل

مسائل نماز

قرآن و حدیث کی روشنی میں



مؤلف:

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

توصیف پبلی کیشنز

مکمل مدلل

مسائل نماز

قرآن و سنت کی روشنی میں



حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق کے ساتھ

مؤلف

مولانا محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند

توصیف پبلی کیشنز

اردو بازار - لاہور - فون 4230838-0333

جملہ حقوق کتابت محفوظ ہیں

نام کتاب:

مکمل و مدلل مسائل نماز

مؤلف:

مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی

طابع:

زید بن اسلم

مطبع:

لعل شاہ برنٹرز

قیمت:

1/50

ناشر:

توصیف پبلیکیشنز اردو بازار لاہور۔ فون: 0333-4230838

ملنے کے پتے

✽ شمع بک ایجنسی یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

✽ کتب خانہ رشیدیہ مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار اوپنڈی

✽ اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید اوپنڈی

✽ احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ اوپنڈی

✽ مکتبہ دارالقرآن اردو بازار کراچی

✽ علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی

✽ رحمان بک ہاؤس اردو بازار کراچی

✽ بیت القرآن اردو بازار کراچی

✽ حاجی امداد اکیڈمی جیل روڈ ٹاور مارکیٹ حیدر آباد

✽ بیت القرآن چھوٹی گھنی شاہی بازار حیدر آباد

فہرست مضامین

۳۰	تحریر کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں	۹	امتناب
۳۱	رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریر کا حکم	۱۰	عرض مولف
۳۱	نجاست غلیظہ و خفیفہ کی تعریف		تقدیق، فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود
۳۲	نجاست غلیظہ و خفیفہ کا حکم		حسن صاحب دامت برکاتہم مفتی اعظم
۳۲	نماز کے اوقات	۱۱	دارالعلوم دیوبند
۳۳	فجر کا وقت		ارشاد گرامی حضرت مولانا مفتی نظام الدین
۳۳	ظہر کا وقت	۱۱	صاحب ریضہ
۳۳	عصر کا وقت		صدر مفتی دارالعلوم دیوبند
۳۳	مغرب کا وقت		رائے گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد ظفر
۳۴	عشاء کا وقت	۱۳	الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
۳۴	دور کا وقت		تقریظ فقیر انفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد
۳۵	عیدین کا وقت	۱۳	صاحب پالن پوری محدث کبیر دارالعلوم دیوبند
۳۵	نماز جمعہ کا وقت	۱۵	نماز کیا ہے؟
۳۵	اوقات کمرہ	۱۶	صلوٰۃ کے معنی
۳۷	چند اصطلاحی الفاظ کے معنی	۱۶	پانچ نمازوں کا ثبوت
۳۸	جماعت کا بیان	۱۷	نمازیں سب سے پہلے کس نے پڑھیں
۳۹	جماعت کی مختصر فضیلت	۱۷	نماز کی فضیلت
۴۰	جماعت کا نظام کیوں ہے؟	۱۸	نماز کا حقیقی مقصد
۴۲	جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں	۲۰	نماز کے اجزاء
۴۳	جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ	۲۳	نماز جامع عبادت کیوں؟
۴۵	نماز کے پابند بننے کا طریقہ	۲۷	نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں
۴۶	کیسی ٹوپی سے نماز پڑھنا چاہیے؟	۲۷	پہلی شرط
۴۸	نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟	۲۸	دوسری شرط
۴۸	کون سے لباس میں نماز جائز ہے؟	۲۸	تیسری شرط
۵۲	نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا	۲۸	چوتھی شرط
۵۲	نماز میں سونے اور چاندی کا استعمال	۲۹	پانچویں شرط

۶۸	باندھنا؟	۵۲	تاپاک کپڑے کا نمازی سے لگ جانا
۶۸	صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟	۵۳	مقتدی اور امام سے متعلق مسائل
۶۹	تجارت کی وجہ سے ترک جماعت؟	۵۶	کیا امامت کیلئے نسب کا لحاظ ضروری ہے؟
۶۹	مشق کے لیے بچوں کی جماعت کرنا	۵۷	بقیہ رکعتیں پوری کرنے والے کی اقتداء نہ کی جائے
۶۹	صف اول کس کو کہتے ہیں	۵۸	امام رکعت کی گنجائش نہیں تو کیا کریں؟
۷۰	زبردستی صف اول میں ٹھس جانا؟	۵۸	جب کوئی مقتدی نہ پہنچے تو امام کیلئے حکم مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا
۷۰	بالغ کم عقل کس صف اول میں کھڑا ہوتا؟	۵۸	مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعاء
۷۰	تکبیر اولی کا ثواب کب تک ہے؟	۵۹	تارک جماعت کا گھر جلانا؟
۷۱	نماز میں مونہ مہ زرم کرنا؟	۵۹	امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت؟
۷۱	صفوں سے متعلق مسائل	۶۰	نماز کب توڑنا جائز ہے؟
۷۵	معذور آدمی صف میں کہاں کھڑا ہو؟	۶۰	مخلد کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو؟
۷۹	مسجد کے اندرونی حصہ میں جماعت کی جائے یا صحن میں؟	۶۱	مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا کرے؟
۷۹	مسجد میں جوتے رکھنا کیسا ہے؟	۶۱	شیعہ کاسنیوں کی جماعت میں شرکت کرنا
۸۰	چنائی وغیرہ پر نماز پڑھے یا خالی زمین پر؟	۶۲	مسجد کی جماعت میں کیسے لوگ شریک نہ ہوں؟
۸۱	ایئر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتداء جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں	۶۳	جس کو جماعت نہ ملے وہ نماز کہاں پڑھے؟
۸۵	امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں؟	۶۳	جماعت سے الگ جو نماز پڑھے؟
۸۸	اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟	۶۴	تنہا شخص نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟
۹۰	اقتداء کے صحیح نہ ہونے کے مسائل	۶۴	گھر پر مستقل جماعت کرنا؟
۹۲	امام سے پہلے رکن ادا کرنا	۶۴	ناجائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟
۹۲	معذور شخص کا گھر پر بیٹھ کر امام کی اقتداء کرنا	۶۵	مسجد کے دور ہونے پر جماعت کا حکم
۹۳	کیا ٹیلی ویژن سے اقتداء جائز ہے؟	۶۵	افطار کی وجہ سے دیر میں جماعت کرنا؟
۹۴	نماز میں امام کی پیروی کہاں ضروری ہے؟	۶۶	جس مسجد میں امام و مؤذن متعین نہ ہوں؟
۹۴	فرض اعمال میں پیروی کرنا؟	۶۶	جماعت کے لیے عورتوں کا جانا؟
۹۵	نماز میں جہاں امام کی پیروی نہ کی جائے	۶۶	گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا؟
۹۷	نمازی کے آگے سے گزر جانے کا بیان	۶۷	تصویر والے متصل پر نماز پڑھنا؟
۹۹	نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد	۶۷	جماعت کی صف بندی کیوں؟
۹۹	نماز کے فرائض	۶۷	رکعت چھوٹنے کی وجہ سے صف سے دور نہیت
۱۰۱	خلاصہ فرائض نماز		
۱۰۱	واجب قرات کی مقدار		

۱۶۰	نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو پڑھنا	۱۰۱	نماز کے واجبات
۱۶۱	قضاء نمازوں میں تاخیر کی گنجائش	۱۰۲	سنت کی تعریف اور حکم
۱۶۱	فوت شدہ نماز کی نیت	۱۰۵	نماز کی سنتیں
۱۶۲	اگر مرنے سے پہلے قضاء نماز ادا نہ کر سکا	۱۰۹	نماز کے مستحبات
۱۶۲	قضاء نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟	۱۰۹	فرائض الصلوٰۃ
۱۶۳	قضاء نماز کو کس وقت پڑھنی چاہئے؟	۱۱۱	فرائض مختلف فیہا
۱۶۳	میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا؟	۱۱۲	تعدد اور کحات اور طریقہ نماز
۱۶۳	مرض الموت میں خود فدیہ دینا؟	۱۱۶	تشہد میں انگلی کس لفظ پر گرائے؟
۱۶۳	اگر مرد پھر اسلام قبول کر لے تو وہ نماز کیسے پڑھے؟	۱۱۷	نماز میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ
۱۶۳	رات میں بالغ ہونے پر عشاء کی قضاء	۱۱۷	عورتیں نماز کیسے پڑھیں؟
۱۶۳	کیا قضاء نماز میں چھپ کر ادا کی جائیں	۱۱۹	عورت بوقت ولادت نماز کیسے پڑھے؟
۱۶۶	سنتوں اور نوافل کا بیان	۱۱۹	مہندی لگا کر نماز پڑھنا؟
۱۶۷	نوافل کا ایک خاص فائدہ	۱۲۰	لوپ کی حالت میں نماز پڑھنا؟
۱۶۷	سنت پڑھنے کا طریقہ اور تعداد	۱۲۰	لیکچور یا کسی مریض عورت کی نماز کا حکم
۱۶۹	فجر و ظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں؟	۱۲۰	عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل
۱۶۹	جماعت کے لیے سنت پڑھنے والے کا انتظار کرنا؟	۱۲۳	نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو جانا؟
۱۷۰	فجر کی سنتیں جماعت کے وقت کیوں؟	۱۲۵	سجدہ اور رکوع سے متعلق مسائل
۱۷۰	سنتوں کی فضیلت کس قاعدہ سے؟	۱۳۰	تکبیرات کا سنت طریقہ
۱۷۱	سنتوں کے مسائل	۱۳۱	قومہ اور جلسہ کا مسنون طریقہ
۱۷۵	کیا سنتوں کے بعد ضرر دعا کریں؟	۱۳۳	قومہ اور جلسہ میں دعا کا حکم
۱۷۷	اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتوں کا حکم	۱۳۳	نماز کے بعد دعا و زور سے یا آہستہ؟
۱۷۷	نماز وتر کا طریقہ	۱۳۶	امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا؟
۱۷۸	وتر سے متعلق مسائل	۱۳۸	امام کا سلام کے بعد قبلہ کی طرف پھرنا؟
۱۸۰	مریض کے احکام	۱۳۸	نماز کے ختم پر سلام کیوں ہے؟
۱۸۲	مریض کے لیے تیمم کا حکم	۱۳۹	نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے
۱۸۳	مریض اور معذور کی نماز	۱۴۵	نماز کے فاسد ہونے سے متعلق مسائل
۱۸۵	انسان معذور کب رہتی ہے؟	۱۴۹	جن چیزوں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے
۱۸۷	معذور سے متعلق مسائل	۱۵۲	قضاء نمازوں کا بیان
		۱۵۷	ترتیب کب تک رہتی ہے؟
		۱۵۷	ترتیب کے ختم ہونے کے بعد کا حکم

۲۰۳	وقت کی کتنی کے وقت تیمم سے نماز پڑھنا؟	۱۸۹	رکوع و سجود سے معذوری کا حکم
۲۰۳	نماز فجر کے بعد کتاب سنا کیسا ہے؟	۱۹۰	جس مریض کو رکعت وغیرہ یاد نہ رہیں؟
۲۰۳	نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا	۱۹۰	آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھنا؟
۲۰۳	نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم	۱۹۱	پاگل اور بے ہوش کا حکم
۲۰۳	نماز میں قرأت کتنی اور کس؟	۱۹۱	بھنگ و شراب سے عقل جانے پر نماز کا حکم
۲۰۵	امام کے لیے بلند آواز کا درجہ کیا ہے؟	۱۹۱	نماز کی حالت میں پیٹ میں قرآن پڑھنا ریاچ
۲۰۵	بہرہ و سر کی شریعت	۱۹۱	روک کر نماز پڑھنا؟
۲۰۶	ضالین کو دو الگ پڑھنا	۱۹۲	نماز میں کھیلانا؟
۲۰۶	ہونٹ بند کر کے قرأت کرنا	۱۹۲	صحت کے زمانے کی نماز حالت بیماری میں پڑھنا
۲۰۷	خانہ عجب کے اندر نماز پڑھنے کا بیان	۱۹۲	مریض اور معذور کا قبلہ؟
۲۰۸	لیا صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے؟	۱۹۲	بے نمازی کی طرف سے فدیہ دیں تو وہیری ہو گا یا نہیں؟
۲۰۹	زیر ناف کے بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا حکم	۱۹۳	وہمیت کے باوجود فدیہ نہ دیا تو؟
۲۰۹	لیا سیکھ بچنے سے نماز میں غرابی آتی ہے؟	۱۹۳	نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟
۲۰۹	نماز کی حالت میں ناپینا کا رخ صحیح کرنا؟	۱۹۳	مریض کا زندگی میں نمازوں کا فدیہ دینا کیسا ہے؟
۲۱۱	نماز میں دوسوں کا آنا اور اس کا علاج	۱۹۵	حیلہ اسقاط
۲۱۲	نماز فجر میں قرأت کی مقدار	۱۹۶	متفرق مسائل
۲۱۲	رکعت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا؟	۱۹۶	جس ملک میں رات مختصر ہو وہاں نماز کا حکم
۲۱۳	نماز کب توڑی جائے؟	۱۹۷	جہاں عشاء کا وقت نہ ملے تو نماز عشاء کا حکم
۲۱۳	اگر فرض نماز پڑھ رہا تھا اور پھر اسی فرض کی بناءت شروع ہو گئی تو؟	۱۹۷	جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو نماز کیسے پڑھیں؟
۲۱۵	نماز میں قبلہ سے سید پھر جانا؟	۱۹۹	نمازوں میں نفل کرنے کا طریقہ
۲۱۵	امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا؟	۲۰۰	چاند و مرتب نماز کا حکم اور طریقہ
۲۱۶	امام کا کسی کی رعایت سے قرأت لمبی کرنا؟	۲۰۱	اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا؟
۲۱۶	نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا؟	۲۰۱	نماز کے لیے جگہ ناکیسا ہے؟
۲۱۶	آتش، ان اور تھوہیر دالے گھر میں نماز پڑھنا	۲۰۲	ایک سانس میں سورہ فاتحہ پڑھنا؟
۲۱۷	قبر کے سامنے نماز پڑھنا	۲۰۲	فرض نمازوں میں بدترجیح پورا قرآن پڑھنا؟
۲۱۷	نماز میں کھٹکا نا یا گلا صاف کرنا؟	۲۰۲	نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟
۲۱۸	نماز میں قبضہ کا حکم	۲۰۲	
۲۱۹	نماز میں ستر کا کھل جانا؟		
۲۲۰	چراغ یا سنا سنہ رکھ کر نماز کا حکم		

۲۳۹	نماز احرام	۲۳۰	اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا
۲۳۹	نماز کسوف و نماز خسوف	۲۳۰	سورج نکلنے کے وقتی در بعد نماز پڑھیں؟
۲۴۱	خوف کی نماز	۲۳۱	مغرب کی نماز تک ادا کی جاسکتی ہے؟
۲۴۳	نماز عشق	۲۳۱	پڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا؟
۲۴۴	عجدہ ہو کا بیان	۲۳۱	ٹی وی والے کمرہ میں نماز پڑھنا؟
۲۴۴	عجدہ ہو کے اصول	۲۳۱	غیر مسلم کے گھر میں نماز پڑھنا؟
۲۴۵	عجدہ ہو کا طریقہ	۲۳۲	رشتہ خوری نماز کا حکم
۲۴۷	امام کو غلطی بتانے کا حکم	۲۳۲	گوگنے کی نماز کا حکم
۲۴۹	نماز میں قرات کی غلطی کا قاعدہ کلیہ		نمازی کے سامنے روضہ مبارک ﷺ کی تصویر
۲۵۰	نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا؟	۲۳۲	کا ہونا
۲۵۱	تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھنا؟	۲۳۲	نماز میں نام مبارک ﷺ سن کر درود پڑھنا
۲۵۱	ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا؟	۲۳۳	ہجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر مٹی دیکھی؟
۲۵۲	رموزہ اوقاف پر پھرنے اور نہ پھرنے کی بحث	۲۳۳	نماز کے بعد صاف سے کچھ پیچھے ہو جانا؟
۲۵۳	بعض لفظوں میں وقراتیں	۲۳۳	چوبیس گھنٹہ کی نمازیں ایک نظر میں
۲۵۳	صیغہ واحدہ کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا	۲۳۳	فرض نمازیں
۲۵۳	قرأت میں سو (بھول ہو جانے) کے مسائل	۲۳۴	واجب نمازیں
۲۵۴	نماز میں سورۃ فاتحہ یا صرف سورت پڑھی؟	۲۳۴	مسنون نمازیں
۲۵۵	سورہ فاتحہ دوسرے تہ پڑھ لی؟	۲۳۴	مستحب نمازیں
۲۵۵	سورہ فاتحہ کے بجائے کوئی سورت پڑھ لی؟	۲۳۴	نماز تہجد
	فاتحہ کے بعد جس سورت کا ارادہ کیا وہ نہیں پڑھی	۲۳۷	شکرانے کی نماز کا طریقہ
۲۵۶	احتیات کے بجائے فاتحہ یا فاتحہ کے بجائے	۲۳۷	نماز چاشت
۲۵۶	احتیات پڑھ لی؟	۲۳۹	تحیۃ المسجد
۲۵۶	فاتحہ کے بعد در تک خاموش کھڑا رہا	۲۳۹	سنت وضو
۲۵۷	تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے	۲۳۰	نماز سفر
۲۵۷	فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا	۲۳۱	نماز استسجارہ
۲۵۷	فرض نی پہلی رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے؟	۲۳۲	نماز حاجت
۲۵۸	آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرات کرنا؟	۲۳۳	صلوۃ الاوائین
۲۶۰	عجدہ تلاوت کی تاخیر سے عجدہ ہو کا حکم	۲۳۳	صلوۃ التبیح
۲۶۱	تکب کی وجہ سے عجدہ ہو کر نہ گیا؟	۲۳۵	نماز توبہ
		۲۳۵	نماز قتل
		۲۳۶	نماز تراویح

۲۸۴	امام نے سلام کے کچھ دیر بعد سجدہ سہو کیا تو مسبوق کیا کرے؟	۲۶۱	سجدہ سہو میں تمام نمازیں برابر ہیں
۲۸۶	امام کو سہو ہونے کے بعد وضو بھی ٹوٹ گیا	۲۶۱	سنت و نوافل میں پہلے قعدہ کا حکم
۲۸۶	نماز میں حدث (بے وضو) ہو جانے کا بیان	۲۶۲	قرات میں درمیان سے آیت کا چھوٹنا
	امام نے سورہ الناس پڑھی تو مسبوق کون سی	۲۶۲	اگر رکعت کی تعداد میں شک ہو گیا تو؟
۲۸۹	سورت پڑھے؟	۲۶۳	قعدہ اولیٰ میں بھول کر سلام پھر دیا؟
	جماعت کے لوٹانے میں نئے نمازی کا شرکت کرنا	۲۶۵	اگر قیام کی حالت میں التیات پڑھی؟
۲۹۰	فضائل و آداب دعا	۲۶۵	اگر قعدہ اخیرہ بھول جائے؟
۲۹۱	اوقات اجابت یعنی دعا قبول ہونے کے خاص وقت	۲۶۶	تین حالتوں کا ایک حکم
۲۹۳	مقبولیت دعاء کے خاص حالات	۲۶۷	قعدہ (پہننے) میں سہو کے مسائل
۲۹۵	مکانات اجابت (یعنی دعا قبول ہونے کی خاص جگہیں)	۲۶۹	اذکار اور تسبیحات میں سہو کے مسائل
۲۹۷	وہ لوگ جن کی زیادہ دعا قبول ہوتی ہے	۲۷۰	رکوع و سجدہ میں سہو کے مسائل
۲۹۷	میت کی نماز روزہ حج، زکوٰۃ اور مرنے کے بعد دوسرے حقوق ادا کرنے کا شرعی طریقہ	۲۷۱	امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ رہ گیا تو؟
۲۹۸	حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت	۲۷۲	اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ لی؟
۲۹۸	الاستفتاء	۲۷۳	اگر سجدہ کرنے میں شک ہو گیا؟
۳۰۰	الجواب	۲۷۳	سجدہ سہو میں شک ہو گیا تو؟
۳۰۳	مسائل فدیہ نماز روزہ وغیرہ	۲۷۳	تکبیرات کا صحیح طریقہ
۳۰۵	ماخذ و مراجع کتاب		تکبیر تحریر کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟
		۲۷۵	بعد میں آنے والا رکوع میں کس طرح جائے؟
		۲۷۶	رکوع و سجود کی تسبیحات زور سے پڑھیں یا آہستہ؟
		۲۷۷	تکبیرات میں سہو کے مسائل
		۲۷۷	مسبوق دالاحق کی تعریف اور متعلقہ احکام
		۲۷۸	باقی ماندہ نماز پڑھنے والے اقتداء کرنا
		۲۸۲	ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرا مسبوق اپنی نوت شدہ رکعتیں پوری کرے؟
		۲۸۲	حرم شریف میں بھیڑ کے وقت مسبوق کیلئے حکم
		۲۸۳	مسبوق پر سجدہ سہو کا حکم
		۲۸۳	مقیم مقتدی مسافر یا امام کے پیچھے سجدہ سہو کیسے کرے؟
		۲۸۴	لاحق پر سجدہ سہو کا حکم

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اپنے خسر محترم مولانا وحید الزمان کیرانوی نور اللہ مرقدہ استاذ ادب و حدیث و معاون مہتمم دارالعلوم دیوبند کے نام منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے ایما پر یہ کام شروع کیا تھا مگر افسوس کہ موصوف مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۹۵ء کو رحلت فرما گئے۔

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾

یا اللہ! اس عظیم مربی دیدہ و درفتنم بلند پایہ ادیب و خطیب اور باکمال مصنف کی مغفرت فرما
کر مرحوم کی قبر کو اپنے انوار سے بھر دے۔ (آمین یا رب العالمین)

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

عرض مولف

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ
وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ﴾

اما بعد! اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ مسائل کے انتخاب کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس کو عوام و خواص نے نہ صرف پسند کیا بلکہ اپنے مفید اور بیش قیمت مشوروں سے بھی نوازا جن کی بدولت مختلف موضوعات کے انتخاب میں مدد ملتی رہتی ہے۔

فَجَزَاهُمْ اللَّهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ

بنام خدا کتاب مکمل و مدلل مسائل نماز پیش ہے جس میں نماز سے متعلق تکمیل تحریر سے لے کر دعا تک تمام ضروری مسائل شامل ہیں جن کی مجموعی تعداد تقریباً پندرہ سو ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اساتذہ و مفتیان کرام کی توجہ اور ان کی دعاؤں کا طفیل ہے بالخصوص جامع شریعت و طریقت فقیہ الامت سیدی و شبلی حضرت مولانا مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند کی شفقت و محبت و جذبہ عمل اور اخلاص کا نتیجہ ہے۔

یا اللہ ان حضرات کا سایہ عاطفت صحت و عافیت کے ساتھ تادیر ہم پر قائم و دائم رہے۔ آمین

بشری بھول چوک سے کون بچا ہے کہ یہ حقیر بچنے کا دعویٰ کرے لیکن اپنی جدوجہد و کاوش کی حد تک جو کچھ بھی اخلاص کے ساتھ کر سکتا تھا کیا کامیابی اللہ کے ہاتھ میں ہے ہزار احتیاط کے بعد بھی اگر کوئی غلطی کتابت و طباعت صحت وغیرہ کی نظر سے گزرے تو قارئین کرام مطلع فرما کر سبب اللہ ماجور ہوں۔

محمد رفعت قاسمی خادم اللہ ریس دارالعلوم دیوبند مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء

تقدیق

جامع شریعت و طریقت فقیہ الامت سیدی حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب دامت برکاتہ چشتی قادری سہروردی نقشبندی مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

الحمد لله وحده و الصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعده اما بعد

زیر نظر کتاب ”مکمل و مدلل مسائل نماز“ مرتبہ عزیزم مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند اپنے موضوع پر نہایت مفید اور جامع کتاب ہے موصوف نے بہت سے مستند فتاویٰ اور دیگر متعلقہ کتب کا نہایت عرق ریزی کے ساتھ مطالعہ کر کے نماز سے متعلق ضروری مسائل بہت ہی سلیقہ سے مع حوالہ جات جمع فرما کر امت پر احسان عظیم فرمایا ہے اور اخلاقی مسائل بہت ہی سلیقہ سے مع حوالہ جات جمع فرما کر امت پر احسان عظیم فرمایا ہے اور اخلاقی مسائل کے اندر قول راجح اور مفتی بہ کو اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب عوام و خواص دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور نافع ہے۔ حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے اور مولف سلمہ کو دارین کی ترقیات سے نوازے اور نجات کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کا موقعہ عنایت فرمائے۔
(آمین) العبد محمود چشتی مسجد دارالعلوم دیوبند ۲۵ شوال ۱۴۱۶ھ

ارشاد گرامی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

باسمہ سبحانہ ﴿نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ وَبَعْدُ﴾

پیش نظر کتاب (مسائل نماز قرآن و سنت کی روشنی میں) بالاستیعاب حرفاً حرفاً مطالعہ کرنے کا موقعہ تو نصیب نہ ہوا البتہ جا بجا اہم اہم مقامات کو دیکھا صحیح پایا اور مولف موصوف کی بہت سی کتابیں نافع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکی ہیں۔ اس لیے ظن غالب ہے کہ یہ کتاب بھی عند العوام و الخواص سب کے یہاں حسب سابق مقبول و مفید ہوگی۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں اور سب کے لیے نافع بنائیں آمین

کتبہ

العبد نظام الدین ۵/۲/۱۴۱۷ھ

رائے گرامی قدر

حضرت مولانا مفتی ظفر الدین صاحب دامت برکاتہم مرتب فتاویٰ دارالعلوم و مفتی

دارالعلوم دیوبند

﴿ الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفی ﴾

اما بعد اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ عام مسلمانوں میں احکام شریعت پر عمل کرنے کا جذبہ ابھر رہا ہے اور دین کی طرف ہر مسلمان دل و جان سے مائل ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری مسجدیں کافی آباد ہیں۔ اور جہاں جہاں مسجدیں ہیں اس آبادی کے سارے لوگ پابندی سے مسجدوں میں آتے ہیں اور جماعت کے ساتھ ایک امام کی اقتداء میں اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے ماشاء اللہ مسجدوں کی رونق دوبالا ہے۔

نمازیوں کو دن رات نماز کے مسائل و احکام جاننے کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ نماز کے مسائل کافی پھیلے ہوئے ہیں ہمارے فقہائے کرام نے اس سلسلہ میں بڑی محنت و کاوش سے ان تمام مسائل کو مختلف کتابوں میں جمع کر دیا ہے، ضرورت تھی کہ مسائل نماز کو یک جا کر دیا جائے اور حوالہ جات کے ساتھ مختلف کتابوں میں جو مسائل بکھرے ہوئے ہیں ایک کتاب میں جمع کر دیئے جائیں۔

رب العزت قاری رفعت صاحب کو جزائے خیر دے کہ آپ نے یہ فریضہ انجام دیا اور نماز کے بیشتر مسئلے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ موصوف کی اس سے پہلے بھی متعدد کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں رب قدیر ان کی اس خدمت کو بھی قبول فرمائے اور مزید علمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

محتاج دعا

محمد ظفر الدین غفرلہ مفتی دارالعلوم دیوبند

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

تقریظ

فقیر النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی پالن پوری محدث کبیر دارالعلوم دیوبند



﴿الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی عبده و رسوله محمد

رحمة للعالمین و علی اله و اصحابہ اجمعین اما بعد﴾

نماز ام الاعمال ہے، تقرب الہی کے تمام اعمال کا مرکز اور مجموعہ ہے، دین کی عمارت کا بنیادی ستون ہے، پھر یہ کہ نماز مومن کی معراج ہے جو انسان کو تجلیات اخروی کے قابل بناتی ہے ارشاد نبوی ہے کہ عنقریب تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے پس اگر تم پر مشاغل غلبہ نہ پائیں تو تم طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل کی نمازوں کا پورا اہتمام کرو نماز محبت الہی اور رحمت خداوندی کا عظیم ترین سبب بھی ہے اور جب کوئی بندہ نماز کا دلدادہ ہو جاتا ہے تو تجلیات خداوندی اور انوار الہی اس کو ڈھانک لیتے ہیں نماز گناہوں کا کفارہ بھی ہے ارشاد خداوندی ہے کہ نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں اور ارشاد نبوی ہے کہ بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازہ پر نہر جاری ہو جس میں روزانہ پانچ دفعہ وہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بالکل یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے خطاؤں کو دھو تے اور مٹا۔ تے ہیں۔ [متفق علیہ]

مگر ہر کام کا فائدہ اسی وقت متصور ہے جب کہ اس کام کو ڈھنگ سے کیا جائے۔ دنیا کے معمولی کام بھی اس کے متقاضی ہیں کہ ان کو صحیح انداز پر کیا جائے جب ہی نفع ہو سکتا ہے دین کے کام اور وہ بھی نماز جیسی اہم عبادت کیوں نہ اس کا تقاضا کرے گی؟ اس لیے علماء کرام نے ہر زمانہ

میں خاص نماز کو موضوع بنا کر مسائل جمع کیے ہیں تاکہ امت ان کتابوں کے ذریعہ اپنی نمازوں کی اصلاح کر سکے۔ ہماری اردو زبان میں متعدد اچھی اچھی چھوٹی بڑی کتابیں متداول ہیں مگر کہتے ہیں کہ ہر گلے رارنگ و بوئے دیگر است۔ ہر کتاب میں کوئی نہ کوئی خوبی ایسی ضرور ہوتی ہے جو دوسری کتاب میں نہیں ہوتی۔ اس لیے اب ہمارے بھائی فاضل دارالعلوم دیوبند اور استاذ دارالعلوم دیوبند مولانا محمد رفعت قاسمی صاحب نے ایک جامع کتاب نماز کے موضوع پر مرتب کی ہے میں نے ابھی اس سے استفادہ نہیں کیا ہے ان شاء اللہ زیور طبع سے آراستہ ہونے کے بعد دیکھوں گا۔ مگر چوں کہ موصوف ایک درجن کتابیں دینیات کے موضوع ہی پر امت کے سامنے پیش کر چکے ہیں اور وہ قبول عام حاصل کر چکی ہیں اس لیے امید کامل ہے کہ یہ کتاب بھی اسی انداز کی ہوگی بلکہ ان سے بہتر ہوگی کیونکہ آدمی ہر آنے والے دن میں ترقی کی منازل طے کرتا ہے اور خوبیوں کی طرف بڑھتا ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی مولانا محمد رفعت صاحب زید مجدہ کی یہ محنت قبول فرمائیں اور امت کو اس کام سے اور ان کے دوسرے کاموں سے خوب فیض پہنچائیں اور ان کو مزید حسنات کی توفیق عطا فرمائیں

﴿و صلی اللہ علی النبی الکریم و علی الہ وصحبہ اجمعین و آخر دعوانا﴾

ان الحمد لله رب العالمین ﴿﴾

کتبہ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نماز کیا ہے؟

﴿اقِمْوُا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾

”قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں سے“

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں۔ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی ﷺ کی امت پر ابتدائے رسالت میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک قبل آفتاب نکلنے کے اور ایک قبل آفتاب ڈوبنے کے۔

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی کریم کو معراج سے نوازا گیا تو نماز ان پانچ وقتوں میں فرض کی گئی۔

فجر ظہر عصر مغرب عشاء ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ پہلی امتوں پر کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔ (علم الفقہ صفحہ ۱۲۵)

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دار و مدار اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت نماز فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر تندرست ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ عورت کو جب وہ دروزہ میں مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث کے مبارک صفحات لبریز ہیں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید شریعت میں نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے امام شافعی بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ اگرچہ اس کے کفر کے قائل نہیں ہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت تعزیر ہے۔

تمام وہ احادیث جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے نزدیک گنہگار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجہ کا گناہ ہے۔

[علم الفقہ صفحہ ۳۲ جلد ۲۔ درمختار صفحہ ۹ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

صلوٰۃ کے معنی لغت میں صلوٰۃ کے معنی دعاء کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں صلوٰۃ اس خاص عبادت کا نام ہے جو ارکان و شرائط کے ساتھ چند مخصوص اقوال و افعال کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ جس کی ابتداء تکبیر سے ہوتی ہے اور اختتام سلام پر ہوتا ہے۔ فارسی اور اردو میں بھی اس کو ”نماز“ کہتے ہیں۔ [مظاہر حق صفحہ ۱۰۵ جلد اول]

پانچ نمازوں کا ثبوت اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے (إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا) [پارہ ۵ سورۃ النساء] یعنی بلاشبہ نماز ایمان داروں پر فرض ہے جن کے اوقات مقرر ہیں۔ اس آیت میں ”کتاباً“ بمعنی مکتوب مفروض کے ہیں یعنی وہ امر جس کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور لفظ موقوف کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سے ہر ایک کے لیے اوقات کی حد مقرر ہے۔ اس آیت شریفہ میں بتا دیا گیا ہے کہ نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اور ان کے اوقات کا علم رسول ﷺ کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ (اس باب میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو بتادیں۔

ممکن ہے کہ بعض لوگ کہیں کہ قرآن کریم سے صرف نماز کی فرضیت ثابت ہے اور اس کی تعداد کے پانچ ہونے اور خاص طریقہ سے ادا کئے جانے کی بابت قرآن کریم میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم ہے کہ جو کچھ بھی ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ سب لوگوں کو بتادیں۔ ساتھ ہی لوگوں کو یہ حکم ہے کہ رسول ﷺ جس طرح فرمائیں اس کی پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ) اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ (اس باب میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو بتادیں۔

فَخَذُوهُ وَ مَا تَهَكُّمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴿﴾ [پارہ نمبر ۲۸ سورۃ العنکبوت] جو کچھ رسول ﷺ کا ارشاد ہے اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہو۔

لہذا رسول ﷺ نے جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا وہ گویا قرآن ہی سے ثابت ہے بکثرت صحیح احادیث ایسی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازوں کی تعداد پانچ ہے۔ یہ حدیثیں تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے ثابت ہے کہ نمازیں پانچ ہیں۔

[کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ ۲۸۶ در مختار صفحہ ۶ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم صفحہ ۳۳ جلد ۲]

نمازیں سب سے پہلے کس نے پڑھیں؟ عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ فجر کی نماز سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت پڑھی جب آپ جنت سے نکل کر باہر آئے اور رات کی تاریکی کے بعد صبح ہوئی۔ اور ظہر کی نماز سب سے پہلے زوال آفتاب کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی اور یہ اس وقت پڑھی تھی جب آپ کو اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا۔ اور عصر کی نماز سب سے پہلے حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی جس وقت آپ مچھلی کے پیٹ سے صحیح و سالم نکلے اور دوبارہ زندگی پائی۔ اور مغرب کی نماز بطور شکر یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سب سے پہلے ادا کی اور عشاء کی نماز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت ادا کی جب آپ مدین سے نکلے تھے۔ اور اب ہم سب مسلمانوں پر یہ پانچوں نمازیں فرض ہیں۔ [در مختار ۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

نماز کی فضیلت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ﴿۱﴾ توحید اور رسالت کا اقرار کرنا۔ ﴿۲﴾ نماز پڑھنا ﴿۳﴾ زکوٰۃ دینا۔ ﴿۴﴾ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ ﴿۵﴾ بشرط قدرت حج کرنا۔ [بخاری و مسلم]

نبی کریم نے فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان میں نماز حد فاصل ہے۔ [مسلم]۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔ [مشکوٰۃ]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ جاڑوں کے زمانے میں جب کہ پت جھڑ (موسم خزاں) ہو رہا تھا باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں اس سے بکثرت پتے گرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ذر جب کوئی خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون سی عبادت زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز۔

[بخاری و مسلم] [علم الفقہ ص ۵ جلد ۲]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے، کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے گناہ سب بخش دے گا۔ اور جنت عطا فرمائے گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرایا (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور قارون وغیرہ بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ [بخاری و مسلم] [بخاری جلد ۲ ص ۹ جلد ۲]

نماز کا حقیقی مقصد: نماز کا اصل مقصد یہ ہے کہ خالق کائنات کی عظمت کا نقش مرسم ہو جائے یہاں تک کہ (عذاب الہی سے) ڈرتے ہوئے اس کے احکامات کی تعمیل اور منوعات سے پرہیز کیا جائے۔

اس میں تمام بنی نوع انسان کا فائدہ ہے کیونکہ جو شخص نیکیوں پر عمل پیرا ہو اور برائیوں سے کنارہ کش ہے اس سے بھلائی اور نفع کے سوا اور کوئی بات سرزد نہیں ہو سکتی۔ اور وہ شخص جو نماز پڑھ لیتا ہو لیکن اس کا دل خدا سے غافل ہو اور خواہشات نفسانی و لذات جسمانی میں لگا ہوا ہو اس کی نماز سے گو بقول بعض ائمہ ادائے فرض تو ہو جائے گا لیکن درحقیقت مطلوبہ مقصد حاصل نہ ہوگا۔ نماز کا مل دراصل وہ ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ﴾

الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ» (یعنی وہ مسلمان جو نماز میں خشوع سے کام لیتے ہیں فلاح پا گئے) [پارہ ۱۸ سورۃ المؤمنون]

نماز کا حقیقی مقصد: نیاز مندی کے ساتھ خدائے خالق زمین و آسمان کی برتری کا اعتراف اور اس کی لازوال عظمت اور غیر فانی عزت کے آگے سرگلوں ہونا ہے۔ لہذا حقیقی معنوں میں کوئی شخص نمازی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل حاضر خدائے واحد کے خوف سے پُر باطل و وسوسوں اور ضرر رساں خیالات سے خالی ہو کر طالب نجات نہ ہو پس اگر انسان اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو اور اس حال میں اس کا دل خشوع و خضوع سے پُر ہو اور اپنے پروردگار قادر و قادرِ مطلق صاحب سطوت و امتناہی و مالک قدرت بے پناہ کے سامنے عاجزی و فروتنی سے حاضر ہو وہی شخص اپنے گناہوں سے تائب اور اپنے رب کی جانب مائل ہو گا۔ تب ہی اس کے ظاہری و باطنی اعمال کی اصلاح ہو سکے گی۔ اس کا رابطہ اس کے پروردگار کے ساتھ مضبوط ہو گا اور وہی بندگان حق تعالیٰ کے زمرہ میں شامل اور دین کے قائم کردہ حدود پر قائم ہو گا اور وہی ان امور سے باز رہے گا جس سے رب العالمین نے منع فرمایا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔ «إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ» (یعنی بلاشبہ نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ کاموں سے باز رکھتی ہے) اور حقیقی معنوں میں مسلمان ہونے کی یہی صورت ہے۔ [پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت]

غرض جو نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسندیدہ امور سے مانع ہے وہی نماز ہے جس میں بندہ اپنے رب کی عظمت کا اعتراف کرے اس (کے عذاب) سے ڈرے اور اس کی رحمت کا امیدوار ہو۔ اور ہر شخص کو نماز سے اس قدر فیض ملتا ہے جتنا کہ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو اور اس کا قلب اللہ کی جانب مائل ہو۔ کیونکہ اللہ پاک اپنے بندوں کے دلوں کو دیکھتا ہے ان کی ظاہری صورت پر نہیں جاتا۔ اسی لئے ارشاد باری ہے۔ «وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي» [پارہ ۱۶ سورۃ طہ] (یعنی نماز کو ذکر الہی میں منہمک ہو کر پوری طرح ادا کرنا چاہیے) جس کا دل اپنے رب کی یاد سے غافل ہو وہ اللہ کا عبادت گزار نہیں ہے لہذا حقیقی معنوں میں ایسا شخص نمازی نہیں ہے۔ حضور انور ﷺ کا ارشاد ہے «لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى صَلَاةٍ لَا يَحْضُرُ الرَّجُلُ فِيهَا قَلْبَهُ مَعَ بَدَنِهِ» (یعنی جب تک کوئی شخص تن من کے ساتھ حاضر نہ ہو اللہ رب العزت اس کی نماز کی طرف نہ دیکھے گا۔ دین کی نگاہ میں نماز یہی ہے اور اسی نماز کو نفوس انسانی کے سنوارنے اور اخلاق کے

درست کرنے میں دخل ہے، کیونکہ نماز کے ہر جزو میں انسانی فطری فضائل کی برتری کا دستور العمل اور انسانی پسندیدہ خصائل میں سے کسی نہ کسی خصلت کی مشق ہے۔

اب ہم کسی قدر اعمالِ صلوٰۃ کا ذکر کرتے ہیں کہ نفوسِ انسانی کے سنوارنے میں ان کا کیا اثر

ہے۔

نماز کے اجزاء: (ان اجزاء میں سے) ایک جزو نیت ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے حکم اداۓ نماز کی پوری پوری بجا آوری کا تہہ دل سے ارادہ کرنا، یعنی اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ اور چاہیے کہ وہ محض خوشنودی مولا کے لئے ہو۔ اب اگر کوئی شخص یہ عمل دن رات میں پانچ بار انجام دے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ کیفیت اس کی طبیعت میں جم جائے گی اور یہ اس کی صفاتِ فاضلہ میں سے ہو جائے گی۔ جس کا بہترین اثر اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر پڑے گا۔

انسانی معاشرے کے لئے قول و فعل میں خلوص نیت سے زیادہ سودمند کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔ اگر لوگ اپنے قول و فعل میں باہم پر خلوص ہوں تو یقیناً ان کی زندگی نہایت دل پسند اور خوشگوار ہوگی۔ ان کے حالات دنیا و آخرت میں بہتر ہوں گے اور کامیابی سے ہم کنار ہوں گے۔ (نماز کا) دوسرا جزو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونا ہے۔ نماز پڑھنے والا تن من سے اپنے پروردگار کے سامنے آنکھیں جھکا کے کھڑے ہو کر نجات کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ (بندہ کی) رگ جان سے زیادہ قریب ہے۔ لہذا جو کچھ بندہ کہتا ہے پروردگار اس کو سنتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہے اس کو جانتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی شخص اس عمل کو رات دن میں متعدد بار کرتا رہے تو یقیناً اس کے دل میں اپنے پروردگار کی جگہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کرے گا اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے ان سے باز رہے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس شخص سے انسانیت کے خلاف کوئی امر سرزد نہ ہوگا کسی کی جان پر تعدی اور کسی کے مال پر ظلم نہ کرے گا اور کسی کے دین اور آبرو کو اس سے ایذا نہ پہنچے گی۔

تیسرا جزو قرأت (یعنی نماز میں قرآن کا پڑھنا) ہے ائمہ کے نزدیک اس کے متعلقہ احکام کی تفصیل آگے آئے گی قرآن پڑھنے والے کو نہ چاہیے کہ زبان پڑھے اور دل غافل ہو بلکہ لازم ہے کہ جو کچھ پڑھے اس کے مطالب پر غور و فکر کرے اور جو کچھ کہتا ہے اس سے خود بھی نصیحت

پکڑے پس جب زبان پر اللہ تعالیٰ پروردگار عالم کا ذکر جاری ہو تو اس کی عظمت اور قدرت کی ہیبت اس کے قلب پر طاری ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا﴾ (پارہ ۹، سورۃ الانفال)

”یعنی ایمان والوں کی نشانی یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دلوں پر اس کی ہیبت طاری ہو اور جب آیات قرآنی ان کے سامنے پڑھی جائیں تو ان کے ایمان میں اور بڑھتی پیدا ہو۔“

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ کی صفات رحمت و احسان کا بیان ہو تو واجب ہے کہ انسان دل میں سوچے کہ ان صفات کریمہ سے وہ کس طرح خود کو آراستہ کر سکتا ہے۔
آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

((تخلقوا باخلاق الله فهو سبحانه كريم عفو غفور عادل لا يظلم الناس شيئا))

”(یعنی لوگو! تم اپنے اندر خلق الہی پیدا کرو وہ ذات پاک بخشش کرنے والی، معاف کرنے والی، مغفرت کرنے والی اور عادل اور کسی پر مطلق ظلم نہیں کرتی)“

لہذا انسان مکلف ہے کہ اپنے آپ میں یہ اخلاق پیدا کرے اب اگر کوئی شخص قرآن حکیم کی ایسی آیات پڑھے گا جن میں اللہ تعالیٰ کی صفات کریمہ کا بیان ہے اور اس کے مطالب کو سمجھے گا اور یہ عمل دن رات میں بکثرت بار بار کیا جائے گا تو لامحالہ اس کی طبیعت اس سے متاثر ہوگی اور جب طبیعت پر ان صفات جمیلہ کا اثر ہوگا تو اس کی طبیعت ان صفات سے خود متصف ہونے کی جانب مائل ہوگی۔ غرض تہذیب نفس و اخلاق کے لئے یہ عمل سب سے زیادہ کارگر ہے۔

چوتھا جزو ”رکوع و سجود“ (یعنی اللہ کے آگے جھکنا اور سجدہ کرنا) ہے یہ اعمال اس مالک الملک خالق ارض و سماء و مافیہا کی تعظیم کا نشان ہیں، لیکن نماز پڑھنے والا جو اپنے رب کے حضور (نماز میں) جھکتا ہے اس کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ خاص کیفیت کے ساتھ اپنی پیٹھ کو دہری کر لئے بلکہ ضروری ہے کہ اس کا دل اس امر سے آگاہ ہو کہ وہ ایک ادنیٰ بندہ ہے اپنے خدائے بزرگ و برتر کے آگے جھکتا ہے جس کی قدرتوں کا کچھ شمار نہیں اور اس کی عظمتوں کی کوئی انتہاء نہیں۔

نمازی کے دل میں جب یہ تصور دن رات کے اندر متعدد بار پیدا ہوگا تو اس کا قلب ہمیشہ اپنے پروردگار کے (عذاب) سے خائف رہے گا۔ اور کوئی ایسا کام جو رضائے الہی کے خلاف ہو اس سے سرزد نہ ہوگا۔ اسی طرح نمازی جو اپنے خالق کے آگے سر بسجود ہو کر اور اپنی پیشانی کو زمین پر رکھتا ہے گویا اپنے پروردگار کی بندگی کا اظہار کرتا ہے لہذا اس کا دل بندگی کی بے چارگی اور خالق و پروردگار عالم کی عظمت سے آگاہ ہوتا ہے۔ اس سے لازم ہے کہ اس کے دل میں خوف و خشیت الہی پیدا ہو اور اس کے نفس کی تہذیب ہو اور گناہوں اور ناپسندیدہ باتوں سے باز رہے۔

ان امور کے علاوہ نماز میں اور بھی عظیم الشان اجتماعی مفید باتیں ہیں، منجملہ ان کے ایک ”جماعت“ ہے۔ اسلام میں نماز باجماعت کا حکم ہے اور نبی اکرم ﷺ نے ترغیب فرمائی ہے کہ:

((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعَشْرِينَ دَرَجَةً))

”(یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں الگ الگ نماز پڑھنے سے ستر درجے زیادہ

فضیلت ہے)۔“

سیدھی اور پیوستہ صفوں میں اکٹھا ہو کر نماز پڑھنے سے اس امر کا اظہار ہے کہ ان کے جدا جدا اقلوب یا ہم ایک دوسرے کے قریب ہیں اور کینہ و حسد سے دور ہیں اتحاد و اتفاق کے لئے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دیا ہے۔ یہ عمل سب سے زیادہ کارگر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

((وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا)) (پارہ ۳ سورۃ آل عمران)

”(یعنی لوگو! اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور باہم پھوٹ نہ ڈالو)۔“

نیز نماز باجماعت اس اخوت کی یاد دلاتی ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا ہے۔

((إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ)) (پارہ ۲۶ سورۃ حجرات)

”(یعنی تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں)۔“

پس وہ مسلمان جو پروردگار واحد کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ انہیں یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیے کہ وہ باہم بھائی بھائی ہیں۔ لہذا لازم ہے کہ جو بڑے ہیں وہ چھوٹوں پر رحم کریں اور جو چھوٹے ہیں وہ اپنے بڑوں کی توقیر کریں۔ جو امیر ہیں وہ غریبوں کی حاجت روائی کریں اور جو قوی ہیں وہ کمزوروں کی اعانت کریں اور صحت مند اشخاص مریضوں کی تیمارداری کریں

تا ہم رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد پر عمل ہو کر۔

((المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يثلّمه من كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة من كرب الدنيا فرج الله بما عنه كربة من كرب يوم القيامة ومن ستر مسلما ستره الله يوم القيامة))

”(یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس چاہیے کہ نہ اس پر ظلم کرے نہ اسے نقصان پہنچائے جو شخص ضرورت پڑنے پر اپنے بھائی کے کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پر اس کے کام آئے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی کوئی مشکل حل کر دی اللہ تعالیٰ قیامت کی مشکلات میں سے اس کی مشکل کو حل کر دے گا۔ جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“

غرض کہ اگر نماز کی تمام خوبیوں کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہوں گے لہذا اس پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو دین حنیف پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) [کتاب الفقه ص ۲۷۵ تا ۲۷۸ جلد اول]

نماز جامع عبادت کیوں؟ اگرچہ ایمان باللہ کے بعد اسلام کا مدار ان پانچ عبادتوں پر ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ مگر چونکہ ہمارا نصب العین اور موضوع بحث اس وقت اس سلسلہ میں صرف نماز ہی کا بیان کرنا ہے اس وجہ سے اسی کے فضائل سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

نماز ایسے چند مخصوص اقوال اور افعال کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے اظہار یعنی تکبیر تحریر سے شروع ہو کر سلام پر ختم ہو جاتے ہیں۔ جس میں گویا خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی خاکساری، نیاز مندی اور فروتنی کا اظہار اور اس ذات واحد کی عزت و رفعت اور عظمت و برتری کا اعتراف ہوتا ہے۔ اور جس میں اپنے قول و فعل اور حرکت و سکون سے اس امر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ کہ اے مالک الملک اور اے مرنے والی حقیقی تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہمارا سر نیاز تیری عالی شان چوکھٹ پر خم ہے ہمارا ہر عمل آپ ہی کے لئے ہے اور ہمارا رخ آپ ہی کی جانب ہے۔ اور ہر قسم کی اعانت کی خواست گاری صرف آپ ہی سے ہے۔ ہم غروب ہو جانے والی چیزوں کو دوست نہیں رکھتے۔

اس عبادت کو شریعت اسلام نے ہر مسلمان عاقل بالغ پر خواہ مرد ہو یا عورت اور آزاد ہو یا غلام سب پر فرض کیا ہے۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے درجہ اور استعداد کے مطابق اس سے نفع اٹھا سکتا ہے، یہی وہ عظیم الشان عبادت ہے جس کو عہد اچھوڑنے والے کو امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کا فر کہتے ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمۃ اس کے قتل کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تا تو بہ اس کو مجبوس کرنے کا فتویٰ فرماتے ہیں۔

یہی ملت اسلام کا وہ شعار ہے جس کے جاتے رہنے سے اگر اسلام کے جاتے رہنے کا حکم کر دیا جائے تو درست اور بجا ہے۔ یہی وہ عبادت ہے جو تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق کے لئے کامل موثر اور نافع ہے جو دلوں کو خطاؤں کی ناپاکیوں سے پاک و صاف کر کے اخروی تجلیات کے قابل بنادیتی ہے اور برائیوں کو نیکیوں سے مبدل کر دیتی ہے چنانچہ حدیث شریف آیا ہے کہ اس شفیق امت شفیق المذنبین (روحی فداہ) کے زمانہ میں اتفاقاً ایک مرد نے ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا۔ جب اس گناہ نے اس کے نورانی قلب پر کسی قدر ظلمت کا حجاب ڈالا تو طبیب روحانی کی خدمت اقدس میں نہایت ندامت اور کامل شرمندگی سے حاضر ہو کر اس کے ازالہ کی تدبیر دریافت کرنے کی درخواست پیش کی۔ اور اس گناہ کو ناقابل معافی سمجھ کر **هَلَكْتُ هَلَكْتُ** کہنے لگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی فریاد و بکاؤں کو سن کر کچھ جواب مرحمت نہ فرمایا۔ بلکہ ادائے نماز تک آپ نے سکوت اور توقف کیا۔ جب اس سائل نے جماعت میں شامل ہو کر نماز کو ادا کیا اور اس کی فحالت رحمت الہی کے دریا کو جوش میں لائی یعنی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ [پارہ ۲ سورۃ ہود]

”یعنی دن کی دونوں طرفوں اور رات کی پچھ ساعتوں میں نماز کو قائم کرو۔ کیونکہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔“

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ مژدہ سنایا کہ:

((إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ))

”یعنی یقیناً خدا تعالیٰ نے تیرے گناہ کو بخش دیا۔“

پھر جب اس سائل نے یہ عرض کیا کہ یہ حکم خاص میرے ہی واسطے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میری تمام امت کے واسطے یہی حکم ہے۔ علیٰ ہذا آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ:
 ((لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمساً هل یبقی من
 درنہ شیئ قالوا لا قال فذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ
 بها الخطایا))

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر نہر جاری ہو اور اس
 میں روزانہ پانچ مرتبہ وہ غسل کیا کرے تو کیا اس کی بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے؟
 صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہی حال پنج گانہ نمازوں کا ہے، ان سے بھی
 خدا تعالیٰ خطاؤں کو بالکل دور کر دیتا ہے۔ اور نیز آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ:

((الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان
 مکفرات لما بینہن اذا اجتنبت الكبائر))

”یعنی اگر گناہ کبیرہ سے پرہیز کیا جائے تو پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان
 سے رمضان تک اپنے درمیان کے گناہوں کو دور کرنے والے ہیں۔ اور اسی طرح
 الہامی اور مقدس کتاب کی یہ آیت۔

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [پارہ ۲۱ سورۃ العنکبوت]

یعنی بے شک یقیناً نماز بے حیائی اور بری بات سے روک دیتی ہے گنہگار ان امت کو کامل
 یقین دلاتے ہیں کہ جس شخص نے نمازوں کو حضور دل اور پاک نیت سے پورے پورے طور پر ادا
 کیا۔ اور ان کے رکوع و سجود اور خشوع اور اس کے اذکار و اشغال کو اچھی طرح بجالایا اور وقت پر
 ان کو پڑھا تو بالطبع ان کا یہ اقتضاء ہے کہ وہ شخص رحمت الہی کے لامتناہی دریا میں پہنچ جاتا ہے جس
 کے سبب سے اس کے چھوٹے، چھوٹے گناہ خس و خاشاک کی طرح دور ہو جاتے ہیں اور اس کی
 خطائیں لوح دل سے ایسی جھڑ جاتی ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے۔

علاوہ ازیں نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جو اسلام کی بقیہ عبادات کے ارکان کو بھی مضمّن
 اور جامع ہے چنانچہ دیکھئے جیسا کہ صوم میں روزہ دار کو صبح سے شام تک نیت کے ساتھ کھانے پینے
 اور جماع سے باز رہنے کا حکم ہے۔ اسی طرح نمازی کو بھی عین نماز کی حالت میں لازمی طور پر
 اشیاء مذکورہ سے احتراز واجب ہے اور جیسا کہ مذکور الصدر چیزوں کے استعمال سے روزہ ٹوٹ

جاتا ہے ایسے ہی ان افعال کے ارتکاب سے نمازی کی نماز باطل ہو جاتی ہے بلکہ غور سے دیکھا جائے نفس کی بندش جس قدر اس کے مرغوبات سے نماز میں ہوتی ہے روزہ میں نہیں ہوتی۔ دیکھو! نماز پڑھنے والوں کو حکم ہے کہ نماز کی حالت میں گوشہ چشم سے بھی غیر اللہ کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ اپنی نظروں کو تجدد گاہ پر رکھو زبان کو بھی تلاوت اور ذکر الہی کے سوا اور اذکار سے بچاؤ۔ اگر ہاتھوں سے داد و ستد یا پیروں سے بے جا حرکت کر دے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان کا وجود بسا اوقات روزہ میں مغل نہیں ہوتا۔ علی ہذا حج کے سے افعال بھی نماز میں پائے جاتے ہیں اگر حج بیت اللہ میں احرام ہے تو یہاں تکبیر تحریرہ اس کے قائم مقام ہے۔ اگر وہاں طواف کعبہ اور وقف عرفات ہے تو یہاں استقبال قبلہ اور قیام ہے۔ اگر وہاں سعی بین الصفا والمروة ہے تو یہاں رکوع و سجود کے حرکات اور جس طرح زکوٰۃ میں اپنے کل مال نصابی میں سے ایک مقدار معین کا خدا کی راہ میں صرف کرنا ضروری ہے اسی طرح نمازی کو بھی یہی حکم ہے کہ اپنے رات دن کی اوقات میں سے کچھ وقت معین خدا کی رضا مندی اور خوشنودی میں صرف کرے۔

غرض یہی دو عبادت ہے جو جمیع عبادات کو جامع ہے تلاوت قرآن کلمہ شہادت ذکر الہی اور دعاء و تسبیح سب اس میں پائی جاتی ہیں۔

ان ہی وجوہ متذکرہ بالا کے سب نماز سے افضل کوئی عبادت نہیں ہے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا کہ:

((ای الا عمال افضل))

”یعنی تمام اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟“

تو آپ نے یہ فرمایا کہ الصلوٰۃ لوقتہا یعنی نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔

اور جب صحرائے محشر میں خلافت کے حاضر ہونے کے لیے صورت پھونکا جائے گا اور وقت موعود پر سب اگلے پچھلے جزاء سزا پانے کے لئے جمع ہوں گے تو اس وقت سب عبادتوں سے پہلے نماز ہی کا محاسبہ کیا جائے گا۔ اسی واسطے ایمان کی درستی اور عقائد کی اصلاح کے بعد نماز ہی کا مرتبہ ہے اور حضور سرور کائنات نے ابتداء عمر ہی سے اس عبادت کے خوگر ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ والدین کے لیے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

((امروا اولادکم بالصلوة وهم ابناء سبع سنين و اضربوهم

عليها و هم ابناء عشر سنين))

”یعنی اپنی اولاد کو اس وقت نماز کا حکم کرو جس وقت وہ سات برس کی عمر کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کے لئے ان کو مارا کرو۔“

غرض قرآن و حدیث نماز کی فضیلتوں سے لبریز اور پر ہے اور شارع علیہ السلام نے اس کے اوقات کی تعیین اور اس کے شروط و ارکان اور آداب کے بیان کرنے میں سب عبادتوں سے زیادہ اہتمام کیا ہے۔ پس کامل انسان وہی ہے جو شرک اور مخلوق پرستی سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی عبادت احسن و اکمل طریقہ پر کرتا رہے اور اپنے آرام و راحت سے دست بردار ہو کر اپنے خالق کے ادائے شکر میں تیار و مستعد رہے اور اس کے اوامر و نواہی پر کار بند ہو کر حیات باقی اور ابدی آرام و راحت کی جستجو میں سرگرداں و کوشاں رہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ فصل لربك کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جو دنیا میں کوثر کا نمونہ ہے۔ نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں: چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہے اس وجہ سے اس کی شرائط بھی بہت ہیں۔ اس مقام پر صرف ان شرطوں کو بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے۔ بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتی ہیں جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط ان کا ذکر اسی مقام پر کیا جائے گا۔ جہاں ان نمازوں کا بیان ہوگا۔

(ان شرائط کا بیان احقر کی مرتب کردہ کتاب ”مسائل نماز جمعہ و عیدین میں ملاحظہ ہو)

پہلی شرط: ① طہارت (پاکی) نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ۔ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضاائقہ نہیں، مگر افضل یہ ہے کہ اس سے بھی پاک ہو، اسی طرح نجاست حکمیہ کی دونوں فردوں (حدث اکبر و حدث اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے۔

نیز نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے۔

نیز نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونی چاہیے۔ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ۔ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پاؤں رہتے

ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

[در مختار]

ہَمِئَئِذَا: اگر کسی ناپاک جگہ پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ [بحر الرائق شرح وقایہ علم

الفقہ ص ۲۳ جلد ۲ و ہدایہ ص ۵۸ جلد اول و شرح نقایہ ص ۶۳ جلد اول و کبیری ص ۷۷ جلد اول و مسنون ۲۶۵]

دوسری شرط: ﴿۲﴾ ستر عورت، یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اس حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے

اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں تو اس پر بھی ستر عورت فرض ہے (یعنی جس حصہ کا دوسرے شخص پر ظاہر کرنا حرام ہو) اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف (امکان) نہیں ہاں اپنی نظر سے چھپانا شرط نہیں، اگر کسی کی نظر اپنے (پوشیدہ) جسم پر نماز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔

[بحر الرائق در مختار رماتی الفلاح، علم الفقہ ص ۳۶ جلد ۲ و ہدایہ ص ۵۸ جلد اول و کبیری ص ۲۰۸]

ہَمِئَئِذَا: مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے کے مقام تک ڈھانپنا فرض ہے اور عورت کا کل جسم ستر ہے۔ یعنی تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے علاوہ چہرہ ہاتھ اور پاؤں کے۔

[ہدایہ ص ۵۸ جلد اول شرح نقایہ ص ۶۴ جلد اول و کبیری ص ۲۰۹ کتاب الفقہ ص ۲۸۳]

تیسری شرط: ﴿۳﴾ استقبال قبلہ، یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا شرط ہے خواہ ہیچ یا حکماً اور کعبہ کی طرف نہ کرنا شرط نہیں ہاں مسنون ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص کعبہ سے (صرف) نہ پھیر کر نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی مگر خلاف سنت کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ اور جن لوگوں کو کعبہ نظر آتا ہو یعنی کعبہ کے قریب ہیں درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں تو ان پر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں، جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھ پر کھڑا ہونا فرض

نہیں۔ [علم الفقہ ص ۲۸ و ہدایہ ص ۶۱ جلد اول شرح نقایہ ص ۶۱ کبیری ص ۲۱۰ کتاب الفقہ ص ۳۰۹ جلد اول]

ہَمِئَئِذَا: قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن اس کے لئے دو شرطیں ہیں، اول قدرت دوسرے تحفظ۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۳ جلد اول]

چوتھی شرط: ﴿۴﴾ نیت یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا، زبان سے بھی کہنا بہتر ہے (نیت تو

فقط ارادہ کا نام ہے جس کا محل دل ہے نہ کہ زبان، اگر فرض نماز پڑھنا ہو تو نیت میں اس فرض کی تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھنا ہو تو دل میں یہ قصد کرنا کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون سا واجب ہے ورنہ عیدین کی نماز ہے یا نذر کی نماز۔

نیز مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا ہے، امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ ہاں اگر کوئی عورت اس کی پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتداء صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعے یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں ہے۔ جنازہ کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعائے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ [علم الفقہ ص ۳۰ ج ۲]

میت کی نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثلاً کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں اور اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۳۱ جلد ۲ و شرح وقایہ ص ۱۳۹ جلد اول و بحر الرائق ص ۷۷ جلد اول و کبیری ص ۳۵۲ شرح نقایہ ص ۶۷ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۳۳۵ جلد اول]

(اگر نماز پڑھنے والے نے دل سے ارادہ کر لیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو نماز درست ہے) البتہ عوام الناس کے لئے دل کے ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی تلفظ کرنا بہتر ہے اور بعض حضرات ایسی چوڑی نیت کے الفاظ دہراتے رہتے ہیں اس میں خرابی یہ ہے کہ امام قرات شروع کر دیتا ہے اور یہ نیت کے الفاظ ہی دہراتے رہتے ہیں۔ [رفعت قاسمی]

نیت کہتے ہیں خدا کے لئے نماز کا ارادہ کرنے کو یا اس طور کہ اس میں امور دنیوی میں سے کوئی امر شامل نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۳۳۳ جلد اول و بحر ص ۲۸۲ جلد اول]

پانچویں شرط: ۵) تکبیر تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی

لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز شروع ہو جاتی ہے، کھانا پینا، چلنا پھرنا، بات چیت کرنا، اکثر وہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں وہ حرام ہو جاتی ہیں اس لیے اس کو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں: ❶ تحریمہ کانیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقتاً ملی ہوئی ہو یعنی ایک وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثلاً بات وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لیے چلنا پھرنا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائیگا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقتاً ملا دے۔ [مراقی الفلاح]

❷ جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں کی جس طرح چاہے کہے، مگر اس بات کا ضرور خیال رہے کہ ہر نماز میں ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع کے جھک کر نہ کہی جائے، اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اس کا جھکنا رکوع کے قریب نہ ہو تو تحریمہ صحیح ہو جائے گی اور اگر رکوع کے قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی۔ [مراقی الفلاح]

مُسْتَعْلَمٌ: بعض ناواقف لوگ جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور ایسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، ان کی نماز نہیں ہوتی، اس لیے کہ تکبیر نماز کی صحت کی شرط ہے، اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ یعنی نماز نہ ہوگی۔

❸ تحریمہ کانیت سے پہلے نہ ہونا، اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اس کے بعد کی جائے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ [مراقی الفلاح]

❹ تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے بشرطیکہ بہرہ نہ ہو گو نکلے تو تکبیر تحریمہ کے لیے زبان ہلانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے۔

❺ تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی

۱۰ اللہ اکبر کے ہمزہ یا با کو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص ء اللہ اکبر یا اللہ اکبر کہے تو اس کی تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

۱۱ اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

۱۲ تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم وغیرہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی [در مختار مرقی الفلاح] اور تکبیر تحریمہ کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ [علم الفقہ ص ۳۲ جلد ۲]

رکوع میں شامل ہوتے وقت تکبیر تحریمہ کا حکم: مسئلہ: اگر امام رکوع میں ہے اور اس وقت کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونا چاہتا ہے تو مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ اور اگر صرف تکبیر تحریمہ کہی اور دوسری تکبیر کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی [در مختار بر حاشیہ شامی ص ۲۴۳ جلد ۱] (تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں نہ کہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی)۔ محمد

بغت قاسمی

نجاست غلیظہ و خفیفہ کی تعریف: نجاست غلیظہ امام صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں دلائل متفق ہوں خواہ اس میں علماء کا اختلاف ہو یا نہ ہو اسی طرح عموم بلوی ہو یا نہ ہو اور نجاست خفیفہ ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں دلائل متعارض ہوں۔

((ان الامام قال تو افقت علی نجاسته الا دلة فمغلظ سواء

اختلفت فيه العلماء و كان فيه بلوی ام لا والا فمخفف

طحطاوی علی المراقی ص ۸۲ ہکذا فی فتح القدیر ص ۲۰۳

جلد اول و بحر الرائق ص ۲۲۹ ج ۱ و الشامی ص ۲۱۱ ج ۱))

صاحبین کے نزدیک نجاست غلیظہ ہر ایسی نجاست کو کہا جاتا ہے جس کی نجاست میں علماء کا اتفاق ہو اور عموم بلوی اس میں نہ ہو اگر علماء کا اختلاف ہو یا عموم بلوی ہو تو وہ نجاست نجاست خفیفہ کہلائے گی۔

((و قالوا ما اتفق العلماء علی نجاسته ولم یکن به بلوی فمغلظ

و الا فمخفف لا نظر للادلة طحطاوی علی السراقی ص ۸۲

فتح ص ۴۰۲ ج ۱ بحر ص ۲۲۹ ج ۱ ش ص ۲۱۱

نجاست غلیظہ کا حکم: نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بننے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں بقدر درہم یا اس سے کم ہو تو معاف ہے بغیر دھوئے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر قدر درہم سے زیادہ ہو تو معاف نہیں بغیر اس کو دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہے اگر زیادہ ہو تو بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ [کنای الطحاوی والکبیری والاشامی والیسانی البحر]

نجاست خفیفہ کا حکم: اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہو تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو غرضیکہ جس عضو میں لگے اس کے چوتھائی سے کم ہو اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے اور بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی۔ [کنای الطحاوی ص ۸۲ والاشامی ص ۲۱۲ والیسانی الکبیری ص ۸۵ بحر الرائق ص ۲۳۰ جلد اول تبیین الحقائق ص ۵ جلد اول محمد طاهر عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند]

نماز کے اوقات: چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ادائے شکر کے لیے ہے جو ہر وقت و ہر آن فائز ہوتی رہتی ہیں لہذا اس کا مقتضایہ تھا کہ کسی وقت انسان اس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس میں تمام ضروری حوائج میں حرج ہوتا اس لیے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی۔ ① فجر ② ظہر ③ عصر ④ مغرب ⑤ عشاء

فجر کا وقت: صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ [بخاری و ترمذی ص ۵۰۵ شرح فقہای ص ۵۴ ج ۱ کبیری ص ۲۲۶] سب سے پہلے آخر شب میں ایک سپیدی بیج آسمان کے ظاہر ہوتی ہے مگر یہ سپیدی قائم نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کا ذب کہتے ہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے چاروں طرف ظاہر ہوتی ہے اور وہ باقی رہتی ہے بلکہ وقفہ وقت اس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے۔

اعظم الفقہ ص ۸ جلد ۲ و مختار مرقا الفلاح و شرح وقایہ ص ۱۳۰ جلد اول اشرح نقایہ ص ۵۴ ج ۱ و نسائی شریف ص ۵۰ جلد اول ۱
ظہر کا وقت: ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ سوا اصلی
سایہ کے دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت رہتا ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز
پڑھ لی جائے۔ نیز جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں
میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور سردیوں میں ظہر کی نماز جلد
پڑھنا مستحب ہے۔ [شامی بحر علم الفقہ ص ۱۹۱ مسئلہ: سایہ اصلی کو چھوڑ کر ہر چیز کا سایہ جب دو مثل ہو
جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (مدایہ ص ۴۹ جلد اول کبیری ص ۳۲۷)]

عصر کا وقت: عصر کا وقت بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ پڑ جائے اور اس کی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ نظر اس پر ٹھہرنے لگے، اس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر زمانہ میں دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب میں زردی آجائے اور اس کی روشنی کم ہو جائے ہاں جس دن بادل ہو اس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ [رد مختار] جب کہ گھڑی کے اوقات متعین نہ ہوں [علم الفقہ ص ۳۹۹ و مدایہ ص ۳۹۹ و کبیری ص ۶۴۷ و کتاب الفقہ ص ۲۹۱ ج ۱]

مغرب کا وقت: مغرب کا وقت آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک شفق کی سپیدی آسمان کے کناروں میں قائم رہے۔ [بحرطحاوی حاشیہ مرقاۃ المفاتیح] مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے، ستاروں کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد مکروہ ہے ہاں جس روز بادل ہو اس دن اس قدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آجانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد سرخی اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔ [علم الفقہ ص ۱۰ ج ۲]

مَسْئَلَةٌ: نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۲۹۲ جلد اول شرح نقایہ ص ۵۲ ج ۱ کبیری ص ۲۲۸]

مَسْئَلَةٌ: غروب سے شفق ابیض کے غائب ہونے تک امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مغرب کا وقت رہتا ہے جس کی مقدار تقریباً سو اگھنہ یا کچھ منٹ زیادہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳ جلد ۲ بحوالہ بدایہ ص ۸ جلد اباب المواتیت التفصیل لہ ادا ۱۱۱ حکام از ص ۳۰۱ تا ص ۳۱۶ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: مغرب کی نماز کے علاوہ چار رکعت کی نمازوں میں اذان و تکبیر میں اتنا فاصلہ سنون و مستحب ہے کہ کھانے والا کھاپی کر فراغت کر لے اور قضائے حاجت کرنے والا اپنی ضروریات رفع (پوری) کر لے۔ [الجواب التین ص ۱۱۰ از میان احمد حسین صاحب علیہ الرحمۃ]

(مغرب کی نماز میں وقت تو رہتا ہے لیکن بلا وجہ تاخیر کرنا مناسب نہیں ہاں رمضان المبارک میں افطار کی وجہ سے کچھ دیر کرنا جائز ہے اس میں کچھ حرج نہیں ہے کیونکہ جب وقت میں گنجائش ہے اور ایک ضروری امر کی وجہ سے ذرا تاخیر کی جاتی ہے تو قطعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ۔ [ماخوذ فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ جلد ۲ بحوالہ انگیری ص ۱۶ جلد اول]

عشاء کا وقت: عشاء کا وقت شفق کی سپیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے۔ [بحر فح القدیر]

مَسْئَلَةٌ: عشاء کی نماز بعد تہائی رات گزر جانے کے اور قبل نصف شب کے مستحب ہے اور بعد نصف شب کے مکروہ ہے۔ [شامی]

جس دن ابرہہ اس دن عشاء کی نماز جہد پڑھنا مستحب ہے۔

[درمختار علم الفقہ ص ۱۰ جلد ۲ بدایہ ص ۵۱ جلد اول و شرح نقایہ ص ۵۵ کتاب الفقہ ص ۲۹۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو مکروہ ہے۔

[شرح نقایہ ص ۵۵ جلد اول]

(کیونکہ اس سے عشاء اور فجر کی نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ رفعت قاسمی غفرلہ)

وتر کا وقت: وتر کا وقت بعد نماز عشاء کے ہے جو شخص آخر شب میں اٹھتا ہو اس کو مستحب ہے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اور اگر اٹھنے میں شک ہو تو پھر عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیے۔

[مرآۃ الفلاح درمختار علم الفقہ ص ۱۰ ج ۲ بدایہ ص ۵۰ جلد اول و شرح نقایہ ص ۵۳ جلد اول و کبیری ص ۲۲۹ و وتر کا

وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔

عیدین کا وقت: عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے۔ اس کی تعیین کے لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے۔

[مرآۃ الفلاح شامی، علم الفقہ ص ۱۰ جلد ۲ و ہدایہ ص ۱۱۹ جلد اول و شرح نقایہ ص ۱۲۸ جلد اول]

نماز جمعہ کا وقت: نماز جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہی ہے۔ [نماز سنون ص ۲۰۴]

ہیئتاً: حنفیہ کے نزدیک نماز جمعہ اور عیدین میں جماعت شرط ہے اور نماز تراویح اور نماز جنازہ میں سنت کفایہ ہے اور نفل نمازوں میں مطلقاً مکروہ ہے اور ماہ رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت نیز نفل نمازوں میں میں آدمیوں سے زیادہ ہوں تو جماعت مکروہ ہوگی۔

[کتاب الفقہ ص ۶۵۰ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ جلد دوم]

(تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ ”مسائل تراویح“ و مسائل نماز جمعہ رفعت)

اوقات مکروہ

۱ آفتاب نکلنے وقت جب تک آفتاب کی زردی نہ زائل ہو جائے اور اس قدر روشنی اس میں نہ آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اس کا شمار نکلنے میں ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب میں بعد ایک نیزہ بلند ہونے کے آتی ہے۔

۲ ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب دھل نہ جائے۔

۳ آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔

۴ نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک۔

۵ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

۶ فجر کے وقت سوا اس کی سنت کے۔

۷ مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔

۸ جب امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ کا۔

۹ جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

۱۰ نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں یا عید گاہ میں۔

۱۱ نماز عیدین کے بعد عید گاہ میں۔

۱۲ عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔

۱۳ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان میں اور ان کے بعد۔

۱۴ نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سو فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب ہی کیوں نہ ہو۔

۱۵ پانچواں پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔

۱۶ کھانا آجانے کے بعد اگر اس کی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کہ اگر نماز پڑھے گا تو اس میں جی نہیں لگے گا اور یہی حکم ہے تمام ان چیزوں کا جن کو چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جی نہ لگنے کا خوف ہو ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں۔ [مطحاوی]

۱۷ آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا۔

۱۸ ستاروں کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے دوسرے تیسرے پندرہویں سو ابویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی نماز شروع کی جائے تو اس کا شروع کرنا بھی صحیح نہیں اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے ان میں سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے مگر ہاں چھ چیزوں کا شروع کرنا ان تین وقتوں میں بھی صحیح ہے۔

✦ جنازہ کی نماز۔ بشرطیکہ جنازہ انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو۔

✦ سجدہ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں پڑھی گئی ہو۔

✦ اسی دن کی عصر کی نماز۔

نفل نماز۔

وہ نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انھیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں کی گئی ہو۔
 اس نماز کی قضاء جو انھیں وقتوں میں سے شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو جتنا زے کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے۔ اور سجدہ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہہ کے ساتھ صحیح ہے باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمہ کے ساتھ صحیح ہے مگر ان کا باطل کر کے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے دو وقتوں میں صرف نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے۔ دو وقتوں کی نمازوں کا ایک ہی وقت میں پڑھنا جائز نہیں مگر دو وقتوں میں [اعرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت میں [اعرفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں۔

[شامی علم الفقہ ص ۱۴ جلد ۲ دہادیہ ص ۵۳ جلد ۱ و شرح نقایہ ص ۵۷ ج ۱ اکبری ص ۲۲۸ کتاب الفقہ ۲۹۶ ج ۱] **مَسْئَلَةٌ:** اگر فجر کی نماز میں آفتاب طلوع ہو جائے تو وہ نماز فاسد ہوگئی اور سورج نکلنے اور بلند ہونے کے بعد پھر صبح کی نماز پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۷ ج ۴ رد المحتار ص ۳۴۶ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

مَسْئَلَةٌ: نماز عصر اگر اس دن کی نہ پڑھی ہو تو غروب کے وقت ادا ہو جاتی ہے مگر قصد ایسے وقت نہ کرنا چاہیے کہ یہ معصیت ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ بحوالہ دہادیہ ص ۲۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ] کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طلوع و غروب کے اوقات میں کفار سورج کی پرستش کرتے ہیں اس لیے ان وقتوں میں نماز نہ پڑھیں۔ [مشکوٰۃ ص ۹۴ جلد ۱] چند اصطلاحی الفاظ کے معنی

- ① زوال۔ آفتاب (سورج) کا ڈھل جانا جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہتے ہیں۔
- ② سایہ اصلی۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا اور کہیں بالکل نہیں ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں زوال اور سایہ اصلی۔ کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دیں اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنادیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا

چاہیے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا، اگر یکساں یعنی برابر رہے نہ پیچھے ہٹے اور نہ آگے بڑھے تو ٹھیک زوال دوپہر کا وقت ہے اس کو استواء کہتے ہیں۔

ایک مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

دو مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

مدرک۔ وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اس کو مقتدی اور مومتم بھی کہتے ہیں۔

مضبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آ کر شریک ہوا ہو۔

لاحق۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو شریک ہو جانے کے بعد اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ نماز میں سو گیا ہو یا اس کا وضو ٹوٹ گیا ہو۔

عمل کثیر۔ وہ فعل یعنی نماز میں وہ کام جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہیں۔ ایک تعریف یہ بھی ہے کہ عمل کثیر وہ فعل ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا اور ایک تعریف یہ بھی ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔

عمل قلیل۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

اداء۔ وہ نماز ہے جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

قضاء۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی

جائے۔ [علم الفقہ از ص ۶ تا ص ۸ جلد دوم]

جماعت کا بیان۔ چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت موکدہ ہے اس لیے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے جماعت کم از کم دو آدمیوں کے ہاتھ مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرے متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت و فساد (صحیح و غراب ہونے) کو امام کی نماز پر محمول کرے۔

دے یوں سمجھنا چاہیے کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی ایک کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں۔ اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔ امام کے سوا ایک آدمی کے نماز میں شریک ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد ہو یا نابالغ بچہ ہاں جمعہ وغیرہ کی نماز میں کم از کم امام کے علاوہ دو آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

۱۔ بحر الرائق در مختار شامی تفصیل کے لیے دیکھئے مکمل و مدلل مسائل نماز جلد اول

جماعت کے صحیح ہونے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں۔ [شامی، علم الفقہ ص ۷۳ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۶۳۹ جلد اول]

(لیکن حنفیہ کے نزدیک نفل کی جماعت دو تین افراد کے ساتھ تو جائز ہے تین سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔) [رغبت قاضی غفرلہ]

جماعت کی مختصر فضیلت: جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو کبھی بھی ترک نہیں فرمایا، یہاں تک کہ حالت مرض میں جب آپ ﷺ کو خود چلنے کی قوت نہیں تھی تو دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ سارک جماعت پر آپ ﷺ کو سخت غصہ آتا تھا اور جماعت کے چھوڑ دینے پر سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا۔

بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا اور ہونا بھی چاہیے تھا، نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جماعت کی نماز تمہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ [صحیح بخاری صحیح مسلم]

۲۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر

ہے اور دو آدمیوں کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ [ابوداؤد]

آپ ﷺ نے فرمایا جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ [صحیح بخاری]

اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں۔ درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں ہے۔ [علم الفقہ ص ۴۷ جلد ۲ مظاہر حق ص ۵۲ جلد ۲ حجت اللہ البالغہ ص ۲۹۳]

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ”جماعت ترک کرنا چھوڑ دو ورنہ اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر لگا دے گا اور تم ان میں سے ہو جاؤ گے جن کو اللہ تعالیٰ نے غافل قرار دیا ہے۔

[ابن ماجہ مصری ص ۲۶۰ جلد اول]

ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”میرا دل چاہتا ہے کہ جو انوں کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کریں پھر میں ان کے یہاں پہنچوں جو بلا عذر اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ انھیں مع گھروالوں کے جلا دوں۔ [ابوداؤد شریف ص ۸۸ جلد اول]

غور کیجئے! رحمت دو عالم ﷺ آگ لگا دینے کی سزا ان لوگوں کے لیے تجویز فرماتے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر مسجد میں نہیں آتے گھر میں پڑھتے ہیں۔ اب غور فرمائیے کہ ان کی سزا کیا ہو گی جو نماز ہی نہیں پڑھتے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۲ جلد اول]

پہلے زمانے کے بزرگ ایک وقت کی جماعت چھوٹ جانے پر اتنی دینی مصیبت سمجھتے تھے کہ سات دن تک ماتم اور سوگ کرتے تھے۔ اور اگر تکبیر اولی فوت ہوتی تو تین دن تک ماتم کرتے۔ [احیاء العلوم ص ۱۵۱ جلد اول]

لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ پانچوں وقت نمازیں جماعت ہی سے ادا کریں اور تکبیر اولی کا ثواب نہ چھوڑیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۲ جلد اول]

جماعت کا نظام کیوں ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے نماز باجماعت کا نظام قائم فرمایا اور ہر مسلمان کے لیے جو بیمار یا کسی وجہ سے معذور نہ ہو جماعت سے نماز ادا کرنا لازمی قرار دیا ہے۔ اس نظام جماعت کا خاص راز اور اس کی خاص الخاص حکمت یہی ہے کہ اس کے ذریعہ افراد امت کا روزانہ بلکہ ہر روز پانچ مرتبہ احتساب ہو جاتا ہے۔ نیز تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ اس جماعتی نظام

کے طفیل بہت سے وہ لوگ بھی پانچوں وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ جو عزیمت کی کمی اور جذبے کی کمزوری کی وجہ سے انفرادی طور پر بھی کبھی ایسی پابندی نہ کر سکتے۔

علاوہ ازیں باجماعت کا یہ نظام بجائے خود افراد امت کی دینی تعلیم و تربیت کا اور دوسرے کے احوال سے باخبری کا ایک ایسا غیر رسمی اور بے تکلف انتظام بھی ہے جس کا بدل سوچا بھی نہیں جا سکتا۔

نیز جماعت کی وجہ سے مسجد میں عبادت و انابت اور توجہ الی اللہ و دعوت صالحہ کی جو فضا قائم ہوتی ہے اور زندہ قلوب پر اس کے جو اثرات پڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے مختلف الحال بندوں کے قلوب ایک ساتھ متوجہ ہونے کی وجہ سے آسمانی رحمتوں کا جو نزول ہوتا ہے اور جماعت میں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتوں کی شرکت کی وجہ سے (جس کی اطلاع آنحضرت ﷺ نے بہت سی احادیث میں دی ہے) نماز جیسی عبادت میں فرشتوں کی جو معیت اور رفاقت نصیب ہوتی ہے یہ سب اسی نظام جماعت کی برکات ہیں۔

پھر اس کے علاوہ اس نظام جماعت کے ذریعہ امت میں جو اجتماعیت پیدا کی جاسکتی ہے اور محلہ کی مسجد کے روزانہ پنج وقتی اجتماعی اور پوری بستی کی مسجد کے ہفتہ وار وسیع اجتماع اور سال میں دو دفعہ عید گاہ کے اس سے بھی وسیع تر اجتماع سے جو عظیم (جج کا) اجتماعی ملی فائدے اٹھائے جا سکتے ہیں ان کا سمجھنا تو آج کے ہر آدمی کے لیے بہت آسان ہے بہر حال نظام جماعت کی انہی برکات اور اس کے اس قسم کے مصالح اور منافع کی وجہ سے امت کے ہر شخص کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی واقعی مجبوری اور معذوری نہ ہو تو وہ نماز جماعت ہی سے ادا کرے اور جب تک آپ ﷺ کی ہدایت و تعلیمات پر اسی طرح عمل ہوتا تھا جیسا کہ ان کا حق ہے اس وقت سوائے منافقوں یا معذوروں کے ہر شخص جماعت ہی سے نماز ادا کرتا تھا اور اس میں کوتاہی کو نفاق کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ [معارف الحدیث ص ۱۹۲ جلد ۳ وحجۃ اللہ بالقدس ص ۳۱۵ جلد اول، ارکان اربعہ ص ۷۳]

جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم ﷺ میں بیان فرمائی گئی ہے۔ [مقابر حق ص ۵۲ جلد ۲]

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں: ① اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔

② مرد ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔ [بحر الرائق اور مختار]

③ بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔ [بحر الرائق]

④ عاقل ہونا۔ مست، بے ہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔ [بحر الرائق]

⑤ آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں۔

⑥ تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ان کے

لے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔ [دشائی]

ترک جماعت کے عذر چند رہ ہیں: ⑦ نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر

عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔

⑧ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ (اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت میں جا

کر نماز پڑھے۔ [رفع قاسمی]

⑨ مسجد میں جانے کے راستہ میں سخت کچڑ ہو۔ سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک

جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

⑩ مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

⑪ مسجد کے جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

⑫ مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس

کا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا۔ اور اس کو نہ امت

چھوڑنے کی اجازت نہ ہوگی۔

⑬ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو۔

⑭ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت چل رہی ہو۔

⑮ کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ جانے سے مریض کی تکلیف بڑھ جانے یا وحشت کا

خوف ہو (اور کوئی دوسرا بھی نہ ہو تو)

⑯ کھانا تیار ہے اور بھوک سخت لگی ہو کہ نماز میں طبیعت نہ لگنے کا خوف ہو۔

⑰ پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا۔ (ریل کے مسئلہ کو اس پر قیاس نہ کریں گے جب کہ زیادہ مجبوری ہو ورنہ دوسری ریل سے بھی جا سکتا ہے)۔

فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی بلا قصد جماعت ترک ہو جائے

کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو۔

[علم الفقہ ص ۱۴ جلد ۲ کتاب الفتنہ ص ۶۸۲ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۸ جلد ۳ درمعارف ص ۴۸۸ جلد اول]
 مَسْئَلَةٌ: ہر عاقل بالغ غیر معذور پر جماعت واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص معذور ہو یعنی ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا تو اس کے لیے جماعت واجب نہیں رہتی چنانچہ فقہائے کرام نے ترک جماعت کے یہ عذر بیان کیے ہیں۔ [مظاہر حق ص ۵۲

بلد]

جماعت کے احکام: جماعت شرط ہے جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں۔ [بخاری، ترمذی،

جماعت واجب ہے پنج وقتہ نمازوں میں خواہ گھر میں پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں جو بیان کیے جا چکے ہیں۔ جماعت سنت موکدہ ہے نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن کریم جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف (سورج گہن) کے لیے بھی [بخاری، ترمذی،

جماعت مکروہ تنزیہی ہے سوا رمضان المبارک میں وتر میں اسے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت (پابندی) کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی مل کر جماعت سے پڑھ لیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ [تفصیل دیکھیے مکمل مدلل مسائل تراویح باب اول]

جماعت مکروہ تحریمی ہے نماز خسوف (چاند گہن) میں اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کو دوسری جماعت سے مسجد میں ان چار شرطوں سے:

۱۔ مسجد محلہ کی عام رہ گزر پر نہ ہو۔ ۲۔ پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔ ۳۔ پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔ ۴۔ دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔ اگر دوسری جماعت مسجد میں ادا نہ کی جائے بلکہ گھر میں تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہ گزر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں ہے۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کہ نہ پڑھی ہو گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں ہے۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا دوسری جماعت اس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے یا جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی۔ اور یہ جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

[رد المحتار علم الفقہ ص ۹۰ و ۹۱ جلد دوم]

مَسْئَلَةٌ: کعبہ کے اندر اور اس کی سطح پر نماز پڑھنا قطعاً صحیح ہے البتہ کعبہ کے اوپر چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں بے ادبی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر مقتدی امام کے ساتھ کسی بھی حصہ میں شریک ہو جائے تو جماعت مل گئی، اگرچہ وہ صرف قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے شامل جماعت ہوا ہو یعنی اگر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کسی نے تکبیر تحریمہ کہہ لی تو اس کو جماعت مل گئی، اگرچہ امام کے ساتھ کھڑے ہونے کا موقع نہ ملا ہو (جماعت کا ثواب تو مل جائے گا لیکن جتنا ثواب تکبیر اولیٰ میں شریک ہونے کا ہے وہ نہیں ملے گا۔ [کتاب الفقہ ص ۲۹۸ جلد اول])

مَسْئَلَةٌ: پہلا سلام پھیرنے سے پہلے جو امام کے ساتھ شامل جماعت ہو گیا تو وہ جماعت کا پانے والا قرار دیا جائے، لیکن جب تک امام کے ساتھ رکوع میں (تکبیر پورے طور پر کھڑے ہو کر کہہ کر) شامل نہ ہو وہ رکعت نہیں پائے گا۔ [کتاب الفقہ ص ۷۰ ج ۱]

جماعت کے حاصل کرنے کا طریقہ

۵۔ اگر کوئی شخص اپنے محلہ یا مکان کے قریب مسجد میں اسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو

چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ [شافعی وغیرہ]

اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر یا عشاء کا وقت ہو، فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لیے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گزر چکا اور مغرب کے وقت اس لیے کہ یہ دوسری نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ [شرع وقایہ وغیرہ]

اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو، اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس کو نماز تمام کر دینا چاہیے، نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر، عشاء کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عصر، مغرب، عشاء کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت

پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیے نماز نہ توڑنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۹۸ جلد دوم]

مَسْئَلَةٌ: محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اس مسجد سے افضل ہے جس میں لوگ زیادہ جمع ہوتے ہوں، کیونکہ محلہ کی مسجد کا وہاں کے رہنے والوں پر حق ہوتا ہے، لہذا چاہیے کہ اس کا حق ادا کیا جائے اور اس کو آباد کیا جائے (نمازیں پڑھ کر) [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۵ جلد ۱۴]

نماز کے پابند بننے کا طریقہ؟

مَسْئَلَةٌ: تارک نماز کی وعیدوں میں غور کیا کریں۔ رسول ﷺ نے ایسے شخص (نماز چھوڑنے والے) کو کافر فرمایا ہے۔ خواہ تاویل ہی سے فرمایا ہو اور ایسے شخص کا دوزخ میں جانا پھر فرعون، ہامان، قارون کے ساتھ جانا ارشاد فرمایا ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی، دوزخ کے حالات پڑھا اور سنا کریں انشاء اللہ نماز سے بے پروا ہی جانی رہے گی۔ نماز چھوٹنے

پر کچھ (مالی و بدنی) جرمانہ اپنے نفس پر مقرر کر لیں نہ تو بہت کم ہو کہ نفس کو کچھ ناگوار ہی نہ ہو اور نہ بہت زیادہ کہ اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے جب نماز ترک ہو جائے تو وہ جرمانہ مساکین کو دے دیا کریں اور یہ صورت جرمانہ کی سنت کے موافق ہے۔ یا بدنی جرمانہ مقرر کر لیں کہ اگر ایک نماز فوت ہو جائے تو اس کو قضا پڑھنے کے ساتھ اور بیس ۲۰ رکعت نفل پڑھ لیں اس سے نفس دو یا تین دفعہ میں ٹھیک ہو جائے گا۔ یا ایک نماز اگر قضا ہو تو ایک وقت کا کھانا نہ کھائیں اور اگر دو قضا ہوں تو دو وقت کا نہ کھائیں چونکہ نفس پر یہ بہت شاق ہو گا اور بہت جلدی نماز کا پابند ہو جائے گا۔

[اغلاط العوام ص ۶۶]

کیسی ٹوپی سے نماز پڑھنا چاہیے؟

سُئِلَ عَنْ: جس ٹوپی کو پہن کر آدمی شرفاء کی محفل میں جاسکے اس کے ساتھ نماز پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے۔

سُئِلَ عَنْ: چمڑے کی ٹوپی اوڑھنا مباح ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

سُئِلَ عَنْ: مسجدوں میں جو ٹوپیاں رکھی جاتی ہیں اگر وہ صاف ستھری اور عمدہ ہوں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا صحیح ہے اور اگر وہ پچھی پرانی یا میلی کھلی ہوں جن کو پہن کر آدمی کا رٹون نظر آنے لگے تو ان کے ساتھ نماز مکروہ ہے، کیونکہ ان کو پہن کر آدمی کسی سنجیدہ محفل میں نہیں جاسکتا۔ لہذا احکم الحاکمین کے دربار میں ان کو پہن کر حاضری دینا خلاف ادب ہے۔

سُئِلَ عَنْ: جراثیم (موزے) پہن کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۱ ج ۳] (اگر موزوں میں ٹخنے بھی چھپ جائیں تو کوئی حرج نہیں)۔ [رفعت قاسمی]

سُئِلَ عَنْ: کاغذ کی ٹوپی سے نماز صحیح ہے، لیکن اگر یہ ٹوپی ایسی ہے کہ جس کو اوڑھ کر برادری و خاندان اور بازار وغیرہ میں جاتے ہوئے اس کو شرم آتی ہو تو مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص ۷۵ جلد اول]

سُئِلَ عَنْ: تولیہ ورو مال ٹوپی پر باندھنا مکروہ نہیں ہے یعنی عمامہ کے طور پر باندھنا اور نماز اس سے مکروہ نہ ہوگی بلکہ اطلاق اس کا عمامہ پر آئے گا اور باندھنے والا مستحق ثواب ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۵ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرنا افضل ہے اور ثواب زیادہ ہے لیکن ٹوپی بھی مکروہ نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۷ جلد ۳ غنیۃ المستملی ص ۳۳۷]

مَسْئَلَةٌ: گجڑی کا بیچ اگر ماتھے پر آجائے تو اس سے سجدہ ادا ہو جائے گا، لیکن اگر ماتھے کے اوپر گجڑی کا بیچ ہو اور پیشانی کو زمین پر نکلنے نہ دے، پیشانی اوپر اٹھی رہے تو سجدہ ادا نہ ہوگا۔

[کبیری ص ۳۸۷]

مَسْئَلَةٌ: جالی دار ٹوپی سے اگر چھوٹے چھوٹے سوراخوں سے سر نظر آتا ہو تو اس نماز میں کوئی خرابی نہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۱۰]

مَسْئَلَةٌ: فوجی ٹوپی پہن کر نماز ہو جاتی ہے۔ لباس اور ٹوپی میں کوئی خاص طریق اور وضع مامور بہ نہیں ہے بلکہ جیسے جس ملک کی عادت اور رواج ہو اس کے موافق لباس اور ٹوپی وغیرہ پہننا درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو چاہو کھاؤ اور جو چاہو پہنو مگر حرام سے بچو اور تکبر و اسراف نہ کرو۔ (فوجی ٹوپی پر جاندار کی تصویر نہ ہونی چاہیے) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۲ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: جالی دار ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے جو کپڑا مردوں کو پہننا مباح ہے اگر وہ جالی دار ہو تو اس کی ٹوپی سے نماز پڑھنا درست ہے اور استعمال اس کا اس طریقہ پر کہ کشف عورت نہ ہو۔ (درست ہے یعنی جالی دار کپڑے سے نماز درست ہے، لیکن جو حصہ چھپانا ضروری ہے وہ نہ ظاہر ہو) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۹ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: کثیف باہیک کپڑے میں نماز درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۸ جلد ۴] (مردوں کی نماز جب کہ ستر عورت نہ نظر آئے درست ہے۔ [رفع قاضی])

مَسْئَلَةٌ: عاجزی کے طور پر ننگے سر نماز پڑھنے سے کوئی کراہت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۴ جلد ۳ رد المحتار ص ۵۹۹]

مَسْئَلَةٌ: بغیر ٹوپی کے برہنہ سر اگر کابلی یا لاپرواہی سے نماز پڑھے گا تو مکروہ (تزیہی) ہوگی اگر ٹوپی میسر نہ آئے یا عجز و انکساری یا نیاز مندی و تضرع سے پڑھے گا تو درست ہوگی۔

[نماز مسنون ص ۲۲۹، ہشتی زیور ص ۶۶ جلد ۱ عالمگیری ص ۱۰۵ جلد اول]

نماز میں ٹوپی گر جائے تو کیا کرے؟

مَسْئَلَةٌ: نماز میں قیام یا رکوع کی حالت میں گری ہوئی ٹوپی اٹھا کر پہننا جائز نہیں ہے عمل کثیر شمار ہوگا جس کی وجہ سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ تجدید کی حالت میں سر کے سامنے گری ہوئی ٹوپی عمل قلیل کے ساتھ مثلاً ایک ہاتھ سے لے کر پہن لی تو اجازت ہے بلکہ افضل ہے اس سے نماز میں خرابی نہیں آئے گی۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۷۸ جلد ۲ شامی ص ۶۰۶ جلد ۱ کبیری ص ۴۱۹]

کون سے لباس میں نماز جائز ہے؟

مَسْئَلَةٌ: جس لباس میں باہر نکلتا بازار جانا شادی وغنی کی مجالس میں شرکت کرنا پسند نہ کرتا ہو، معیوب سمجھا جاتا ہو اس لباس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۳۷۵ جلد ۲ شامی ص ۵۹۹ ج ۱ فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: بدن کے جس حصہ کو چھپانا فرض ہے اگر وہ چھپا رہے تب بھی ایسا لباس پہن کر نماز پڑھنا جس کو پہن کر آدمی معزز مجلس میں نہ جاسکتا ہو وہ مکروہ ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۶ جلد ۲ اور مختار ص ۵۸۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: تنہائی میں بھی برہنہ یعنی ننگے ہو کر بغیر کپڑوں کے لباس ہوتے ہوئے نماز جائز نہیں ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: صرف تہبند میں کرتے کے بغیر صرف بنیان یا صدری وغیرہ سے مردوں کے لیے نماز درست ہے بشرطیکہ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ برہنہ نہ ہو ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ [نماز مسنون ص ۲۶۸]

مَسْئَلَةٌ: عباء جبہ کے اندر آستین میں بغیر ہاتھ ڈالے ہوئے نماز مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۳ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۹۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: چوری کے کپڑے جو قیمتاً لیے گئے ہیں۔ ان میں نماز صحیح ہے مگر جان بوجھ کر چوری کے کپڑے خریدنا نہ چاہیے اور چوری کے کپڑوں سے نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور اگر نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶ جلد ۲ رد المحتار ص ۱۸۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: رشوت کے کپڑوں سے نماز ہو جاتی ہے مگر وہ شخص گنہگار اور فاسق ہے یعنی حرام کی کمائی

کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۸ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۳۵۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جیب میں ناپاک چیز رکھ کر نماز نہیں ہوتی، اگر پڑھ لی تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۲۹۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز کی حالت میں مردوں کا گریبان کھلا رہے تو اس سے نماز مکروہ نہیں ہوتی۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۸ جلد ۱۰ شامی ص ۳۳۰ جلد اول انداد الفتاویٰ ج ۳۳۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کو دھوتی (سازھی وغیرہ) باندھنا اور دھوتی سے نماز پڑھنا درست ہے غرضیکہ پردہ پورا ہونا چاہیے، دھوتی ہو یا پاجامہ اس کی کچھ خصوصیت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۱ جلد ۴]

(ستر عورت یعنی بدن کا چھپانا خواہ پاجامے سے ہو خواہ سازھی دونوں برابر ہیں، یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ یہ غیر مسلموں کا لباس ہے بلکہ ملک کے بعض حصوں میں مسلمان عورتوں کا بھی یہی لباس ہے جس طرح پاجامہ پہننے والے علاقوں میں مسلمانوں کی طرح غیر مسلم بھی بکثرت شلوار پہنتے ہیں غرضیکہ جس کپڑے سے بدن چھپ جائے اور ہر اس لباس سے نماز ہو جاتی ہے جسکو پائین کر عام و خاص مجالس میں شرکت کر سکتا ہو۔ [رفت قاضی]

مَسْئَلَةٌ: قوم نصاریٰ کے مستعمل کپڑوں میں نماز پڑھنے کو جائز لکھا ہے، فقہاء نے سوائے پاجامہ اور ازار کے کہ اس کا نجس ہونا بطن غالب ہے اور دھولینا ہر ایک کپڑے کا احوط ہے خصوصاً ازار و پاجامہ وغیرہ کا دھونا زیادہ ضروری ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۶ جلد ۴ شامی ص ۳۲۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: تصویر والے کپڑوں میں نماز اگر جاندار کی تصویر ہے تو نہ ہوگی اگر غیر جاندار کی ہوگی تو نماز ہو جائے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۷ جلد اول رد المحتار ص ۶۰۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نوٹ کرنسی، پاسپورٹ، شناختی کارڈ ویزہ پر تصویر مجبوری اور اضطراری حالت میں ہے اس کا گناہ ان پر ہوگا جو ایسا قانون بنانے کے ذمہ دار ہیں۔ [شرح نقایہ ص ۱۹۶ جلد اول کبیری ص ۳۵۴]

مَسْئَلَةٌ: میلے کپڑوں میں نماز مکروہ نہیں ہے (بشرطیکہ پاک ہوں)۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۹ جلد ۴ رد المحتار ص ۵۹۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: روپے، نوٹ اور پوسٹ کارڈ وغیرہ پر تصویر ہوتی ہے اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی، جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸۴ جلد اول فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۷ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۶۰۷ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: کہنی تک آستین چڑھا کر نماز پڑھنا اور کہنی تک آدمی آستین والے قمیص و شرٹ وغیرہ پہن کر نماز پڑھنا منع ہے اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے اگر وضو کرتے وقت آستین چڑھائی ہوئی ہو اور جماعت میں شرکت کرنے کے لیے جلدی میں آستین چڑھی ہوئی رہ گئی ہوں تو نماز میں ایک ہاتھ سے آہستہ آہستہ اتارے (تھوڑی تھوڑی) اس طرح نہ اتارے کہ عمل کثیر ہو جائے یعنی دونوں ہاتھ استعمال نہ کرے کہ جس سے معلوم ہو کہ نماز نہیں پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ یہ بھی خیال رہے کہ گرمی اور پسینہ کی وجہ سے نماز کی حالت میں آستین چڑھانا عمل کثیر ہے اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۳۱ جلد ۳ شامی ص ۵۹۹ جلد اول و فتاویٰ رحمیہ ۲۳۱ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ جلد ۱۰]

فَسَيُكَلِّمُكَ: کہنیاں کھلی ہیں تو نماز ہو جاتی ہے مگر یہ خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے یعنی جب کہ کپڑا موجود ہو اور اگر نہ ہو تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۰ جلد ۲ عالمگیری ص ۱۰۵ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: جیب میں رشوت کے پیسے رکھ کر نماز تو ہو جاتی ہے اور نماز میں کراہت اس وجہ سے نہیں ہے کہ رشوت کا گناہ علیحدہ ہے اور اگر کپڑا بدن پر رشوت (حرام کمائی کے روپیہ سے بنا ہوا ہے تو اس سے نماز مکروہ ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۲ جلد ۳] جس طرح مغصوبہ زمین میں نماز مکروہ ہے۔

[رد المحتار ص ۳۸۳ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: کوٹ پینٹ میں اگر یہ کپڑے پاک ہوں تو نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۲۷۳ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: ریشمی کپڑا اور سونا بے شک مردوں کے لیے حرام ہے اور نماز جو ان سے پڑھی گئی وہ صحیح ہے مگر ظاہر ہے کہ جب کہ استعمال ریشم اور سونے کا مردوں کو ہر وقت حرام ہے تو نماز میں بھی حرام ہے مگر چونکہ وہ دونوں ناپاک نہیں ہیں اس لیے نماز ہو گئی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴ جلد ۵ الاشیاء ص ۱۹۷ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: بازاری لٹھا و لمٹل وغیرہ سے نماز درست ہے یعنی نئے کپڑوں سے بغیر دھوئے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۳ جلد ۲ بحوالہ الاشیاء و انظار ص ۷۵]

فَسَيُكَلِّمُكَ: اگر تمباکو میں کوئی شے چیز نہیں ہے تو اس کے پاس رکھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نذی نجس ہے جس کپڑے کو نذی لگے گی وہ نجس ہے اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور مقدور درہم اس میں بھی معاف ہے لیکن دھونا اس کا بھی ضروری ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳، جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۲۹۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں نختوں سے نیچے پا جامہ (وغیرہ) لٹکا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے ثواب سے محروم رہے گا نماز کے علاوہ بھی نختوں سے اوپر رکھنا ضروری ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے لیے بڑی وعید آئی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف کتاب اللباس]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں بلا ضرورت سجدہ میں جاتے ہوئے پا جامہ اوپر کرنا خلاف ادب ہے ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۵ جلد ۲ رد المحتار ص ۵۹۸ فتاویٰ رحمیہ ص ۲۸۲ جلد ۷]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں بار بار پا جامہ کو اٹھانا اچھا نہیں مگر نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۸ جلد ۲ و ہدایہ ص ۱۳۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص سجدہ میں جاتے وقت اپنے پا جامے کو اوپر کھینچتا ہے اور سجدہ سے اٹھنے کے بعد اپنی قمیص کے پیچھے کے دامن کو نیچے کرتا ہے تو ایسی حرکت اور عادت یقیناً مکروہ ہے اور بعید نہیں کہ فعل کثیر ہو کر مفسد نماز ہو جائے لہذا اس عادت سے احتراز لازم ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۷۹ جلد ۲] (اگر کبھی اتفاقاً ہو جائے تو کوئی حرج نہیں عادت بنانا غلط ہے۔

اور اگر عمل کثیر ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [رفع قاضی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: نماز کی حالت میں کرتہ (شرٹ وغیرہ) اور ٹوپی کا نکالنا اور پہننا اگر عمل سیر سے ہو یعنی ایک ہاتھ سے اور اس طور سے ہو کہ دیکھنے والا اس نمازی کو یہ خیال نہ کرے کہ یہ نماز میں نہیں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عمل کثیر سے ہو تو مفسد نماز ہے۔ اور ازار بند اور تہبند وغیرہ باندھنا بغیر دونوں ہاتھ کے بظاہر دشوار ہے۔ لہذا یہ عمل کثیر ہے اور مفسد نماز ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۰ جلد ۲ رد المحتار ص ۵۸۳]

مَسْئَلَةٌ: اگر ایک ہاتھ سے درست ہونا ممکن نہ ہو تو نماز کو توڑ کر دونوں ہاتھوں سے تہبند باندھ کر پھر شریک جماعت ہو جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: جو تا اگر پاک ہو یعنی اس کو نجاست نہ لگی ہو یا لگی ہو تو پاک و صاف کر لیا گیا ہو تو دونوں صورتوں میں نماز اس کو پابن کر درست ہے لیکن چونکہ اس زمانہ میں مساجد میں فرش (چٹائیاں)

صفیں وغیرہ ہوتی ہیں اور جوتا پہن کر مساجد میں جانے سے فرش مٹی وغیرہ کے ساتھ ملوث ہونے کا احتمال ہے اور نیز اس میں سوئے ادبی بھی معلوم ہوتی ہے اس لیے مسجد میں جوتا پہن کر نماز نہ پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۰ جلد ۴ رد المحتار ص ۶۱۵ جلد اول باب احکام المساجد]

مَسْئَلَةٌ: اگر جوتا پاک ہے تب بھی یہ احترام مسجد کے خلاف ہے، عید گاہ میں آکر گھاس پر نماز پڑھی جائے تو وہاں توسع ہے مگر فتنہ سے بچنا چاہیے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۶۷ جلد ۱۳]

نماز میں کپڑوں اور ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرنا؟

سوال: امام صاحب نماز شروع کرنے کے بعد اپنا ہاتھ ڈاڑھی اور مونہہ پر پھیرتے رہتے ہیں اور بار بار اپنا کرتہ پا عجامہ درست کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام کو ایسی فضول حرکتوں سے احتراز کرنا چاہیے ان سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ اور عمل کثیر ہو کر نماز کے فساد کی بھی نوبت آجاتی ہے لہذا ایسے افعال عبث سے امام اور نمازیوں کو بچنا ضروری ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۷۴ جلد ۲ و کبیری ص ۳۳۷]

مَسْئَلَةٌ: نماز نہایت خشوع و خضوع اور توجہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے بلا ضرورت بدن کھجانا، بدن پر ہاتھ پھیرتے رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۹۰ جلد ۷ و اغاظ العوام ص ۵۹]

نماز میں سونے چاندی کا استعمال

مَسْئَلَةٌ: مردوں کے لیے نماز وغیرہ میں سونے چاندی کا استعمال ناجائز اور حرام ہے صرف ساڑھے چار ماشہ چاندی کی انگلی پہننے کی گنجائش ہے، سونے کی ناجائز ہے، سونا، چاندی اور اس سے بنے ہوئے زیورات اور روپے سکے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنے میں حرج نہیں، جائز ہے اور اگر گھڑی میں ایک دو پرزے چاندی کے ہوں اور بقیہ دوسری دھات کے ہوں تو حرج نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۱۸۲ جلد اول آپ کے مسائل ص ۳۱۰ جلد ۳]

ناپاک کپڑے کا نمازی سے لگ جانا؟

سوال: ایک شخص اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے قریب ایک کپڑا ناپاک پڑا ہوا ہے جب رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے تو وہ کپڑا اس کے جسم کے حصہ سے چھو جاتا ہے ایسی صورت میں اس کی

نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: حامداً و مصلیاً اگر ایک رکن کی مقدار تک اس کے بدن سے متصل (ملا ہوا) نہیں رہتا ہے بلکہ چھو کر فوراً جدا ہو جاتا ہے تو نماز درست ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۵ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: نمازی کے سامنے جوتے ہوں تو نماز ہو جاتی ہے، جوتوں پر اگر نجاست لگی ہوئی ہو تو ان کو صاف کر کے مسجد میں لانا چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۳ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: اگر بدن یا کپڑے پر اتنی نجاست لگی ہو جو نماز سے مانع ہو تو نماز نہیں ہوگی۔ اگر بھولے سے نماز شروع کر دی اور نماز میں یاد آیا تو فوراً نماز کو چھوڑ دے اور نجاست کو دور کر کے دوبارہ پڑھے۔ اور اگر نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تب بھی دوبارہ نماز پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۸ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: ملازم ہسپتال جبکہ کپڑوں پر ناپاکی کی چھینٹ آتی رہتی ہوں تو ناپاک کپڑے بدل کر دوسرا پاک کپڑا پہن کر نماز پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۱ جلد ۲ رد المحتار ص ۳۷۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: بعض نادانوں سے جب نماز پڑھنے کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کپڑے دھلنے گئے ہیں، جمعہ کے دن آئیں گے جب سے شروع کریں گے اور بعض تو اس سے بھی بڑھ کر ہیں کہتے ہیں کہ اب کی عید سے شروع کریں گے۔ شاید ان کے پاس کوئی پروانہ آ گیا ہے کہ جمعہ یا عید تک یہ زندہ بھی رہیں گے؟ [رداء العیوب ص ۲۳ افلاط العوام ص ۵۸]

مَسْئَلَةٌ: بعض لوگ نماز ایسے پڑھتے ہیں کہ نہ کپڑے کی خبر کہ ایسا چھوٹا کپڑا (تہبند وغیرہ) باندھتے ہیں کہ رکوع و سجود میں ستر (وہ حصہ جسکا چھپانا ضروری ہوتا ہے) کھل جاتا ہے۔ اگر چوتھائی گھنٹا ہی کھل گیا (اور ایک رکن کی مقدار دکھلا رہا) تو نماز نہیں ہوگی، مگر اس کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ [افلاط العوام ص ۵۹]

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

① مقتدیوں کو چاہیے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں۔ اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن کو امامت کی لیاقت ہو تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنادیں۔ اور اگر کسی ایسے شخص کے جوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہے، کسی نالائق کو امام کر دیں گے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔ سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو

ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہر اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو۔

۴ پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرأت کے قواعد کے موافق۔

۵ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

۶ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو۔

۷ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو۔

۸ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوب صورت ہو۔

۹ پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو۔

۱۰ پھر وہ شخص جس کا سب سے زیادہ بڑا ہو۔

۱۱ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے۔

۱۲ پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو۔

پھر وہ شخص جس نے حدیث اصغر سے تیمم کیا ہو۔ بہ نسبت اس کے جس نے حدیث اکبر سے تیمم کیا ہو جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید نہ اچھا پڑھتا ہو۔

۱۳ اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لیے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انہیں کو استحقاق ہوگا۔ [در مختار شامی وغیرہ]

جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔ قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ [در مختار وغیرہ]

۱۴ بے رضا مندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے

ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں۔ [درمختار وغیرہ]

فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدا نخواستہ سو ایسے لوگوں کے کوئی شخص وہاں نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ [درمختار شامی وغیرہ]

(فاسق وہ شخص ہے جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو، مثل شراب خور، چغلوں، غیبت کرنے والے وغیرہ بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کر کرے جس کی اصل شریعت میں نہ ہو نہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ہو نہ احادیث سے نہ قیاس سے نہ اجماع سے۔ فاسق اور بدعتی میں فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے لہذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ کراہت ہے۔ [محرر نفعت قاسمی غفرلہ]

غلام کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور ولد الزنا یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا گوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح کسی حسین نو جوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تہذیبی ہے۔ اگر کسی کو کوئی ایسا مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل سپید داغ، جذام وغیرہ کے تو ان کا امام بنانا بھی مکروہ تہذیبی ہے۔

[درمختار علم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲ ہدایہ ص ۷۷ جلد اول کبیری ص ۳۶۵ شرح فتاویٰ ص ۸۶]

(ان لوگوں کو امام بنانا اس لیے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولد الزنا کو علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنوار کو دیہات میں کوئی ذی علم نہیں ملتا ولد الزنا کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں ہوتا علاوہ اس کے ان لوگوں کی امامت سے بعض لوگوں کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ [نفعت قاسمی غفرلہ]

نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کا ہاتھوں کو اٹھانا ضروری نہیں اس لیے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ

چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے، لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو خفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہیے۔ [رد المحتار وغیرہ]

امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے۔ تاکہ لوگوں کو حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔ [علم الفقہ ص ۹۳ جلد اول بخاری ص ۹۷ مسلم ص ۱۸۸ ج ۱]

(حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے بہت ڈانٹا کیونکہ وہ نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے جس سے ان کی قوم کو تکلیف ہوتی تھی، ایک مرتبہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سن کر آنحضرت ﷺ نے فجر کی نماز میں صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پراکتفا کی تھی کیونکہ ماں اس کی نماز میں تھی۔ [حاشیہ علم الفقہ ص ۹۳ ج ۱])

کیا امامت کے لیے نسب کا لحاظ ضروری ہے

میں نے امامت کے لیے ذات پات کا کوئی لحاظ نہیں، افضلیت کا لحاظ ہے اور یہ کہ جماعت میں کمی نہ آئے اور نمازی منتشر نہ ہوں، پس نمازیوں میں سے جو افضل ہو وہ امامت کا حقدار ہے تاکہ نماز صحیح اور کامل ادا ہو جائے اور مقتدی زیادہ سے زیادہ نماز میں شریک ہوں۔ پس کسی ایسی قوم کا آدمی جسکو لوگ ذلیل سمجھتے ہیں اگر علم اور تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے اور اس بناء پر لوگ اس کا ادب کرتے ہیں تو بلاشبہ اس کے پیچھے نماز درست ہے، کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں، البتہ اگر اس کے افعال ایسے ہیں کہ جن کی بناء پر وہ لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل اور بے وقعت ہے تو اس بناء پر اس کو امام بنانا مکروہ ہے کہ لوگ جب اس کی عزت اور وقت نہیں کرتے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہی پسند نہیں کریں گے اور جماعت میں کمی آئے گی۔

افضل کو امام بنانے میں یہ بھی مصلحت ہے کہ لوگ اس کو پسند کر کے شرکت کریں گے

اور جماعت بڑھے گی۔ اور افضل امام وہ ہے جو شرعی احکام سے سب سے زیادہ واقف ہو قرآن شریف تجوید و صحت کے ساتھ پڑھتا ہو، پرہیزگار ہو، صحیح العقیدہ ہو اور اعلیٰ نسب والا ہو حسین و جمیل اور معمر ہو، نسبی شرافت، خوش اخلاق اور پاکیزہ لباس والا، امامت کا زیادہ حقدار ہے کہ لوگ رغبت سے اس کی اقتداء کریں اور جماعت بڑی ہو۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۸ جلد ۳ بحوالہ شرح نقایہ ص ۸۶ جلد اول، تکمیل الایمان ص ۷۸]

مَسْئَلَةٌ: بعض جگہ امام ایسے ہیں کہ لوگوں کی نماز فاسد یا مکروہ ہوتی ہے، اور اس میں مقتدی ہی اس خرابی کا سبب ہوتے ہیں یعنی امام کا تقرر کرتے وقت اس کی صلاحیت و اہلیت کو نہیں دیکھتے، بلکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو سب سے نکما ہوتا ہے اس کو ارازاں سمجھ کر (کم تنخواہ پر) امامت کے لیے تجویز کیا جاتا ہے چاہے اس کو قرآن بھی صحیح پڑھنا نہ آتا ہو، خواہ اس کو مسائل بھی یاد نہ ہوں، کچھ بھی ہو مگر چونکہ سستا ہے اس لیے امام بنالیتے ہیں۔ [انطاط العوام ص ۶۹]

(حالانکہ ہر دینی کام کے لیے ذی ہنر اور ذی لیاقت کو تلاش کیا جاتا ہے اور خدا کے روبرو جو سب کی طرف سے وکیل و ضامن بن کر کھڑا ہوتا ہے وہ چھانٹ کر ایسا سستا رکھا جاتا ہے جس میں نہ کمال اور نہ جمال نہ علم و عمل ہائے افسوس، خدا کے یہاں کیا جواب دو گے؟ [محمد رفعت قاسمی]

بقیہ رکعتیں پوری کرنے والے کی اقتداء نہ کی جائے

مَسْئَلَةٌ: امامت کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کا مقتدی ہو وہ خود امامت نہ کرے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص نماز عصر کی جماعت میں اس وقت شریک ہو جب امام آخری رکعتوں کے دو سجدے کر رہا تھا، امام نے سلام پھیر دیا اور یہ شخص اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہوا، اتنے میں ایک اور شخص آیا اور نماز عصر کی نیت کر کے اس مقتدی کے ساتھ جو اپنی رہی ہوئی رکعتیں پوری کر رہا تھا، کھڑا ہو گیا (اس مقتدی کو اپنا امام بنالیا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگا) تو اس دوسرے شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔

مَسْئَلَةٌ: کسی بھی مسبوق (یعنی کچھ رکعت ہونے کے بعد شامل ہونے والے) کی اقتداء صحیح نہیں ہے، خواہ امام کے ساتھ ایک رکعت میں شریک ہوا ہو یا اس سے کم میں ہاں یہ شکل تو ہو سکتی ہے کہ مسجدوں میں نمازیوں کا اثر دہام (بھیڑ) ہے اور کوئی شخص آ کر آخر صفوں میں شامل جماعت

ہوا دور ہونے کی وجہ سے اسے امام کی حرکات کی خبر نہیں، لہذا وہ مقتدیوں میں سے کسی کی پیروی کرنے لگا تاکہ جو رکعتیں جاتی رہی ہیں ان کو یاد کر لے لیکن یہ پیروی اقتداء کی نیت سے نہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہوگی کیونکہ وہ دونوں اپنے سابق امام کے ساتھ منسلک متصور ہوں گے۔

[کتاب الفقہ ص ۲۵۹ جلد اول]

(اور اگر یہ پیروی اقتداء کی نیت سے ہوگی تو نماز نہ ہوگی۔ [محرر نعت قاضی])

امام رکھنے کی گنجائش نہیں تو کیا کریں؟

سوال: اگر کسی شہر میں مسجدوں کی کثرت ہو اور نمازی کم ہوں، ہر ایک مسجد میں امام مقرر کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، اگر متصل محلہ والے مل کر ایک مسجد میں امام مقرر کر لیں اور دیگر مساجد چھوڑ کر ایک مسجد میں باجماعت امام مذکور کے پیچھے نماز ادا کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ حتیٰ الوسع سب مسجدوں کو آباد کریں اور تھوڑے تھوڑے نمازی سب مسجدوں میں نماز پڑھیں، بحالت مجبوری جیسا موقع ہو کریں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۷ جلد ۳ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۱ جلد اول باب المساجد]

جب کوئی مقتدی نہ پہنچے تو امام کے لیے حکم

مُسْتَعْلَمًا: امام مقرر تنہا مقتدی کے نہ آنے کی وجہ سے نماز پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں ترک جماعت کا گناہ امام پر نہیں ہے بلکہ جب کوئی نہ آئے تو امام صاحب اذان و اقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھ لیا کریں۔ اس میں جماعت کا ثواب ان کو حاصل ہوگا اور مسجد کا بھی حق ادا ہوگا۔

مُسْتَعْلَمًا: اذان کہہ کر اسی مسجد میں اس کو نماز پڑھنی چاہیے۔ دوسری مسجد میں جماعت کے لیے نہ جانا چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳ جلد ۳]

مسجد میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا؟

مُسْتَعْلَمًا: مسجد میں لوگ نماز اور وظائف وغیرہ میں مشغول نہ ہوں تو سلام کرے اور اگر مشغول ہوں یا مسجد میں کوئی نہ ہو تو داخل ہوتے وقت یہ کہے۔ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین

{ فتاویٰ عالمگیری ص ۵ جلد ۵ } اور اگر بعض فارغ ہو کر بیٹھے ہوں تو اگر فارغین اتنے دور ہوں کہ ان کو سلام کرنے سے یا ان کے سلام کے جواب سے ان مشغولین کو حرج نہ ہوتا ہو تو سلام کی اجازت ہے۔
ورنہ نہیں۔ { فتاویٰ رحمیہ ص ۴۱۳ جلد ۲ }

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دعا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی جب مسجد میں داخل ہونے لگے تو اس کو چاہیے کہ یہ دعاء پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دعاء پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ [مظاہر حق ص ۶۰۴ جلد اول]

تارک جماعت کا گھر جلانا

مَنْعَلَمًا: حدیث شریف میں تہدید اب شک ایسا وارد ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ جو لوگ نماز میں نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں، لیکن عورتوں اور بچوں کی وجہ سے ایسا نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب آگ لگانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بھی آگ نہیں لگائی۔

ترک جماعت پر عداوت کا موجب فتنہ اور موجب فسق ہے لیکن ایک دوسرے سے اتفاقاً اگر جماعت چھوٹ گئی تو یہ گناہ کبیرہ نہیں ہے۔

{ فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۸ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۵ جلد اول رد المحتار ص ۵۱۵ جلد باب الامامت }

مَنْعَلَمًا: بلا عذر شرعی مسجد کی نماز چھوڑ کر گھر پر ہی پڑھنا بہت بڑی محرومی ہے اور اسلام کے بڑے شعار کو ترک کرنا ہے۔ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید ہے ایک حدیث میں اس کی نماز کو ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ { فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۶ جلد ۲ بحوالہ ابوداؤد شریف ص ۸۱ جلد اول }

امام کی عداوت کی وجہ سے ترک جماعت؟

سوال: مؤذن جس کا یہ اعتراض ہے کہ پیش امام کو مجھ سے عداوت ہے اسی وجہ سے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اس کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اور اس کی اذان مکروہ ہے یا نہیں؟
جواب: یہ عذر ترک جماعت کا شرعاً لغو اور غلط ہے اور ترک جماعت کی عادت کر لینا اور ہمیشہ

ترک جماعت کرنا موجب فسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے اور اعادہ (لوٹنا) اس کا مستحب ہے [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۳۶۵ ج ۱] (اگرچہ اس کی نماز جو علیحدہ بغیر جماعت کے پڑھتا ہے جائز ہوتی ہے مگر جماعت کے ثواب سے محروم رہتا ہے اور جماعت کے چھوڑنے کا گناہ الگ ہے۔ [رفعت]

ہیئتاً: کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام بے قصور ہو تو مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز میں کچھ نہیں، امام کی نماز بلا کراہت درست ہے اور گناہ مقتدیوں پر ہے۔ اور اگر امام قصور وار ہے اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہیں تو امام کے اوپر مواخذہ ہے اس کو امام ہونا مکروہ ہے اور مورد حدیث ((مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا)) الخ اگر وہی امام ہے جس کے اندر خلل و نقص ہو، ورنہ مقتدی گناہ گار ہیں کہ بے وجہ ناراض ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۴ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۲۴ جلد اول]

نماز کب توڑنا جائز ہے؟

ہیئتاً: نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے، کبھی مستحب اور کبھی مباح اور کبھی واجب، اور اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز توڑنا حرام ہوگا اور جماعت میں ملنے کے لیے توڑنا مستحب اور مال ضائع ہو رہا ہو تو نماز کی نیت توڑنا مباح ہے اور جان بچانے کے لیے نماز کی نیت توڑنا واجب ہے۔

[در مختار ص ۶۳۹ جلد اول]

محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو؟

سوال: محلہ کی مسجد میں جماعت کا انتظام نہیں ہے تو دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز یا جماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنے محلہ کی مسجد کا حق زیادہ ہے۔ پس اس شخص کو اپنے محلہ کی مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہیں جانا چاہئے۔ شامی میں ہے کہ اپنے محلہ کی مسجد میں اگر تنہا بھی نماز پڑھنی پڑے تو وہیں اذان کہہ کر نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نہ جائے۔ ((لان له حقا علیہ فہو یؤدیہ الخ)) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۷ جلد اول]

اپنی مسجد ویران ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو چلا جائے۔ [محمد رفعت قاسمی]

مَسْئَلَةٌ: اگر پاس دو مسجدیں ہوں تو قریب کی مسجد میں نماز پڑھنا چاہیے کہ اس مسجد کا (جو بالکل قریب ہو) ان پر حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۱ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۶۱ جلد اول کتاب الفقہ ص ۴۶۲ ج ۱]

مسجد میں جماعت نہ مل سکے تو کیا کرے؟

مَسْئَلَةٌ: ایک مسجد میں اگر جماعت ہو چکی ہو تو اگر امید دوسری مسجد میں جماعت کے ملنے کی ہو تو دوسری مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے اور موجب ثواب ہے، سلف میں اکابر امت ایسا کیا کرتے تھے کہ ایک مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جاتے تھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۸ ج ۱، علم الفقہ ص ۹۸ جلد ۲، امداد الالٰحکام ص ۵۰۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: مسجد پہنچ کر معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی ہے تو دوسری مسجد میں جماعت کی تلاش میں جانا واجب نہیں ہے۔ (اگر) جانا چاہے تو جاسکتا ہے منع نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۲۲ جلد ۴، بحوالہ مسائل ارکان ص ۵۵، آپ کے مسائل ص ۲۳۳ ج ۳]

شیعہ کاسنیوں کی جماعت میں شرکت کرنا

مَسْئَلَةٌ: جماعت میں اگر کوئی شیعہ درمیان میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سنیوں کی نماز میں اس صورت میں کچھ نقصان اور خلل نہ ہوگا، لیکن آئندہ اس رافضی سے کہہ دیں کہ یا تو وہ اپنے مذہب سے توبہ کرے، ورنہ مسلمانوں کی جماعت میں نہ آیا کرے، اور اس کو اپنے قبرستان میں دفن نہ کریں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۳ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: سنی شیعہ کی مساجد میں اور شیعہ سنی کی مساجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۸ جلد ۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: کوڑا کرکٹ پھینکنے، یا زنج کرنے کی جگہ پر نیز عام گذرگاہ، نہانے کی جگہ اور اونٹوں (عام جانوروں) کو پانی پلانے کی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اگرچہ نجاست سے محفوظ رہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول]

مسجد کی جماعت میں کیسے لوگ شریک نہ ہوں

مَسْئَلَةٌ: جو شخص کہ حفظِ امن میں خلل انداز ہو اور باعثِ شر و فساد ہو اور نمازیوں کو تکلیف دہ اور اذیاء رساں ہو اور اس کا فعل موجب اشتعال ہو اس کو جماعت سے روکنا قانونِ شرع کے مطابق ہے۔ حدیثیں اور آثار اور اقوالِ فقہاء اس پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن، پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا بلکہ مسجد سے نکال دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوئے ہوں، مسجد میں آنے سے بخوفِ فتنہ منع کر دیا۔ نیز آپ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نماز کے خشوع و خضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگرچہ نماز نہیں جاتی۔ فرمادیا ”روکو“

نیز آپ ﷺ نے اس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا، امامت سے معزول کر دیا اور اس کو خدا اور رسول کا موذی قرار دیا تھا۔

فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن و پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن (منہ کے مریض) اور جذامی اور مبروص اور ناہی فروش کو اور کل (ہر ایک) موذی کو اگرچہ وہ زبان سے اذیاء پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روک دینا چاہیے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۵۳ جلد ۳ بحوالہ مسلم شریف ص ۲۰۹ اول و مشکوٰۃ شریف ص ۹۶ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: گندہ دہنی کا مریض جماعت میں شریک نہ ہو تنہا علیحدہ نماز پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴ جلد ۳ رد المحتار ص ۶۱۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جذامی کے لیے حکم یہی ہے کہ وہ مسجد میں نہ آئے اور جماعت میں شریک نہ ہو اور گھر میں نماز پڑھے پس جماعت کے چھوڑنے میں اس پر کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ اس کو یہی حکم ہے اور جماعت میں شریک ہونا اس کے لیے مکروہ ہے اور گناہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جذامی سے جمعہ و جماعت ساقط اور معاف ہے اسی وجہ سے کہ وہ مسجد میں نہ آئے۔ پس جذامی کو چاہیے کہ وہ جماعت میں شریک نہ ہو اور جو لوگ جذامی شخص سے علیحدہ رہیں اور احتراز کریں ان پر کچھ ملامت نہیں ہے کہ جذامی سے بھاگنے اور بچنے کا حکم رسول ﷺ نے فرمایا ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: مجذوم کو گھر پر نماز پڑھنے میں بھی جماعت کا ثواب ملے گا جبکہ وہ جماعت کا شوق دل میں رکھتا ہو۔ [امداد اللاحکام ص ۵۰۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: مسلمان حلال خور (بھنگی) مسجد میں باجماعت نماز ادا کر سکتے ہیں اور مسجد کی حوض سے وضو بھی کر سکتے ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸ جلد ۳]

(مسجد آتے وقت اتنا لحاظ رہے کہ صاف ستھرا اور پاک لباس جسم پر اور جسم بھی پاک صاف ہو نجاست اور بدبو نہ جسم پر ہو اور نہ لباس پر ہو۔ اور یہ سب ہی کے لیے ضروری ہے۔ عام مسلمان نمازیوں کی طرح یہ لوگ بھی ہیں جس طرح اور عاقل بالغ مسلمانوں پر جماعت کی شرکت واجب ہے ان نو مسلم بھنگیوں وغیرہ پر بھی واجب ہے۔ [محمد نعت قاسمی]

جس کو جماعت نہ ملے وہ نماز کہاں پڑھے؟

سوال: جس شخص کو نماز جماعت سے نہیں ملے اس کو مسجد میں اپنے فرض پڑھنا افضل ہے یا مکان میں؟

جواب: اگر مسجد سے باہر جماعت ہو سکے تو یہ افضل ہے ورنہ فرائض کے لیے مسجد ہی افضل ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۴ جلد ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۳۶۷ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے گھر پر عورتوں بچوں کو شامل کر کے جماعت کر لے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے۔ مردوں کو گھر پر جماعت نہ کرنی چاہیے بلکہ مسجد میں آئیں اور شریک جماعت ہوں اگر کبھی اتفاق سے جماعت نہ ملے تو بصورت مذکور گھر پر کریں یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہے۔ ایسا نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴ ج ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۸]

مَسْئَلَةٌ: مکان میں تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے محلہ کی مسجد کی اذان و اقامت کافی ہے، لیکن کہنا بہتر ہے مگر عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶ ج ۳ نور الایضاح ص ۶۱]

جماعت سے الگ جو نماز پڑھے؟

سوال: جماعت ہو رہی ہو اور کوئی شخص بوجہ غیاضت (لڑائی) امام جماعت میں شامل نہ ہو اور جماعت کے ہوتے ہوئے اپنی نماز الگ پڑھے تو نماز اس کی ہوگی یا نہیں؟

جواب: نماز ہوگئی مگر وہ شخص گنہگار ہوگا اور فاسق ہوا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۷ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۶ جلد اول باب الامامت]

تنہا شخص نماز گھر میں پڑھے یا مسجد میں؟

سوال: زید مسجد میں اکیلا نماز پڑھتا ہے اور بکر گھر میں نماز پڑھتا ہے، دونوں کے ثواب میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص مسجد کی جماعت کی نماز چھوڑ کر گھر میں نماز پڑھنے کا عادی ہے اور ترک جماعت پر مصر ہے وہ فاسق ہے، احادیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دیتا جو مسجد میں آ کر جماعت سے نماز نہیں پڑھتے۔ پس جو شخص مسجد میں آ کر اکیلا نماز پڑھا کرے اور جماعت کا خیال نہ کرے اور اپنی عادت ترک جماعت کی کرے یا گھر میں اکیلا نماز پڑھنے کا عادی ہو اور ترک جماعت کرتا ہو، دونوں فاسق اور دونوں مرتکب امر حرام کے ہیں۔ ان میں سے کس کو کبھد یا جائے کہ زیادہ ثواب فلاں کو ہے اور فلاں کو نہیں؟ دونوں ہی گنہگار ہیں۔ دونوں کو یہ لازم ہے کہ جماعت کی پابندی کریں، نہ گھر میں تنہا نماز پڑھیں اور نہ مسجد میں بغیر جماعت کے پڑھیں۔ مجبوری سے اتفاقاً جماعت فوت ہو جائے (چھوٹ جائے) تو یہ دوسری بات ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۱ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۷ جلد اول باب الجماعۃ وغیرہ ص ۴۷۲]

گھر پر مستقل جماعت کرنا؟

مُسْتَعْلَمًا: دائمی طور پر مسجد کو چھوڑ کر اپنے گھر پر باقاعدہ جماعت کا انتظام کرنا جائز نہیں ہے اور ترک جماعت مسجد دائمی طور سے معصیت ہے اور اصرار اس پر فسق ہے ایسے شخص کی شہادت بھی قبول نہیں ہوتی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۸ جلد اول]

نا جائز کمائی سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز پڑھنا؟

مُسْتَعْلَمًا: زانیہ کی نائی ہوئی مسجد حکم مسجد میں ہوگئی۔ یہاں تک کہ ورثاء کا حق اس سے منقطع ہو گیا

اور اس میں کسی کا تصرف خلاف وقف ناجائز ہو گیا نہ اس کو ڈھا سکتے ہیں نہ اس کو بیچ کر دوسری مسجد میں اس کی قیمت لگا سکتے ہیں، لیکن اس میں نماز پڑھنے سے ثواب کامل نہ ملے گا، گو فرض ذمے سے ساقط ہو جائے گا۔ [امداد الاحکام ص ۴۳۱ جلد ۱]

سُئِلَ عَنْ: اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے اور گھر میں تنہا پڑھنے سے جماعت کے ساتھ اس مسجد میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۵ جلد ۳]

سُئِلَ عَنْ: غصب کی ہوئی زمین میں نماز ہو جاتی ہے، مگر جانتے ہوئے بغیر مجبوری کے اس جگہ نماز پڑھنا کراہت سے خالی نہیں ہے اس لیے مالک سے اجازت حاصل کر لی جائے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۵ جلد ۳۷ ناٹگیری ص ۶۹ جلد ۱ مطھادی ص ۲۰۹ جلد اول]

مسجد کے دور ہونے پر جماعت کا حکم

سُئِلَ عَنْ: بازار اگر ایک میل کی مقدار میں وسیع ہو اور اس میں صرف ایک مسجد ہو تو سب پر نماز جماعت سے پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ مگر جن کو کوئی عذر ایسا ہو جیسے بیماری یا بارش یا سردی شدید وغیرہ ہو تو ان کو ترک جماعت درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۷ جلد ۱]

افطار کی وجہ سے دیر میں جماعت کرنا؟

سوال: مسجد میں مغرب کی اذان کے ساتھ روزہ افطار کر کے کھانے پینے لگتے ہیں جس میں اکثر لوگ تو نیچے بیٹھ کر روزہ افطار کرتے ہیں اذان ہونے کے دس منٹ بعد کا وقفہ کر کے جماعت کھڑی ہوتی ہے اور بعض حضرات چھت پر افطار کرتے ہیں، مگر چھت والے جماعت میں شریک نہیں ہوتے، جب نیچے جماعت ہو جاتی ہے تب چھت والے دوسری جماعت کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ جماعت اولیٰ میں شامل ہوں اور جماعت کے ہوتے ہوئے کھانے پینے میں مشغول نہ ہوں الا بضرورۃ شدیدہ۔ اور نیچے والوں کو چاہیے کہ کچھ اور وقفہ (مکروہ وقت نہ ہو) کر دیں تاکہ سب لوگ باطمینان کچھ کھا کر شامل جماعت ہو جائیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۶ جلد اول باب الامامت]

مَسْئَلَتَا: جماعت میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ وقت مکروہ نہ ہو اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف نہ ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۷ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۳ جلد اول]۔
مَسْئَلَتَا: فقہاء نے لکھا ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کر سکتا ہے جب اس سے کسی فساد کا اندیشہ ہو۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۸ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۴۷ جلد اول]۔

جس مسجد میں امام و مؤذن متعین نہ ہوں؟

مَسْئَلَتَا: ایسی مسجد میں جس میں امام و مؤذن و جماعت متعین نہ ہو جماعت ثانیہ جائز ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۰ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۶ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۰۵ ج ۱۲]۔
مَسْئَلَتَا: مسجد میں جماعت ہو جانے کے بعد مکان یا جنگل میں جماعت سے نماز پڑھنا افضل ہے جنگل میں یا مکان میں اذان و تکبیر کہنا افضل ہے صرف تکبیر کہنا بھی کافی ہے۔ مکان میں نماز پڑھیں تو اس محلہ کی مسجد میں جواز ان ہو گئی ہے وہی کافی ہے۔ (اگر جماعت کرنی ہے تو) صرف تکبیر کہہ لے۔ مسجد کے فرش کے بیچ میں جو حوض ہے یا مسجد کی چھت سب مسجد کے حکم میں ہیں ہاں کوٹھری وضو خانہ وغیرہ جو خارج ہیں ان میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۲ جلد ۳ بحوالہ عالمگیری ص ۵۲ جلد اول و امداد الفتاویٰ ص ۳۶۲ جلد اول و امداد الاحکام ص ۴۹ جلد اول]۔

جماعت کے لیے عورتوں کا جانا؟

مَسْئَلَتَا: اس زمانہ میں بلکہ بہت پہلے سے عورتوں کا جماعت میں شریک ہونے کے لیے مسجد و عید گاہ میں جانا ممنوع و مکروہ ہے۔ صحابہ کے زمانے ہی میں یہ ممنوع ہو چکا تھا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۹ جلد ۳ بحوالہ مسلم شریف ص ۸۱۳ جلد اول باب خروج النساء الی المساجد]۔

گھر میں عورتوں کے ساتھ جماعت کرنا؟

مَسْئَلَتَا: عورتوں کی جماعت تنہا مکروہ تحریمی ہے لہذا عورتوں کی جماعت نہ کریں۔ یعنی اس طرح کہ امام بھی عورت ہو جماعت نہ کریں اگر کبھی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے گھر پر عورتوں کو شامل کر کے جماعت کر لیں یہ نہیں کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں پر جماعت کرنا سنت ہو ایسا

نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شامی نے یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ ایک قوم میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے تھے، مسجد میں آئے تو جماعت ہو چکی تھی اس وقت آپ ﷺ نے اپنے مکان میں اہل و عیال کو جمع کر کے نماز باجماعت ادا فرمائی۔ اس سے ثابت ہوا کہ گھر میں جماعت کرنا ایسی حالت میں ہے کہ مسجد میں جماعت نہ ملے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۵ جلد اول رد المحتار ص ۵۱۸ جلد اول]

مسئلہ: شوہر اور بیوی اگر اپنی الگ الگ نماز پڑھتے ہیں تو کوئی کراہت نہیں اس میں ایک فٹ کا یا کم و بیش فاصلہ بھی کوئی شرط نہیں ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۴۴ ج ۳]

مسئلہ: اپنی عورت اور محرم عورت کے ساتھ جماعت جائز ہے وہ پیچھے کھڑی ہو جائے محرم عورت کو پردہ میں کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں اگر جماعت کرنی ہو تو عورت برابر میں کھڑی نہ ہو بلکہ اس کو الگ صف میں پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۲۸ جلد ۳]

تصویر والے مصلے پر نماز پڑھنا؟

مسئلہ: جائے نماز پر خانہ کعبہ کی تصویر ہے تو ان پر نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے نہ ان پر کپڑا چڑھانے کی ضرورت ہے نہ ان کو فروخت کرنے کی ضرورت ہے اس تصویر سے خانہ کعبہ کی تعظیم میں بھی فرق نہیں آتا، کیونکہ تصویر کا حکم عین شے کا حکم نہیں ہوتا۔ دوسرے خانہ کعبہ میں جب نماز پڑھی جاتی ہے تو وہاں بھی زمین کا پیروں کے نیچے ہونا بطریق اولی تعظیم کے منافی ہوگا۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۱۱ جلد ۷ بحوالہ غنیہ ص ۳۱۴]

جماعت میں صف بندی کیوں؟ نماز کے لیے جو اجتماعی نظام ”جماعت“ کی شکل میں تجویز کیا گیا ہے اس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقہ تعلیم فرمایا ہے کہ ”لوگ صفیں بنا کر برابر برابر کھڑے ہوں۔“

ظاہر ہے کہ نماز جیسی اجتماعی عبادت کے لیے اس سے زیادہ حسین و بنجیدہ اور اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہو سکتی، پھر اس کی تکمیل کے لیے آپ نے تاکید فرمائی کہ صفیں سیدھی ہوں، کوئی شخص ایک انچ نہ آگے ہو اور نہ پیچھے پہلے اگلی صف پوری کر لی جائے، اس کے بعد پیچھے کی صف شروع کی جائے۔ بڑے اور ذمہ دار اور اصحاب علم و فہم اگلی صفوں میں اور امام سے قریب جگہ

حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چھوٹے بچے پیچھے کھڑے ہوں اور اگر عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو ان کی صف سب سے پیچھے ہو۔ امام سب سے آگے اور صفوں کے درمیان میں کھڑا ہو۔

ظاہر ہے کہ ان سب باتوں کا مقصد جماعت کی تکمیل اور اس کو زیادہ مفید اور موثر بنانا ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی ان باتوں کا عملاً اہتمام فرماتے اور وقتاً فوقتاً امت کو بھی ان کی ہدایت و تلقین فرماتے اور ان کا ثواب بیان فرما کر ترغیب دیتے نیز ان امور میں لاپرواہی کرنے والوں کو سخت تنبیہ فرماتے اور اللہ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔ [معارف الحدیث ص ۲۰۲ جلد ۳]

رکعت چھوٹنے کی وجہ سے صف سے دور نیت باندھنا؟

سوال: امام رکوع میں ہو اب اگر بعد میں آنے والا شخص صف تک پہنچ کر نماز شروع کرتا ہے تو رکوع نہیں ملتا تو ایسی صورت میں صف سے دور کھڑے رہ کر تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھ لے تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: صف میں جگہ ہونے کے باوجود صف سے دور الگ کھڑے رہنا مکروہ ہے صف تک پہنچ کر نماز شروع کرے چاہے رکعت نکل جائے اس لیے کہ فضیلت حاصل کرنے کی بہ نسبت مکروہ سے بچنا اولیٰ ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۰۶ جلد اکبری ص ۵۷۵]

مَسْئَلَةٌ: مسجدوں میں ششے کی کھڑکیاں اور دروازے ہوتے ہیں کہ جن میں نمازی کو اپنا عکس نظر آتا ہے اگر اس سے نمازی کی توجہ منتشر ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۲ جلد ۳]

صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟

سوال: اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو پیچھے کہاں کھڑا ہو؟ درمیان میں یا کونے میں؟

جواب: صف میں جگہ نہ ہو تو امام کے رکوع کرنے تک انتظار کرے اگر کوئی آجائے تو اس کے ساتھ امام کی سیدھ میں صف کے پیچھے کھڑا ہو جائے اگر کوئی نہ آئے تو تنہا ہی امام کی سیدھ میں کھڑا ہو جائے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۰۶ جلد احوال شامی ص ۵۳۱ جلد اول امداد الاحکام ص ۵۳۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جو نمازی دیوار کے پاس ہوتا ہے تو جب رکوع میں جاتا ہے تو سرین (کو لھے) دیوار سے لگتے ہیں اس لیے تھوڑا سا آگے کو بڑھنا پڑتا ہے اور اٹھتے وقت تھوڑا سا پیچھے کو ہٹنا پڑتا ہے جگہ

کی تنگی کی وجہ سے اتنی قلیل حرکت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ جلد ۱۰]

تجارت کی وجہ سے ترک جماعت؟

سوال: زید تاجر ہے اپنے نوکر یا کسی ساتھی پر اپنے کا و بار کا اعتماد نہیں کر سکتا کہ وہ ان لوگوں پر چھوڑ کر مسجد میں جماعت سے نماز ادا کرنے جائے اگر جاتا ہے تو خیالات منتشر ہوتے ہیں تو کیا حکم ہے کہ وہ دوکان پر نماز پڑھے یا مسجد میں جائے۔ اس لیے کہ مسجد میں جانے میں بہت تکلفات کرنے پڑتے ہیں۔

جواب: اگر اندیشہ نقصان کا ہے اور دوکان بند کرنا دشوار ہے تو وہ شخص دوکان پر نماز پڑھ لے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۳ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۹ جلد ۱]

مشق کے لیے بچوں کی جماعت کرانا؟

مُسْئَلَةٌ: بچوں کو اگر بطور تعلیم نماز کی مشق کرائی جائے اور وہ جماعت کرتے ہیں تو ان کی جماعت (امام کے) مصلے سے (محراب سے) علیحدہ کرائی جائے اور وہ بکبیر بھی کہیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۶۱ جلد ۳]

صف اول کس کو کہتے ہیں؟

سوال: صف اول کس کو کہتے ہیں؟ اگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے ایک صف آگے بڑھادی جائے اور وہ منبر کی وجہ سے منقطع ہو جائے اور مقتدی امام کے قریب دائیں یا بائیں کھڑے ہوں تو یہ صف صف اول ہوگی یا اس کے پیچھے والی صف صف اول ہوگی اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے اس طرح صف بنانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: صف اول وہ ہے جو امام کے قریب ہو، مؤذن اقامت کے لیے امام کے پیچھے کھڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ نمازیوں کی جو صف ہے وہ صف اول ہی شمار ہوگی پیچھے جماعت خانہ اور صحن میں اور اوپر بھی جگہ نہ ہو تو نمازیوں کو امام کے قریب ہو جانا بلا کراہت درست ہے (جبکہ ایڑی امام کی ایڑی کے پیچھے ہو) جگہ ہوتے ہوئے امام کے ساتھ صف بنالینا مکروہ تحریمی ہے (کیونکہ مسئلہ یہ

ہے کہ) ایک سے زائد مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ لہذا اگر دو مقتدی ہوں اور امام ان کے درمیان کھڑا رہا تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار مع شامی ص ۵۳۱ جلد اول] نیز مقتدیوں کے امام کے ساتھ کھڑے ہونے میں جماعت نساء (عورتوں کی جماعت کے) ساتھ مشابہت لازم آتی ہے یہ بھی ایک وجہ کراہت ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۶ جلد ۴]

زبردستی صف اول میں گھس جانا؟

مَسْئَلَةٌ: جب نمازی مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادے سے جائے تو شروع ہی سے پہلی صف میں جہاں جگہ ملے بیٹھے۔ آگے کی صفوں میں جگہ ہوتے ہوئے پیچھے بیٹھنا اور بعد میں دھکے بازی کر کے پہلی صف میں گھس جانا نمازیوں کو تکلیف پہنچانا ہے اور یہ حرکت نازیبا اور سخت مکروہ ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۳۳ ج ۴]

بالغ، کم عقل کا صف اول میں کھڑا ہونا؟

مَسْئَلَةٌ: جو بالغ لڑکا پاگل کی طرح ہو نماز کی عظمت نہ سمجھتا ہو ناپاکی کا خیال نہ کرتا ہو اور نماز میں بے جا حرکتیں کرتا ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کو تشویش ہوتی ہو تو اس کو بالغوں کی صف میں کھڑے ہونے سے روکا جائے اور اگر کھڑا ہو گیا ہو تو اس کو پیچھے کیا جاسکتا ہے فقہاء نے ایسے شخص کو بچے کے حکم میں داخل کیا ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۲۵ جلد ۴ بحوالہ شامی ص ۵۴۱ جلد باب الامامت]

تکبیر اولیٰ کا ثواب کب تک ہے؟

مَسْئَلَةٌ: پہلی رکعت کے رکوع تک شامل ہو جانے سے تکبیر اولیٰ کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۰ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۳۵۳ جلد اول امداد الفتاویٰ ص ۸۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: تکبیر اولیٰ کی فضیلت اس شخص کے لیے ہے جو امام کے تحریمہ کے وقت موجود ہو بعض نے اس میں زیادہ وسعت دی ہے کہ جو شخص قراءت شروع ہونے سے پہلے شریک ہو جائے اور بعض نے مزید وسعت دی ہے کہ جو قراءت ختم ہونے سے پہلے شریک ہو جائے اس کو بھی

فضیلت حاصل ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۹۴ جلد ۳]

نماز میں مونڈھے نرم کرنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے مونڈھے نماز میں نرم رہیں۔

تشریح: نماز میں نرم مونڈھے کی توضیح و تشریح میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جماعت میں اس طرح کھڑا ہو کہ صف برابر نہ ہوئی اور پیچھے سے اگر کوئی شخص آ کر اس کا مونڈھا پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا ہو جانے کے لیے کہے تو وہ ضد و ہٹ دھرمی اور تکبر نہ کرے بلکہ اس شخص کا کہنا مان لے اور سیدھا کھڑا ہو کر صف برابر کر لے۔

دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ اگر کوئی شخص صف میں آ کر کھڑا ہونا چاہے اور جبکہ صف میں جگہ بھی ہو تو اسے منع نہ کرے بلکہ صف میں کھڑا ہو جانے دے۔ اس کے تیسرے معنی یہ بھی ہو سکتے کہ مونڈھوں کو نرم رکھنا نماز میں خشوع و خضوع اور سکون و وقار کے لیے یہ کنایہ ہے یعنی نماز میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو نہایت خاطر جمعی اور اطمینان و وقار کے ساتھ نماز پڑھتا رہے۔

[مظاہر حق ص ۷۶ جلد ۲]

(پہلے زمانہ میں مساجد میں صفوں کا اہتمام نہیں ہوا کرتا تھا بغیر مصلے کے جماعت ہوتی تھی جس سے صفیں ٹیڑھی ہو جایا کرتی تھیں۔ اب ماشاء اللہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد میں صحیح صفیں نکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لیے اب امام اور مقتدیوں پر یہ ذمہ داری ہے کہ صفوں کے سیدھے پن کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس کا خیال رکھیں کہ کندھے سے کندھے ملانا ضروری ہے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو درمیان میں فصل و خلاء رہے گا اور یہ مکروہ ہے اور ٹخنے کے برابر ٹخنہ رکھنا ضروری ہے ان کا آپس میں ملانا ضروری نہیں ہے۔ [محمد رنعت قاسمی غفرلہ]

صفوں سے متعلق مسائل

مسئلہ: نماز میں مقتدیوں کا مل کر کھڑا ہونا اور بیچ میں خالی جگہ نہ چھوڑنا سنت ہے۔ قدم کا قدم سے ملانے کا مطلب یہ ہے کہ ایک سیدھے میں اور برابر ہیں آگے پیچھے نہ ہوں۔

مسئلہ: ٹخنہ ٹخنہ کی سیدھ میں ہونا چاہیے اور مونڈھا مونڈھے کی سیدھ میں ہونا چاہیئے۔ اس سے صف سیدھی ہو جائے گی۔

مَسْئَلَةٌ: شُغْلے اور ایڑیاں برابر کر کے کھڑے ہوں آگے سے انگلیوں کو برابر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۹۶ جلد ۷ و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۷ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۱ جلد اول باب الامامت]
مَسْئَلَةٌ: اگر پہلی صف میں جگہ نہیں ملی تو انتظار کرے تاکہ دوسرا نمازی آجائے اگر نہیں آیا تو صف سے ایسے شخص کو کہ جو شخص مسئلہ کو جانتا ہو پیچھے کھینچ لے اور اگر ایسا شخص نظر نہ آئے تو تنہا امام کے پیچھے اور صف کے بیچ میں کھڑا ہو جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۵ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۶۰۵ جلد اول]
(عموماً نادائق ہونے لوگوں کے مسائل سے اگر کھینچنا مناسب نہ سمجھے نہ کھینچے کیونکہ نماز تنہا بھی ہو جاتی ہے۔ [محررعت قاضی غفرلہ])

مَسْئَلَةٌ: امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ خوب مل کر کھڑے ہوں اور دو نمازیوں کے درمیان میں کشادگی نہ چھوڑیں اور اپنے منہ ہٹے برابر کریں۔ پس اگر اگلی صف میں گنجائش ہے تو پھر بموجب حکم اگلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ اور درمیان کی کشادگی کو بند کرنا مستحب اور مسنون ہے اور اگر جگہ نہ ہو تو تکلیف دینا اگلی صف کے نمازیوں کو مناسب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۰ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۲ جلد باب الامامت]
مَسْئَلَةٌ: امر لڑکے صبیح الوجہ (خوب صورت نابالغ لڑکے) کو جماعت میں برابر کھڑا کرنے سے بعض فقہانے نماز کے فاسد ہونے کا حکم دیا ہے۔ اگرچہ اصح عدم فساد صلوٰۃ ہے (یعنی نماز فاسد نہ ہوگی) اور شہوت کی نظر سے اس کی طرف دیکھنے کو حرام لکھا ہے۔ پس نماز میں ایسے لڑکوں کو برابر میں کھڑا کرنا نہیں چاہیے۔ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ نابالغ لڑکے اگر متعدد ہوں تو ان کی صرف مردوں کے پیچھے ہونی چاہیے۔ اور اگر ایک ہی لڑکا جماعت میں ہو تو اس کو مردوں کی جماعت میں کھڑا ہونا درست ہے۔

بہر حال یہ معلوم ہو گیا کہ نابالغ لڑکا اگر مردوں کی صف میں کھڑا ہو گیا اور دونوں طرف سے اس کے بالغین کھڑے ہو گئے تو ان بالغین کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہیں آتی۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۱۹۰ جلد اول و شامی ص ۳۵۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر اگلی صف بالغوں کی پوری نہ ہو اور پیچھے نابالغوں کی صف پوری ہو تو بعد میں آنے والا اگر لڑکوں کے آگے کو جا کر یا صف کو چیر کر بالغوں کی جماعت میں مل سکے تو چلا جائے اور اگر

کچھ ممکن نہ ہو اور لڑکوں کی ہی جماعت میں کھڑا ہو جائے تب بھی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۹ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۲ جلد ۲ رحمہ ص ۱۹۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: پہلی صف پوری نہیں بھری تھی کہ پیچھے بچوں کی صف پوری ہو گئی مردوں کی صف کو بچوں کی صف نے دائیں بائیں سے گھیر لیا ہے تو اب مرد آنے والا اس صورت میں بچوں کے آگے سے گزر کر مردوں کی صف میں شامل ہو جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: عورتیں اگرچہ محرمات میں سے ہوں جماعت میں وہ بھی برابر نہ کھڑی ہوں اس سے مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۵ جلد اول باب الامامت]

مَسْئَلَةٌ: میان بیوی کی جماعت اس طرح کہ دونوں برابر کھڑے ہوں جیسا کہ ایک مقتدی ہونے کی صورت میں حکم ہے درست نہیں ہے اس صورت میں کسی کی نماز نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۲ و فتاویٰ رجمیہ ص ۱۹۱ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ جلد ۱۲]

(لیکن اگر عورت کے قدم مرد کے قدم سے پیچھے ہوں تو درست ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ])
مَسْئَلَةٌ: درمیان کی صفوں کو خالی چھوڑ کر کھڑے ہونے سے نماز تو ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے صفوں کو متصل کرنا چاہیئے اور خلاء درمیان میں نہ چھوڑنا چاہیئے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۸ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۳ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: بلا ضرورت ستونوں کے درمیان یعنی دروں میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر نماز ہو جاتی ہے اور ثواب جماعت بھی حاصل ہوگا اور اگر ایک در میں چند آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں کہ چھوٹی سی جماعت ان کی ہو جائے اور اس کی ضرورت بھی ہو تو اس میں کراہت بھی بظاہر نہ ہوگی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۴ جلد ۳ بحوالہ مبسوط ص ۳۵ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر مقتدی اپنا خاص مصلیٰ (جائے نماز وغیرہ) بچھائے تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور کچھ ضرورت بھی نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۴ جلد ۳]

(الگ سے بچھانے میں بڑائی محسوس ہوتی ہے اس لیے اگر ضرورت ہو تو بچھائے مثلاً کوئی

مریض رال یا پیشاب وغیرہ کا ہے تو الگ بچھالے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ])

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص پہلے سے آ کر مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بے ضرورت وضو وغیرہ وہاں سے اٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا (رومال وغیرہ) رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے اس جگہ کے ساتھ پس اگر

کوئی دوسرا شخص اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے۔ اور بدون اس حالت مذکورہ کے کسی جگہ رومال وغیرہ رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۱-۳۵۲) جو شخص مسجد میں پہلے آجائے وہی خالی جگہ کا مستحق ہے اگر وہ اپنا رومال وغیرہ رکھ کر وضو وغیرہ میں مشغول ہو جائے تو اس کا جگہ روکنا تو صحیح ہے لیکن اگر جگہ روک کر گھر وغیرہ چلا جائے تو اس کا جگہ روکنا جائز نہیں۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مَسْئَلَةٌ: صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی (بالکل پیچھے) ہے اس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دے اور جو مسجد میں پہلے آئے گا اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۰ جلد ۳)

مَسْئَلَةٌ: صف کی دائیں جانب کھڑے ہونے میں افضلیت ہے تاہم اگر دائیں طرف آدمی زیادہ ہوں تو بائیں طرف کھڑے ہونا ضروری ہے تاکہ دونوں جانب کا توازن برابر ہو۔

[آپ کے مسائل ص ۲۱۸ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: امام کی برابری میں صرف چار انگل پیچھے جیسا کہ ایک مقتدی ہونے کی صورت میں کھڑا ہوتا ہے بارش یا گرمی کی وجہ سے صف بنالیں تو درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۱ جلد ۳)

مَسْئَلَةٌ: امام کے قریب اہل علم و اہل عقل کا کھڑا ہونا بہتر ہے لیکن اگر امام کے پیچھے قریب دوسرے نمازی لوگ آگئے ہیں تو ان کو ہٹانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۷ جلد ۳ و فتاویٰ رحمہ ص ۲۶۴ جلد ۷)

اہل علم کو دوسرے عوام الناس جو پہلے سے امام کے پیچھے آگئے تھے ترجیح دیں اور اپنی جگہ امام کے پیچھے کھڑا کریں تو یہ فعل بھی درست بلکہ مطلوب ہے و جب پہلی صف پوری ہو جائے تو دوسری صف بھی امام کے پیچھے سے شروع کرنی چاہیے۔ (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مَسْئَلَةٌ: مختل مردوں کی جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں مگر وہ مردوں کی جماعت سے پیچھے کھڑے ہوں اور ان کے شامل ہونے سے دیگر مسلمانوں کی نماز صحیح ہے اور ان کا روپیہ مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳ جلد ۳، بحوالہ البحر الرضائی ص ۴۱۴ جلد اول)

مَسْئَلَةٌ: اگر ایک نابالغ ہے تو بالغوں کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۷۵ جلد ۹)

مَسْئَلَةٌ: اگر مصلے اور صف کی چوڑائی کم ہو جس پر سجدہ نہیں ہو سکتا ہے تو جس طرح چاہے کریں

خواہ پیر صف اور مصلے پر ہوں اور سجدہ فرش پر ہو یا پیر نیچے ہوں اور سجدہ صف پر ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۲ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۰ جلد کبیری ص ۳۳۷]

لیکن جگہ کا پاک ہونا شرط ہے مصلے کا ہونا یا چھوٹا بڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ] **مَسْئَلَةٌ**: جو شخص آگے صف میں جگہ خالی دیکھ کر پھلانگ کر بیٹھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے اور جس نے باوجود آگے جگہ خالی ہونے کے پیچھے بیٹھنا اختیار کیا اس نے خلاف اولیٰ کیا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۵ جلد ۳ رد المحتار ص ۵۳۳ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۲ جلد ۷]

مَسْئَلَةٌ: جماعت ہو رہی ہو اور سب لوگ نیت باندھ چکے ہوں بعد میں آنے والا اگر پہلی صف میں جگہ خالی دیکھے تو وہ شخص کنارہ سے صفوں کے جا کر کھڑا ہو سکتا ہے اور کچھ گناہ نہ ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: سب سے اگلی قطار (پہلی صف) میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اثنائے نماز میں تو وہ صفوں کو چیرتا ہوا نکل سکتا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۲ جلد ۳]

معدور آدمی صف میں کہاں کھڑا ہو؟

سوال: ہماری مسجد میں دو آدمی معدور ہیں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتے، اگر پہلی صف میں مؤذن کے پاس بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں تو کافی جگہ روکتے ہیں، صف کے درمیان کافی خلا (فاصلہ) رہتا ہے اور دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئلہ میں ایسے لوگوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ آخری صف میں یا جہاں کنارے پر جگہ ہو وہاں نماز ادا کریں انشاء اللہ ان کو جماعت اور صف اول کا ثواب ملے گا۔ شامی میں ہے کہ اپنی ذات سے کسی کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ آخری صف میں کھڑا ہو کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کسی مسلمان کو تکلیف پہنچنے کے اندیشہ سے پہلی صف چھوڑے تو اس کو پہلی صف کا دو گنا اجر دیا جائے گا۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۶۴ جلد ۷ و شامی ص ۵۳۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اکثر عوام کا معمول ہے کہ جب مریض جماعت میں شریک ہوتا ہے تو تمام صف کے کنارے پر بائیں طرف بیٹھتا ہے۔ گویا درمیان میں بیٹھنے کو برا سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔

[اغلاط العوام ص ۶۷]

یعنی سچ میں بھی بیٹھ سکتا ہے نماز میں کوئی غرابی نہیں آئے گی۔ [رفت]

مُسْتَلٰہ: اگر امام کے ساتھ ایک مقتدی ہے پھر دوسرا شخص آجائے تو بہتر یہ ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہو جائے اور دونوں امام کے پیچھے ہو جائیں۔ اس میں شرط یہ ہے کہ اگر اس مقتدی کی نماز کے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو اس کو پیچھے کو ہٹائے ورنہ نہ ہٹائے اس سے معلوم ہوا کہ پیچھے کرنے کی ضرورت اس وقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ پہلا مقتدی پیچھے ہٹ جائے گا اور اس کو مسئلہ معلوم ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۸ جلد ۳]

مُسْتَلٰہ: اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں، لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولیٰ ہے بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۱ جلد اول]

مُسْتَلٰہ: سنت امام کے لیے محراب میں اور وسط قوم (نمازیوں کے سچ) میں کھڑا ہونا ہے لہذا اگر باہر فرش صحن میں کھڑا ہو تب بھی محاذ محراب کے کھڑا ہو باقی نماز ہر طرح ہو جاتی ہے۔ لیکن سنت وہی ہے جو مذکور ہوا ہے۔

مُسْتَلٰہ: اگر کہیں مسجد کا صحن دس بارہ ہاتھ کسی طرف بڑھ گیا۔ ہو تو اب امام کو صحن کے اعتبار سے سچ میں کھڑا ہونا چاہیے یعنی باہر کھڑے ہوں تو صحن کے وسط کا خیال کر لیا جائے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۱ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۱ جلد اول]

مُسْتَلٰہ: امام صف کے سچ میں کھڑا ہو یہ سنت ہے۔ اگر مقتدی سب ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

نماز صحیح ہوگی مگر کراہت کے ساتھ۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۶ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۱ جلد اول]

مُسْتَلٰہ: اگر امام در میں اس طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں اور مقتدی ان فرش پر ہوں تو یہ مکروہ ہے جیسا کہ محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے اور اگر قدم باہر فرش پر ہوں تو کراہت نہیں

رہتی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۳ اور رد المحتار ص ۵۳۱ جلد اول]

مُسْتَلٰہ: امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں بائیں طرف زیادہ مقتدیوں کو کھڑا کرنا خلاف سنت ہے۔

طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو دونوں طرف برابر مقتدی ہوں پھر جو بعد میں آ کر شریک جماعت ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتیٰ الواقع دونوں طرف برابر

شریک جماعت ہوں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷ جلد ۳ عالمگیری ص ۸۳ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: مقتدی کی سجدہ گاہ سے امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے (مقتدی و امام کے) درمیان میں صف کا فاصلہ چھوڑیں اور کچھ تمدید نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۷ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۰ جلد ۱]

(امام و مقتدی کے درمیان اتنا فاصلہ ہو کہ مقتدی کا سر رکوع و سجدہ میں جاتے ہوئے امام سے نہ ٹکرائے۔) [محرر نعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام کی نماز نہ ہوگی تو مقتدیوں کی بھی نہ ہوگی سب پر اعادہ (لوٹانا) نماز کا لازم ہے تنہا امام کے اعادہ سے مقتدیوں کی نماز نہ ہوگی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۲ جلد ۳ رد المحتار ص ۳۵۳ جلد اول]

اگر مقتدی چلے گئے ہیں تو امام سب کو اطلاع کرے اور اطلاع ملنے پر ان کو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہے اگر اطلاع نہ ملے تو مقتدی معذور ہیں ان پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔

[محرر نعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: یہ غلط بات مشہور ہے کہ چار پائی پر نماز پڑھنے سے آدمی بندر ہو جاتا ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۲]

مَسْئَلَةٌ: چار پائی (پلنگ) پر اگر کوئی بحالت صحت نماز فرض پانفل پڑھے تو نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۳ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۳۶۸ جلد اول باب صفت الصلوۃ و امداد الاحکام ص ۵۶۳ جلد اول]

(لیکن پلنگ خوب کسا ہوا سخت ہونا چاہیئے تاکہ سجدہ وغیرہ میں کمر کا توازن صحیح رہے آج کل لوہے کے فولڈنگ پلنگ صحیح ہیں لیکن اگر بیماری کی وجہ سے عام پلنگ پر بھی نماز ادا کرے تو اس کے لیے صحیح ہے جس میں اس کو آرام ملے۔) [محرر نعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: نقش و نگار (بغیر تصویر جاندار) والے مصلے پر نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن پیش نظر ہونا نقش و نگار کا اچھا نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۷ جلد ۴ رد المحتار ص ۶۰۷ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: تصویر کا حکم حکم اصلی نہیں ہوتا اس مصلے پر نماز پڑھنا جس پر بیت اللہ کی تصویر ہو ایسا نہیں جیسے بیت اللہ پر نماز پڑھنا لہذا بیت اللہ کی اس سے اہانت نہیں ہوتی ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۱۳]

مَسْئَلَةٌ: جس جائے نماز (مصلے) پر پرندہ کی تصویر ہو اس پر دوسرا کپڑا ڈال کر نماز جائز ہے بلا کراہت۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۹ جلد ۴ رد المحتار ص ۶۰۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: دباغت دی ہوئی کھال کا مصلیٰ بنانا درست ہے اس پر نماز پڑھنا بلا کراہت کے درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۰ جلد ۲ فتاویٰ عالمگیری ص ۲۳ جلد اول باب البیاض]

مَسْئَلَةٌ: مسجد کے در میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر زیادہ نمازی ہوں جیسا کہ جمعہ کے دن ہوتا ہے کہ مسجد کے اندر کی صفیں پوری کر کے کئی کئی آدمی دروں میں جو کہ وسیع ہیں کھڑے ہو جائیں تو ضرورت کی وجہ سے اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور نماز میں خلل نہیں آتا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۲ جلد ۲ رد المحتار ص ۶۰۴ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: مسجد کا بند کرنا مکروہ ہے لیکن اگر سامان چوری ہو جانے کا اندیشہ ہے تو سوائے اوقات نماز کے دروازہ مسجد کا بند کرنا درست ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۹ جلد ۲ رد المحتار ص ۶۱۴ جلد اول باب فی احکام المسجد]

اور یہ محلہ والوں کی رائے پر ہے جس وقت وہ مناسب سمجھیں سوائے اوقات نماز کے دروازہ بند کر دیا کریں۔ [ممد رعت قاضی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: بلا اجازت دوسرے کی زمین میں نماز پڑھی تو نماز ہو گئی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۴ جلد ۲ رد المحتار ص ۳۵۴ جلد اول]

اگر کسی کی زمین یا مکان وغیرہ نصب کر کے اس میں نماز پڑھی تو نماز نہ ہو جائیگی لیکن غصب کرنے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ [ممد رعت قاضی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: گھاس پر نماز درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۲ ج ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگلی (پہلی) صف میں جگہ ہو تو اس کے پیچھے والی صف میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: زکوٰۃ کے پیسوں سے خریدی ہوئی صفوں پر نماز جائز ہے لیکن زکوٰۃ اس سے ادا نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۱ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۸۵ ج ۱]

(زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ یہاں تملیک نہیں پائی گئی اور زکوٰۃ کے لیے تملیک مالک بنانا ضروری ہے اور مسجد میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے تفصیل دیکھئے مکمل و مدلل مسائل زکوٰۃ۔ [ممد رعت قاضی غفرلہ])

مَسْئَلَةٌ: مسلم یا غیر مسلم کے گھر میں گو بر سے لپی ہوئی خشک جگہ پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنے

میں کوئی حرج نہیں ہے جائز ہے نماز صحیح ہو جائے گی۔ [فتاویٰ رحمہ ص ۲۳۱ ج ۱]

مسجد کے اندر رونی حصہ میں جماعت کی جائے یا صحن میں؟

سوال: مسجد کے اندر نماز پڑھنا اور مسجد کے صحن میں نماز پڑھنا برابر ہے یا ثواب میں فرق آتا ہے کیونکہ گرمیوں میں صحن میں نماز ہوتی ہے؟

جواب: جہاں تک زمین مسجد کے لیے یعنی نماز پڑھنے کے لیے وقف کی گئی ہے وہ سب فضیلت میں برابر ہے اور جب مسجد میں صف بندی ہو جائے اور جگہ نہ رہے تو جو لوگ خارج مسجد کھڑے ہو کر نماز میں شامل ہوتے ہیں ان کو بھی مثل مسجد والوں کے ثواب ملتا ہے غرض اندرون مسجد و صحن مسجد میں کوئی فرق نہیں ہاں مسجد کی چھت اور داخل مسجد میں فقہاء نے فرق بیان کیا ہے کہ چھت پر (جبکہ صفوف نہ ملیں یعنی بھیڑ نہ ہو تو) وہ ثواب نہیں ہے جو داخل مسجد میں ہے گو حکم اعتکاف میں وہ بھی مسجد ہی ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: مسجد وہ ہی ہے جو وقف ہو اور جو وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں ہے اس میں جماعت کرنے سے جماعت کا ثواب تو ملے گا، مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا فقط مکان میں نماز کی اجازت دینے سے وہ مسجد نہیں ہوتی، اور اگر بغیر مسجد کے (گھر وغیرہ پر) جماعت ہو تو ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور مسجد کا ثواب اس کے علاوہ ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: بالائی مسجد میں نماز جائز ہے (جبکہ جماعت میں نیچے بھر گئی ہو)۔

[امداد الاحکام ص ۴۳۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر باہر صحن میں نماز ہو رہی ہو تو جماعت کے وقت مسجد کے اندر کے دروازوں کا بند کرنا ضروری نہیں ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ جلد ۳۶ ص ۳۶۱ ج ۳]

مَسْئَلَةٌ: قرب و جوار میں متعدد مسجدیں ہیں اگر یہ سب اس کے محلہ میں ہیں تو ان میں جو سب سے پہلے کی قریم ہونا معلوم نہ ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ہو وہ افضل ہے۔

[امداد الاحکام ص ۴۵۹ جلد ۲]

مسجد میں جوتے رکھنا کیسا ہے؟

مَسْئَلَةٌ: جوتے میں اگر نجاست نہ لگی ہو تو مسجد کے اندر رکھ دینا جوتے کا جائز ہے اور اگر چوری

کا خوف نہ ہو تو مسجد سے باہر رکھ دینا بہتر ہے اور اگر ناپاکی لگی ہو تو بغیر اس کے دور کیے ہوئے جو تا مسجد میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۴۴ جلد اول]

چٹائی وغیرہ پر نماز پڑھے یا خالی زمین پر؟

آنحضرت ﷺ سے دونوں طرح نماز پڑھنا ثابت ہے۔ حدیث لیلۃ القدر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے زمین پر نماز پڑھی تھی یہاں تک کہ آپ کی پیشانی مبارک پر گارے (مٹی) کا نشان ہو گیا۔ اور شرح منیہ میں ہے کہ آپ ﷺ کے لیے نماز کے وقت ایک کھجور کا بوریا بچھایا جاتا تھا۔ [کبیری ص ۳۸۲ ج ۱]

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں طریقے سنت ہیں جس کو چاہے اختیار کر لے البتہ اگر سردی یا گرمی کی وجہ سے کھلی زمین پر نماز پڑھنے سے تکلیف اور تشویش خاطر ہوتی ہو تو پھر بوریا چٹائی وغیرہ بچھالینا افضل ہے۔ اسی طرح اگر زمین پر گرد و غبار کی وجہ سے کپڑے میلے ہو جانے کا خطرہ تعلق خاطر کی حد تک پہنچتا ہو تو بھی بوریا پر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں اپنے مال کا تحفظ ہے جس کی شرعاً اجازت ہے۔ اور اگر پیشانی یا ہاتھوں پر مٹی لگنے سے طبیعت میں تکدر نہ ہوتا ہو تو پھر اس کی طرف التفات نہ کرنا اور زمین پر ہی نماز پڑھنا افضل ہے۔ کیونکہ اس کا منشاء اس قسم کا ترفع ہے جو مقصود نماز سے دور ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم قدیم ص ۵۸ جلد اول مع امداد المفتین]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بوریے (چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اور اس پر سجدہ کر رہے ہیں۔ تشریح: اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیز مصلیٰ یعنی نماز پڑھنے والے اور زمین کے درمیان حائل ہو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے خواہ وہ نباتات کی قسم سے ہو جیسے کپڑا اور صوف وغیرہ۔ حدیث میں اگرچہ حصیر یعنی بوریے ہی کا ذکر ہے لیکن علماء دوسرے ایسے دلائل رکھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چٹائی کے علاوہ کپڑے وغیرہ کی بھی جائے نماز بنانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ [مظاہر حق ص ۶۳۲ جلد ۱]

مسئلہ: پاؤں چلنے والا بغیر پاؤں دھوئے جبکہ با وضو ہو پیروں کو بھٹاڑ کر اور صاف کر کے نماز پڑھے تو نماز ہو جائے گی۔ (بشرطیکہ پیر پاک ہوں نجاست لگی نہ ہو) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۹ جلد ۱]

غیر مسلم کی بنائی ہوئی صف پر نماز پڑھنا؟

سوال: کیا صفوں کو دھو کر نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ صفیں ہندو بناتے ہیں اور وہ پانی ناپاک لگاتے ہیں کیونکہ جس برتن میں یہ لوگ تکلہ (صف بنانے کا آلہ) بھگوتے ہیں اس برتن میں سے اکثر کتے پانی پی لیتے ہیں غرض یہ کہ یہ لوگ احتیاط نہیں کرتے؟

جواب: ہندو (غیر مسلم کی بنائی صفوں کا دھونا اگر ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہو جائے تب تو دھونا ضروری ہے اور اگر شبہ ہو تو احتیاطاً دھولینا بہتر ہے۔ کسی جگہ کا عام دستور ہونے سے یقین نجاست کا نہیں ہوتا بلکہ یقین کی صورت یہ ہے کہ کسی خاص چٹائی میں ناپاک پانی لگنا معلوم ہو جائے۔

[امداد الاحکام ص ۳۹۹ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۴ ج ۲]

مَسْئَلَةٌ: جیل خانہ سے خرید کردہ جائے نماز جس کو قیدی بننے میں نماز جائز ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۸ جلد ۲ و رد المحتار ص ۳۷۳ جلد اول]

ایئر کنڈیشنڈ مسجد اور امام کی اقتداء

سوال: اگر مسجد میں ایئر کنڈیشنر نصب کر دیا جائے تو کیا حکم ہے؟ مسجد کی صورت حال کچھ اس طرح ہے جب مسجد بھر جاتی ہے تو لوگ برآمدے میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اور ایئر کنڈیشنر کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے دروازے بند رکھے جائیں۔ جس سے اندر کے نمازی دکھائی دیں تو کیسا رہے گا؟

جواب: اگر دروازے بند ہوں لیکن باہر والوں کو امام کے انقالات کا علم ہوتا رہے تو اقتداء درست ہے اس طرح اگر دروازے شیشے کے لگا دیئے جائیں تو بھی اقتداء درست ہے جب کہ امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہنچ سکے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۳۸ جلد ۳]

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

مَسْئَلَةٌ: مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ اس امام کے پیچھے فلاں نماز (پڑھتا ہوں)۔

فَسَلِّمْ: امام اور مقتدی دونوں کے مکان (جگہ) کا متحد ہونا خواہ حقیقتاً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو اور کچھ مقتدی (بھی امام کے ساتھ) پل کے اس پار مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقتاً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہیں (امام تک) اس لیے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

فَسَلِّمْ: امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ (اگر صفیں تک ملی ہوئی نہ ہوں یعنی درمیان میں غلا و صفوں کے برابر آ جائے گا تو اقتداء صحیح نہیں ہوگی اس لیے مجمع میں اس کا خیال ضرور رکھا جائے ایسا نہ کریں جہاں جگہ اور سہولت دیکھی نیت باندھ لی اور جب اقتداء صحیح نہ ہوگی تو نماز بھی صحیح نہ ہوگی۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

فَسَلِّمْ: مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل گذشتہ ظہر کی نماز قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ [امامی النلاح دہلوی]

فَسَلِّمْ: اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل (مقتدی فرض پہلے پڑھ چکا ہو اور نفل کی نیت سے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے) تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں۔ (فجر اور عصر میں شریک نہ ہو)

فَسَلِّمْ: امام کی نماز کا صحیح ہونا اور اگر امام کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہوگی تو مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد نماز ختم ہونے کے۔

فَسَلِّمْ: امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگی اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام صاحب پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے (جبکہ مقتدی نماز پڑھ کر جا چکے ہوں) تاکہ وہ لوگ اپنی اپنی نمازوں کو ٹوٹا لیس خواہ کسی کے ذریعہ سے اطلاع کی جائے یا خط وغیرہ کے

ذریعہ سے (جبکہ مقتدی کہیں چلے گئے ہوں)۔ [در مختار]

فَسَلِّمْ: اگر امام اور مقتدی کا مذہب (مسک) ایک نہ ہو مثلاً شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتداء درست ہوگی۔ ہاں اگر امام کی نماز اس کے مسک کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست نہ ہوگی، اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہ آئی ہو۔

اور یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز ان کے پیچھے بلا کراہت درست ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

[علم الفقہ ص ۸۵ جلد ۲ کتاب الفقہ ص ۶۶۱ تا ۶۸۲ جلد اول]

(اس لیے کہ جب امام کی نماز صحیح نہ ہوگی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف تھی بدرجہ اولیٰ نہ ہوگی۔ تفصیل کے لیے دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب مسائل امامت۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ])

فَسَلِّمْ: مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے، اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے، اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہو جائے گی۔ (ایڑی امام کی ایڑی سے آگے نہ ہو)۔

[در مختار]

فَسَلِّمْ: اور اگر بیٹھ کر نماز ہو رہی ہو تو مقتدی کی سرین امام کی سرین سے آگے نہ ہو، اگر مقتدی اس سے آگے بڑھ گیا تو اس کی نماز نہ ہوگی ہاں اگر برابر ہوں تو بلا کراہت نماز درست ہو جائے گی۔ [کتاب الفقہ ص ۶۶۱ جلد اول]

فَسَلِّمْ: مقتدی امام کے انقالات کا مثلاً رکوع، توئے، سجدے اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبر کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر، اگر مقتدی کو امام کے انقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حاکم ہونے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ [در مختار]

فَسَلِّمْ: اقتداء کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ امام کی حالت کا علم ہو کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز

سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے فوراً بعد [در مختار]

مُسْتَعْلَم: مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے آخر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔

تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اسے مل جائے۔ [رد المحتار]

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔

مُسْتَعْلَم: مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا مثال ❶ قیام کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے۔ ❷ تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے کی اقتداء درست ہے کیونکہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت (پاکی) میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم یا زیادہ نہیں ❸ مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لیے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ ❹ معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ ❺ امی (ان پڑھ) کی اقتداء امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری (پڑھا) نہ ہو۔ ❻ عورت یا نابالغ کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ ❼ عورت کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ ❽ نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ ❾ نفل پڑھنے والے کی اقتداء واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے ❿ نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے حاصل یہ ہے کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتداء درست ہو جائے گی۔ [علم الفقہ ص ۸۷ جلد ۲]

امام کے ساتھ کیسے کھڑے ہوں؟

مَسْئَلَةٌ: امام کے کسی ایک جانب مقتدیوں کا زیادہ ہونا اور دوسری جانب کم ہونا مکروہ ہے (تذریعی) [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۵ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام کے ساتھ صرف ایک مرد ہو یا باشعور لڑکا ہو تو مستحب یہ ہے کہ امام کے دائیں جانب کسی قدر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو برابر کھڑا ہونا مکروہ ہے اسی طرح بائیں جانب یا پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اگر امام کے ساتھ دو مرد ہوں تو دونوں کا امام کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے اسی طرح ایک مرد اور ایک لڑکے کی صورت میں بھی کرنا چاہیے۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت اس شخص کے پیچھے کھڑی ہو یہی مسئلہ لڑکے کا ہے۔ اگر مردوں، بچوں، مخنثوں اور عورتوں کا مجمع ہو تو آگے مرد کھڑے ہوں، ان کے پیچھے بچے پھر مخنث اور ان کے بعد عورتیں۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: ایک مقتدی کو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا رکھ کر تو نماز تو ہو جائے گی۔ مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے اس انت کا مرتکب ہوگا۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۲۵ جلد ۲، یعنی شرح کنز ص ۳۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: امام صرف ایک شخص کے ساتھ حسب قواعد شرعیہ نماز پڑھا رہا ہے دوسرے مقتدی کی آمد اور کہنے سے حالت نماز میں امام آگے بڑھ جائے تو نماز ہوگئی لیکن اس مقتدی کو اشارہ سے امام کو آگے بڑھنے کو کہنا چاہیے تھا لیکن بہر حال نماز ہوگئی اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۵۳۳ جلد اول باب الامت و فتاویٰ رحمیہ ص ۳۳۷ جلد اول یعنی ص ۳۹ جلد اول و در مختار ص ۵۰۷ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: امام کو چاہیے کہ وہ صف کے آگے درمیان میں کھڑا ہو، اگر دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہو تو برا کیا، کیونکہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے۔ اور جو لوگ جماعت میں افضل ہوں انھیں صف اول میں اور خاص کرا امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے تاکہ امام کو حادث وغیرہ (وضو ٹوٹ جانے) لاحق ہونے کی صورت میں امامت کے اہل ہو سکیں۔

مَسْئَلَةٌ: پہلی صف کو دوسری صف پر اور دوسری کو تیسری پر اسی طرح ہر اگلی کو پچھلی صف پر فضیلت حاصل ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر صرف ایک ہی لڑکا ہے تو وہ مردوں کی صف میں داخل ہو جائے ہاں اگر متعدد لڑکے ہوں تو وہ مردوں کے پیچھے اپنی الگ صف بنالیں اور مردوں کی صف کو ان سے پر نہ کیا جائے۔ (بھرانہ جائے) [کتاب الفقہ ص ۶۹۲ جلد اول]

جمعہ وعیدین کے اڑدھام میں بچے بھی مردوں کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں مردوں کی جماعت اور نماز پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ [محدث فتاویٰ غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: ایک مقتدی بھی اگر امام کے ساتھ ہو تو جماعت ہو جائے گی اور ثواب جماعت کامل جائے گا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷ جلد ۳ بحوالہ درمختار ص ۵۱۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲ جلد ۳ بحوالہ الاشباہ ص ۴۸۰]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص نماز میں ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں ہے اور سب سے پچھلی صف میں کوئی جگہ خالی ہے تو صف میں شامل ہو کر نیت باندھے صف کے باہر تکبیر تحریمہ نہ کہے خواہ اس میں رکعت جاتی رہے۔ صف سے باہر ہی نیت باندھ لینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر پچھلی صف میں جگہ نہ ہو بلکہ کسی اور صف میں جگہ خالی ہو تب صف میں شامل ہوئے بغیر تکبیر تحریمہ نہ کہے۔ ہاں اگر صفوں میں جگہ خالی نہ ہو تو صف کے پیچھے ہی تکبیر تحریمہ کہہ لے یعنی جہاں جگہ خالی ہو نیت باندھ لے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹۲ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: لوگوں کو چاہئے کہ جب نماز کے لئے صفوں میں کھڑے ہوں تو جم کر کھڑے ہوں اور خلا کو پر کریں اور ان کے مونڈھے صفوں میں برابر ہیں یعنی ایک دوسرے سے ملے رہیں۔

[کتاب الفقہ ص ۶۹۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر امام کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ [درمختار شامی ص ۹۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام

کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہئے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے۔

سُئِلَ: اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی ہو تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

سُئِلَ: اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ منحنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے۔ پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر نابالغ منحنثوں کی پھر نابالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

سُئِلَ: امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کر لے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیے مگر منحنثوں کی صف میں البتہ ایک دوسرے سے مل کر نہ کھڑا ہونا چاہیے بلکہ درمیان میں کوئی حائل یا خالی جگہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اس لئے کہ ہر منحنث میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے لہذا مل کر کھڑے ہونے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

سُئِلَ: تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے۔ پہلی صف میں جگہ کے ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ سُئِلَ: اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے آگے نہ کھڑا ہونا چاہئے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک سے زائد صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں کی جماعت مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

سُئِلَ: اگر جماعت صرف منحنثوں کی ہو تو ان کا امام مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو مقتدیوں کے بیچ میں یا ان کے برابر نہ کھڑا ہو اگرچہ ایک ہی مقتدی ہو اگر امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی وجہ اس کی اوپر گزر چکی۔

ہیں: مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ [درمختار]

ہیں: اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس پر بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے پس اگر سورۃ فاتحہ یا دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ پھر سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لیے کہ امام کو فجر، مغرب، عشاء کے وقت بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے ہاں سورۃ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ [درمختار وغیرہ] علم الفقہ ص ۹۳ تا ص ۹۵ جلد ۲۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۳]

اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟

ہیں: قد قامت الصلوٰۃ کے وقت ابام اور مقتدیوں کا نماز شروع کر دینا مستحب اور آداب میں سے ہے لیکن اقامت کہنے والا (مؤذن) امام کے ساتھ نماز شروع نہ کر سکے گا اس لیے اس کی رعایت کرتے ہوئے اقامت ختم ہونے کے بعد ہی شروع کرنے کو زیادہ صحیح کہا گیا ہے اسی طرح صفوں کو درست کرنے کی تاکید اور سیدھی نہ رکھنے پر جو وعیدیں ہیں ان کے پیش نظر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو جانا افضل بلکہ ضروری ہوگا۔ حی علی الفلاح کے بعد کھڑے ہونے میں صفیں درست اور سیدھی نہیں ہو سکتیں، ٹیڑھی رہیں گی نمازی آگے پیچھے ہوں گے۔ درمیان میں جگہ خالی رہ جائے گی اور وعید شدید کے مستحق ہوں گے۔ احادیث میں بہت تاکید کے ساتھ صفوں کی درستگی کا حکم کیا گیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ”صفیں سیدھی رکھو اپنے مونڈھوں کو برابر کرو اور آپس میں مل کر کھڑے ہوا کرو درمیان میں خلا نہ چھوڑو۔“ [مشکوٰۃ ص ۹۹ جلد اول]

خلاصہ یہ کہ حی علی الفلاح کے وقت کھڑا ہونا محض آداب میں سے ہے ترک کرنے میں کوئی کراہت نہیں جب کہ صفوں کو درست رکھنے کی بہت تاکید ہے اور درست نہ رکھنے پر سخت وعیدیں ہیں لہذا کراہت اور ان وعیدوں سے بچنے کے لیے ابتداء اقامت ہی سے کھڑے ہو

جانا افضل ہوگا۔ اور ابتدا اقامت سے صحابہ رضی اللہ عنہم جمعین کا کھڑا ہونا بھی ثابت ہے پھر کیوں کر اس کو مکروہ کہا جاسکتا ہے [مصنف عبدالرزاق۔ ۵۰۷ جلد اول فتح الباری ص ۹۹ جلد ۲]

بحر الرائق ص ۴۰۴ جلد اول میں جی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہونے کی یہ علت بیان کی ہے الفلاح پر کھڑا ہونا اس لیے افضل ہے کہ لفظ جی علی الفلاح (آؤ کامیابی کی طرف) میں کھڑے ہونے کا امر (حکم) ہے اس لیے کھڑے ہونے کی طرف جلدی کرنا چاہیے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس امر کے بعد بیٹھے رہنا خلاف ادب ہے نہ یہ کہ اس سے پہلے کھڑا ہونا خلاف ادب ہے کیونکہ پہلے کھڑے ہونے میں تو اور بھی زیادہ مسرعت پائی جاتی ہے۔ یعنی مقصود یہ ہے کہ کھڑے ہونے میں جی علی الفلاح کہنے تک تاخیر کر سکتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے پہلے کھڑے نہیں ہو سکتے۔ اسی بنا پر علامہ طحطاوی رحمہ اللہ اس کے بعد فرماتے ہیں یہاں تک کہ اگر شروع اقامت ہی سے کھڑا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[طحطاوی علی الدر المختار ص ۳۳۱ جلد ۱ فتاویٰ رحمہ ص ۳۳۲ جلد ۲ ص ۱۸۵ امداد الفتاویٰ ص ۱۸۵ جلد اول] **مسئلہ ۱۸:** یہ ضروری نہیں کہ امام جب مصلے پر کھڑا ہو تب ہی تکبیر شروع کی جائے بلکہ امام جب مسجد میں موجود ہے تکبیر کہنا درست ہے امام تکبیر سن کر خود مصلے پر آ جائے گا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۲ جلد ۲]

مسئلہ ۱۹: مقتدیوں میں سے کوئی شخص (جب کہ بھیڑ ہو مؤذن کی تخصیص نہیں ہے) امام کے ساتھ اپنی آواز بھی (تکبیر کہنے میں بلند کرے تاکہ دوسرے مقتدیوں تک امام کی تکبیر کی آواز پہنچائی جاسکے) ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ مکبر (تکبیر کہنے والا) جب تکبیر تحریمہ کے لیے آواز بلند کرے تو ساتھ ہی نیت باندھنے کا ارادہ ہو یعنی تکبیر کہنے والا جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے نماز کی نیت کے ساتھ اپنی آواز دوسروں تک پہنچانے کی نیت بھی کرے۔ اور اگر نماز کی نیت نہ کی صرف تکبیر کی آواز پہنچانے کی نیت کی تو یہ نماز باطل ہو جائے گی اور ان کی بھی جو اس کے تحت نماز ادا کر رہے ہیں بشرطیکہ نمازیوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ مکبر نے نماز کی نیت نہیں کی تھی۔

[کتاب الفقہ ص ۳۰۲ جلد ۱]

اقتداء کے صحیح نہ ہونے کے مسائل

ذیل میں وہ صورتیں ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتداء درست نہیں۔

❖ **مسئلہ ۱:** بالغ کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

❖ **مسئلہ ۲:** مرد کی اقتداء خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں۔

❖ **۳:** محنت کی اقتداء محنت کے پیچھے درست نہیں۔ (ہو سکتا ہے جو امام ہے وہ عورت ہو اور جو مقتدی ہے وہ مرد ہو کیونکہ محنت میں دونوں احتمال ہیں۔)

❖ **۴:** جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتداء اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے جو امام ہے اس کا زمانہ حیض کا ہو اور مقتدی عورت کا طہارت کا (یعنی پاکی کا زمانہ)۔

❖ **۵:** محنت کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ محنت ہو۔

❖ **۶:** ہوش والے کی اقتداء مجنون، مست، بے ہوش، بے عقل کے پیچھے۔

❖ **۷:** طاہر (پاکی والے) کی اقتداء طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو۔ (یعنی پیشاب کے قطرے والے مریض کے پیچھے۔)

❖ **۸:** ایک عذر والے کی اقتداء دو عذروں والے کے پیچھے درست نہیں

❖ **۹:** قاری (پڑھ لکھے) کی اقتداء امی ان پڑھ کے پیچھے۔

❖ **۱۰:** امی کی اقتداء امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں۔

❖ **۱۱:** امی کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں کیونکہ امی اگرچہ بالفعل قرات نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اور گونگے میں تو یہ بات نہیں ہے۔

❖ **۱۲:** جس شخص کا جسم عورت (مخصوص حصہ بدن کا) چھپا ہوا ہو یعنی کپڑے پہنے ہوئے ہو اس کی اقتداء برہنہ (نگے) کے پیچھے درست نہیں ہے۔

❖ **۱۳:** رکوع و سجود کرنے والے کی اقتداء ان دونوں سے عاجز کے پیچھے اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں۔

❖ **۱۴:** فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے۔

◆ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لیے کہ یہ نماز نذر کی واجب ہے۔

◆ نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں کیونکہ نذر کی نماز واجب ہے اور کسی نے قسم کھائی کہ میں نماز پڑھوں گا تو اس میں اختیار ہے چاہے پڑھے یا کفارہ دے کر اپنی قسم پوری کر لے۔

◆ جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً اس کوٹ یا رکوع پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف حروف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرات میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

◆ امام کا واجب الانفرادہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے۔ جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو تنہا پڑھنا ضروری ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی (جس کی رکعتیں رہ گئی ہوں) اقتداء کرے تو درست نہیں ہے۔

◆ امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا (امامت کے وقت) اس لیے کہ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے جو کسی کا مقتدی ہو۔ (کیونکہ جب کسی کی اقتداء صحیح نہ ہوگی تو اس کی نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتداء ادا کیا ہے۔) [علم الفقہ از ص ۸۷ تا ص ۸۹ جلد ۲]

مُسْئَلَةً: مردوں کی اقتداء عورت اور نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

مُسْئَلَةً: نابالغ بچے کے پیچھے فرض، تراویح، وتر، نفل، کوئی بھی نماز درست نہیں ہے۔

[ہدایہ ص ۷۸ جلد ۱ شرح وقایہ ص ۸۷ کبیری ص ۵۱۶ کتاب الفقہ ص ۶۵۲]

مُسْئَلَةً: اگر کوئی مقتدی لفظ ”اللہ“ امام کے ساتھ کہے اور لفظ ”اکبر“ کو امام کے کہنے سے پہلے کہہ دے یا مقتدی نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا چنانچہ اس نے لفظ ”اللہ“ تو حالت قیام میں کہا اور لفظ ”اکبر“ رکوع میں جا کر کہا تو ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہیں ہوگی جس طرح اس شخص کی اقتداء درست نہیں ہوتی جو امام کے لفظ اللہ کہنے سے پہلے اللہ کہہ لے۔

[در مختار ص ۲۷ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

(پہلی صورت میں درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب تک امام پورا جملہ اللہ اکبر کہہ نہ لے گا نماز شروع کرنے والا شمار نہیں ہوگا اور پہلی صورت میں مقتدی نے امام کے لفظ اکبر کہنے سے پہلے کہہ لیا ہے اور دوسری صورت میں درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مقتدی نے تحریمہ اللہ اکبر حالت قیام میں نہیں کہا جو شرط ہے بلکہ صرف اللہ کہا اور اکبر رکوع میں جا کر کہا چونکہ وہ اقتداء کی نیت سے داخل ہوا تھا لہذا وہ ان دونوں صورتوں میں تنہا بھی شروع کرنے والا شمار نہ ہوگا۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مُسْتَعْلَمًا: بلانیت ہی نماز شروع کر دی پھر یاد آیا کہ نیت نہیں کی تھی یا غلط نیت کی مثلاً عصر کی جگہ ظہر کی نیت کر لی تو اب نیت کا وقت جاتا رہا نماز شروع کرنے کے بعد نیت کا اعتبار نہیں از سر نو تکبیر تحریمہ کہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۰۳ جلد ۲ شامی ص ۵۸۷ ج ۱]

امام سے پہلے رکن ادا کرنا؟

مُسْتَعْلَمًا: اگر مقتدی کسی رکن کو اپنے امام کے ادا کرنے سے پہلے کر لے اور امام اس کو اس میں کرتے ہوئے نہ پائے مثلاً مقتدی امام کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور امام کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے مقتدی نے سر اٹھالیا اور پھر اس رکوع کو اس نے نہ امام کے ساتھ ادا کیا اور نہ اس کے بعد اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ [در مختار ص ۵۷۶ جلد اول]

مُسْتَعْلَمًا: امام ابھی پہلے سجدہ میں تھا کہ مقتدی نے دو سجدے کر لیے تو اس کا دوسرا سجدہ معتبر نہ ہوگا اس پر دوسرے سجدہ کا اعادہ واجب ہے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ [در مختار ص ۶۶۲ جلد اول]

معذور شخص کا گھر پر بیٹھ کر امام کی اقتداء کرنا؟

سوال: میں ایک معذور ہوں جمعہ کی نماز کے لیے مسجد نہیں جاسکتا۔ مسجد میرے گھر سے بہت قریب ہے لاؤڈ اسپیکر ہے پوری نماز سنائی دیتی ہے کیا میں بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر سے نماز جمعہ ادا کر سکتا ہوں؟

جواب: اقتداء کے لیے صرف امام کی آواز پہنچنا کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ صفیں وہاں

تک پہنچتی ہوں۔ اگر درمیان میں کوئی نہر یا سڑک پڑتی ہو تو اقتداء صحیح نہیں اس لیے آپ کا گھر میں بیٹھے جمعہ کی نماز میں شریک ہونا صحیح نہیں ہے۔ اگر آپ عذر کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاسکتے تو گھر پر ظہر کی نماز پڑھا کیجئے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۶۳ جلد ۳]

اگر گھر تک یا جہاں بھی نماز ادا کر رہا ہے صفیں ملتی چلی جائیں درمیان میں کوئی خلا نہ رہے تو اس صورت میں اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ [محررعت قاسمی غفرلہ]

کیا ٹیلی ویژن سے اقتداء جائز ہے؟

سوال: بعض اوقات ٹی وی پر براہ راست حرم پاک خانہ کعبہ سے باجماعت نماز دکھائی جاتی ہے اگر بندہ ٹی وی کو دوسرے کمرہ میں رکھ کر اس کی آواز تیز رکھے اور ٹیلی ویژن کے امام کے ساتھ نماز پڑھے تو یہ نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟

جواب: جو طریقہ آپ نے لکھا ہے اس سے امام کی اقتداء صحیح نہیں ہوگی اور نہ آپ کی نماز ہوگی۔ [آپ کے مسائل ص ۲۶۳ جلد ۳]

سُئِلَ: جماعت مسجد کے اندر ہو رہی ہے اور دروں پر پردے چھوٹے ہوئے ہیں اس کے باہر جو آدمی نماز کو کھڑے ہو گئے ہیں ان کی نماز بھی صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۸ جلد اول بحوالہ رد المحتار ص ۵۴۸ جلد ۱]

یعنی پردے کے پیچھے اقتداء درست ہے جبکہ اندر جگہ نہ ہو۔ [محررعت قاسمی]

سُئِلَ: امام مصلیٰ پر اور مقتدی فرش پر بغیر صف کے ویسے ہی ہوں تو یہ جائز ہے

سُئِلَ: امام چوکی پر اور مقتدی فرش پر ہوں تو اگر وہ چوکی ایک ذراع کے قدر اونچی ہے تو مکروہ ہے ورنہ جائز ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۳ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۶۰۴ ج ۱]

سُئِلَ: دھوپ سے بچ کر سایہ میں جو نماز میں شریک ہوتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۱ جلد ۳]

(مگر ایسا کرنا مناسب نہیں، صفیں بالکل ملی ہوئی ہوں درمیان میں خلا نہ ہو لیکن دھوپ

سے بچنے کے لیے بھی انتظام ہونا چاہیے تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ [محررعت قاسمی غفرلہ]

سُئِلَ: دل میں عصر کی نیت تھی مگر زبان سے ظہر کا لفظ نکل گیا تو کوئی مضائقہ نہیں ہے نماز

نماز میں امام کی پیروی کہاں ضروری ہے؟

مُسْتَعْلَم: مقتدی کا نماز کے اعمال میں اپنے امام کی پیروی کرنا امامت کی شرائط میں سے ہے حنفیہ کے نزدیک مقتدی کا اپنے امام کی متابعت (پیروی) کرنے کی تین قسمیں ہیں۔

ایک یہ کہ مقتدی کا عمل امام کے عمل سے متصل (قریب ہو یعنی جس وقت امام نیت باندھے تو ساتھ ہی مقتدی بھی نیت باندھ لے اور امام کے رکوع کے ساتھ رکوع کرے اور سلام کے ساتھ سلام پھیرے۔ امام کی پیروی میں یہ امر بھی داخل ہے کہ مقتدی امام سے پہلے رکوع میں گیا اور ہنوز (ابھی مقتدی) رکوع میں تھا کہ امام نے بھی رکوع کر لیا یہ حالت رکوع میں مقتدی کا امام کے ساتھ ہونا منظور ہوگی۔ دوسری یہ کہ مقتدی امام کے عمل کے بعد وہی عمل کرے بایں طور کہ کوئی فعل امام کے شروع کرنے کے بعد مقتدی کرے اور (ابھی وہ عمل پورا نہ ہوا) باقی حصہ میں امام کے ساتھ شامل رہے۔

تیسرے یہ کہ امام کی پیروی تاخیر کے ساتھ کرے اس طور پر کہ امام جب کوئی عمل انجام دے چکے تو قبل اس کے کہ امام کوئی آئندہ رکن شروع کرے مقتدی اس عمل کو انجام دے۔ ان تمام صورتوں میں یہ تسلیم کیا جائے گا کہ مقتدی نے امام کی پیروی کی۔

غرض امام نے رکوع کیا اور ساتھ کے ساتھ مقتدی نے بھی رکوع کیا یا اس کے بعد رکوع کیا کہ امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو گیا یا یہ کہ امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد لیکن سجدہ کے لیے جھکنے سے پہلے پہلے رکوع کر لیا تو مقتدی نے رکوع میں امام کی متابعت (پیروی) کر لی۔ ان تینوں میں سے کسی طرح بھی پیروی کی جائے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۶۸ ج ۱]

فرض اعمال میں پیروی کرنا؟

جو اعمال نماز میں فرض ہیں ان میں امام کی پیروی فرض ہے اور جو اعمال واجب ہیں ان میں واجب ہے اور جو اعمال سنت ہیں ان میں سنت ہے۔ پس اگر مثلاً رکوع میں یہ پیروی چھوڑ دی اس طور پر کہ رکوع کیا اور امام کے اٹھنے سے پہلے سر اٹھالیا اور اس رکوع میں یا اس کے بعد کی

نئی رکعت کے رکوع میں امام کے ساتھ شامل نہ رہا تو نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ عمل فرض میں متابعت (پیروی جو فرض تھی) نہیں کی گئی۔ اسی طرح امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کر لیا تو وہ رکعت جس میں یہ کیا گیا رائیگاں (بے کار) جائے گی۔

دوسری رکعت کے افعال پہلی رکعت میں تیسری رکعت کے افعال دوسری میں اور چوتھی کے تیسری میں منتقل ہو جائیں گے اور اس کے ذمہ ایک رکعت رہ جائے گی جس کا ادا کرنا امام کے سلام پھیرنے کے بعد واجب ہوگا اگر ایسا نہ کیا (ایک رکعت بعد میں نہ پڑھی) تو نماز باطل ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر قنوت (وتر کی دعا) میں امام کی متابعت نہ کی تو گناہ ہوگا کیونکہ واجب کو ترک کیا۔ اگر رکوع کی تسبیح میں متابعت نہ کی تو سنت کو ترک کیا۔ [کتاب الفقہ ص ۶۶۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: قعدہ اولیٰ میں اگر امام مقتدی کے تشہد (التحیات) پورا پڑھنے سے پہلے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو تشہد پورا کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور قنوت وتر میں اگر امام مقتدی کی قنوت ختم سے پہلے رکوع میں چلا جائے تو اس کی متابعت کرنی ہوگی ہر دو صورت میں وجہ فرق یہ ہے کہ دعائے قنوت جس قدر بھی ہوگی واجب ادا ہو گیا اور تشہد تمام واجب ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۰ جلد ۳ شامی ص ۸۶ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: آخری قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جائے تو اس کو پورا کر کے سلام پھیرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۸ جلد ۳]

نماز میں جہاں امام کی پیروی نہ کی جائے

مَسْئَلَةٌ: چار باتیں ایسی ہیں جن میں امام کی متابعت لازم نہیں ہے۔

- ① اولاً یہ کہ امام عملاً کوئی سجدہ زیادہ کرے تو اس میں امام کی پیروی نہ کی جائے۔
- ② دوسرے عیدین کی تکبیروں میں اگر امام کچھ زیادہ کرے جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی نہیں ہے تو اس کی پیروی نہ کی جائے۔
- ③ تیسرے اگر جنازہ کی تکبیروں میں امام اضافہ کرے مثلاً پانچ تکبیریں کہے تو اس کی

پیروی نہ کی جائے۔

چوتھے جب امام فرض کو مکمل کرنے اور قعدہ اخیرہ کے بعد بھولے سے ایک اور رکعت کے لیے کھڑا ہو تب بھی پیروی نہ کی جائے۔ اگر امام ایسا کرے اور وہ فاضل رکعت ادا کر کے سجدہ کرے تو مقتدی کو چاہیے کہ وہ بطور خود ہی سلام پھیر کر نماز سے علیحدہ ہو جائیں۔ ہاں اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ نہیں کیا۔ بلکہ رجوع کر کے واپس آ کر قعدہ اخیرہ کے لیے بیٹھ گیا اور پھر سلام پھیرا تو مقتدی کو اس کے سلام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے۔ لیکن اگر امام قعدہ اخیرہ کئے بغیر فاضل رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا اور اس رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو سب کی نماز باطل ہو جائے گی۔

مندرجہ ذیل نو باتیں ایسی ہیں کہ اگر امام ان کو ترک کر دے (یعنی چھوڑ دے تو مقتدی کو چاہیے کہ اس کے ترک کرنے میں امام کی پیروی نہ کرے وہ باتیں یہ ہیں۔

تکبیر تحریمہ میں دونوں ہاتھ اٹھانا۔ ثناء (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ) پڑھنا، رکوع کے لیے تکبیر کہنا، سجدہ کے لیے تکبیر کہنا۔ رکوع اور سجود میں تسبیح پڑھنا۔ (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا)۔ التحیات پڑھنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا۔ تکبیر تشریق (عید الاضحیٰ کے موقع پر) پڑھنا۔ یہ نو امور ہیں کہ ان میں سے اگر کسی کو امام ترک کر دے تو مقتدی کو بھی اس کی پیروی میں ترک نہ کرنا چاہیے بلکہ بطور خود ہی اس کو کرے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۷۱ جلد اول]

اسی طرح کچھ باتیں کرنے کی ایسی ہیں کہ اگر امام انھیں ترک کر دے تو مقتدی کو بھی ترک کر دینا چاہیے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں۔

عید کی تکبیریں قعدہ اولیٰ سجدہ تلاوت، سجدہ سہوا اور دعائے قنوت اس صورت میں جب کہ رکوع کے قنوت ہونے کا اندیشہ ہو لیکن اگر اندیشہ نہ ہو تو قنوت پڑھ لینا چاہیے۔ پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لہذا اس میں امام کی پیروی جائز نہیں ہے۔

مُسْتَعْلَمًا: اگر مقتدی تشہد (التحیات) پڑھ چکے تو سلام میں امام کی پیروی کرے۔

مُسْتَعْلَمًا: سلام پھیرنے میں امام کی متابعت کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔

مُسْتَعْلَمًا: اگر کسی نے امام کے سلام پھیرنے کے بعد سلام پھیرا تو افضل طریقہ کو نظر انداز کر دیا،

لیکن اگر تکبیر تحریمہ امام سے پہلے کہی گئی تو نماز درست نہیں ہوگی اور اگر امام کے ساتھ ساتھ کہی تو جب بھی درست نہیں ہوگی اور اگر اس کے بعد تاخیر سے کہی تو تکبیر تحریمہ کا افضل وقت فوت کر دیا۔ [کتاب الفقہ ص ۶۷۱ جلد اول]

مفسر لکھا: بعض لوگوں کی عادت ہے کہ خوب گردن جھکا کر تمام بدن گھما کر سلام پھیرتے ہیں اس طرح گردن جھکا کر سلام پھیرنا من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ [انطاط والعلوم ص ۶۳]

نمازی کے آگے سے گزرنے کا بیان

نمازی کے آگے سے گزرنہ حرام ہے اگرچہ نمازی نے بغیر کسی عذر کے سترہ (رکاوٹ) نہ رکھا ہو اسی طرح نماز پڑھنے والے کے لیے بھی یہ حرام ہے کہ اپنی نماز سے لوگوں کے آنے جانے میں رکاوٹ ڈالے یا اس طور کہ بغیر سترہ رکھے ایسی جگہ پر نماز پڑھنے لگے جہاں اس کے سامنے سے لوگوں کی بکثرت آمد و رفت ہو۔ ایسی صورت میں اگر نمازی کے آگے سے کوئی شخص گزر جائے تو سردست اس بات کا گناہ ہوگا کہ اس جگہ نماز پڑھی جہاں لوگوں کو سامنے سے گزرنایا۔ سترہ نہ رکھنے کا گناہ نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص سامنے سے نہیں گزرا تو کوئی گناہ نہ ہوگا کیونکہ سترہ رکھنا بذات خود کوئی امر واجب نہیں ہے۔ اگر نمازی رکاوٹ کا باعث ہوا، لیکن گزرنے والے کو گنجائش تھی (کہ وہ اور طرف سے چلا جاتا، پھر بھی نمازی کے آگے سے گزرا) تو دونوں گنہگار ہوں گے۔ لیکن (اس کے برعکس) اگر نمازی کی وجہ سے رکاوٹ نہ تھی، لیکن جانے والے کو کسی اور جانب سے گزرنے کی گنجائش نہ تھی (اور نمازی کے آگے سے گزرنایا) تو کسی کو گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک طرف سے کوتاہی ہوئی تو ایک ہی شخص گنہگار ہوگا۔

[کتاب الفقہ ص ۳۳۰ جلد اول و در مختار ص ۵۸۱ جلد اول و نظام الفتاویٰ ص ۷۵ جلد اول]

”سترہ“ اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی آڑ کرنے کے لیے اپنے سامنے لگا لے اپنے آگے کھڑا کر لے خواہ وہ لکڑی ہو یا کوئی ستون ہو یا دیوار وغیرہ اور اس (سترہ کھڑا کرنے) سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ سجدہ کی جگہ متمیز ہو جائے اور جس شخص کو نمازی کے سامنے گزرتا ہو وہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا گنہگار نہ ہو۔

سترہ کی ضرورت وہاں پیش آتی ہے جہاں نماز کھلی اور بے آڑ جگہ پڑھی جائے۔ اگر مسجد

میں نماز پڑھنی ہو یا ایسے مقام میں کہ جہاں لوگوں کا نمازیوں کے سامنے سے گزرنا نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ سترہ کی لمبائی ایک ہاتھ سے کم نہیں ہونی چاہیے اور اس کی موٹائی کم سے کم ایک انگلی کے برابر ہونی چاہیے۔ باجماعت نماز کی صورت میں امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے یعنی اگر امام کے آگے سترہ ہے تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنے میں کچھ گناہ نہیں خواہ ان کے آگے کوئی آڑ ہو یا نہ ہو لیکن سترہ کے ورے سے گزرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر جماعت میں شریک ہونے کے لیے کوئی آنے والا صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ دوسری صف کے آگے سے گزر کر پہلی صف میں اس خالی جگہ پہنچ کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ اس صورت میں قصور دوسری صف والوں کا مانا جائے گا انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں خالی جگہ کو پر کیوں نہیں کیا۔ یعنی کیوں نہیں بھرا۔ [مظاہر حق ص ۶۳۵ جلد اول و ہدایہ ص ۸۹ جلد اول و شرح نقایہ ص ۹۶ جلد اول کبیری ص ۳۶۸ و علم الفقہ ص ۹۳ جلد ۲ کتاب الفقہ ص ۴۲۷ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: سترہ کھڑا کرنا سنت ہے۔ [ہدایہ ص ۸۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سترہ کی بجائے اگر چادر یا چھتری، مصلیٰ (نمازی) کے آگے ہو تو وہ کافی ہے، لکڑی کی خصوصیت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۲ جلد ۲ رد المحتار ص ۵۹۵ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: نمازی کے آگے سے گزرنا گناہ ہے مگر اس سے نماز نہیں ٹوٹتی، اور اگر کوئی بے خیالی میں گزر گیا تو معذور ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص میدان میں یا بڑی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہو تو تین صفوں کی جگہ چھوڑ کر اس کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے۔ اور چھوٹی مسجد میں مطلقاً گنجائش نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: نمازی کے آگے سے عورت یا کوئی بھی جانور کتا، بلی وغیرہ گزر جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۳ ج ۴ ص ۴۱ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۹۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جان لے کہ اس کا وبال کس قدر سخت اور سنگین ہے تو برسوں کھڑا رہے گا مگر آگے سے گزرنے کی ہمت نہیں کرے گا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۹ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۷۲ جلد اول]

نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد؟

مَسْئَلَةٌ: جہاں نمازی کی نظر پہنچے جب کہ وہ اپنی نظر کو موضع سجود پر رکھے (سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھے) وہاں تک آگے کو نہ گزرے۔ پس اگر کوئی شخص باہر فرش پر نماز پڑھتا ہو تو اندر کے درجہ میں آگے کو گزر سکتا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۱ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: بڑی مسجد اور جنگل میں تو نمازی سے اتنے فاصلہ پر گزرنا جائز ہے کہ جہاں تک سجدہ کی جگہ پر نظر رکھ کر نمازی کی نظر نہ پہنچے۔ [امداد الاحکام ص ۴۶۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر دو مصلیٰ (نمازی) آگے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں آگے والا پہلے فارغ ہو گیا اب وہ داہنی جانب کو جاسکتا ہے (کھسکتا ہے) یہ جائز ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۴۸ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: بیت الحرام کا طواف کرنے والے کو جائز ہے کہ نمازی کے آگے سے چلا جائے اسی طرح کعبہ کے اندر اور مقام ابراہیم کے پیچھے نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز پڑھنے والے اور گزرنے والے کے درمیان سترہ نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۱ جلد اول] (کیونکہ یہاں پر مجبوری ہے۔) [محمد رعت قاضی غفرلہ]

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض اور واجبات، سنن، مستحبات، مفسدات اور مکروہات لکھے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم ہوگا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان کیا گیا اس میں کون سی چیز فرض ہے اور کون سی واجب اور کون سنت اور کون مستحب اور اس طریقے کے کسی امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

نماز کے فرائض چھ ہیں، ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جزء ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں۔

① قیام (کھڑا ہونا) اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اس قدر قراءت کی جاسکے جو فرض ہے۔ [درمختار وغیرہ]

کھڑے ہونے کی حد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک

نہ پہنچ سکیں۔ [مراتی الفلاح]

قیام صرف فرائض اور واجب نمازوں میں فرض ہے ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں ہے۔
 ۱۔ جو شخص قیام پر قادر نہیں اس پر قیام (کھڑا ہونا) فرض نہیں ہے۔

۲۔ قراءت یعنی قرآن شریف کا پڑھنا نماز میں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی ہو یا چھوٹی مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے (ثُمَّ نَظَرَ) اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے (مُذْهَبًا) [پارہ ۲۷ سورۃ الرحمن] یا ایک حرف ہو جیسے ص ق وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے حم وغیرہ یا کئی حروف ہوں جیسے اَلَمْ حَمْ عَسَق وغیرہ تو ان سب صورتوں میں ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض نہ ادا ہوگا۔ [مراتی الفلاح در مختار]

۳۔ فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے یہ بھی تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قراءت فرض ہے یا اگلی دو رکعتوں میں یا درمیانی جیسے مغرب کی نماز میں اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں قراءت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری میں کرے پہلی میں نہیں بہر صورت فرض ادا ہو جائے گا۔ [کنز الدقائق در مختار مراتی]

۴۔ وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قراءت فرض ہے۔

۵۔ امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کی ضرورت نہیں ہاں مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) اس کیلئے ان گئی ہوئی رکعتوں میں چونکہ امام نہیں ہوتا اس لیے اس کو قراءت کی ضرورت ہوتی ہے۔

۶۔ رکوع ہر رکعت میں ایک مرتبہ کرنا فرض ہے۔ رکوع کی حد فقہاء نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں اور صرف جھک جانا ہی فرض ہے کچھ دیر تک جھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

۷۔ اگر کسی کی پیٹھ (کمر) بڑھا پے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی حالت رکوع کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہیے۔ [مراتی الفلاح]

۸۔ سجدہ۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ ایک سجدہ قرآن کریم سے اور دوسرا احادیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

۹۔ سجدہ میں ایک گھٹنا اور ایک پیر کی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اگر کسی تکلیف کی وجہ سے پیشانی نہ رکھ سکتا ہو تو بجائے اس کے صرف ناک رکھ دینا کافی ہے (جبکہ اس کی بھی

قدرت ہو۔

⑤ قعدہ اخیرہ یعنی وہ نشست (بیٹھنا) جو نماز کی آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے، اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس میں التحیات الخ پڑھی جاسکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں۔ [درمختار مراقی الفلاح]

⑥ نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا، یعنی بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً ”السلام علیکم“ کہہ دے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت۔ [علم الفقہ ص ۶۱ جلد ۱ ہدایہ ص ۹۶ ج ۱ شرح فقہیہ ص ۶۸ کبریٰ ص ۲۷۵ کتاب الفقہ ص ۳۷۰ ج ۲]

خلاصہ فرائض نماز

فرائض (۱) قیام (۲) قراءت (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدہ اخیرہ (۶) نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔

واجب قراءت کی مقدار

مِثْلُهَا: نفل اور وتر کی (ہر رکعت میں) اور فرض نمازوں کی ابتدائی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورت کا پڑھنا واجب ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی سورت (جیسے سورہ کوثر یا اس کے برابر قرآن کریم کی آیتیں مثلاً چھوٹی چھوٹی آیات مثلاً (ثُمَّ نَظَرَ۔ ثُمَّ عَمَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ) [پارہ ۲۹ سورۃ البدر] اس میں دس الفاظ ہیں اور مشدح حروف دو حروف شمار کر کے تیس حروف ہجاء ہیں۔ پس لمبی آیات میں سے ہر رکعت میں اس مقدار میں قرآن حکیم پڑھ لیا جائے تو واجب ادا ہو جائے گا۔ لہذا اگر آیت الکرسی میں سے صرف اتنا پڑھ لیا جائے کہ ((اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ)) [پارہ ۳ سورۃ البقرہ]

[کتاب الفقہ ص ۳۸۰ جلد اول صفحہ ص ۱۵۰ فتاویٰ رحمہ ص ۳۱۰ جلد ۲ شامی ص ۳۲۷ جلد اول]

نماز کے واجبات

تکبیر تحریمہ کا خاص ”اللہ اکبر“ کے لفظ سے ہونا، اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثلاً اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

تکبیر تحریمہ کے بعد اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورہ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جاسکے۔ [در مختار شامی]

سورہ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک مرتبہ پڑھنا۔

ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونی چاہیے، اگر تین آیتیں پڑھ لی جائیں خواہ کسی سورت کا جز ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہے

پہلے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے (فاتحہ سے) دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قراءت کرنا۔ اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی میں قراءت کی جائے اور پہلی دوسری میں نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہوگا اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔ [در مختار مرآۃ الفلاح]

رکوع کے بعد اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا جس کو فقہاء قہر کہتے ہیں۔

سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا۔ [مرآۃ الفلاح]

دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرے سجدہ کیے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کا واجب ترک ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس نے سجدے سے پہلے قیام کر لیا۔ [شامی]

رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) وغیرہ یا ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) وغیرہ کہہ سکے۔ [طحاوی، مرآۃ الفلاح وغیرہ]

دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنا جس کو فقہاء جلسہ کہتے ہیں۔
تو مے اور سجدوں کے درمیان میں اس قدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جاسکے۔

۱۳۔ قعدہ اولیٰ یعنی دونوں سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا، اگر نماز دو رکعت سے زیادہ ہو۔

۱۴۔ قعدہ اولیٰ میں بقدر التیحات کے بیٹھنا۔

۱۵۔ دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التیحات پڑھنا، اگر نہ پڑھی جائے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

۱۶۔ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل (کام) کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے۔ [در مختار شامی وغیرہ]

مثال :- سورہ فاتحہ کے بعد زیادہ سکوت (خاموشی) کرنا، یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ (۲) دو رکوع کرنا، دوسرا رکوع سجدہ کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ (۳) تین بچے کرنا، تیسرا قیام یا قعود (بیٹھنے) کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ (۴) پہلی یا تیسری رکعت کے آخر میں زیادہ نہ بیٹھنا، یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ [شامی] (۵) دوسری رکعت میں التیحات کے بعد دیر تک بیٹھنا جس میں کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہو سکے۔ [علم الفقہ ص ۶۳ ج ۲ در مختار ص ۹ جلد ۱]

۱۷۔ نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعاء ہو۔

۱۸۔ عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ زائد تکبیریں کہنا۔

۱۹۔ عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔

۲۰۔ امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضاء ہوں یا اداء اور جمعہ و عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا، منفرد (تہا پڑھنے والے) کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے، اور آواز کے بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے، اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔

۲۱۔ امام کو ظہر، عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب و عشاء کی آخری رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔ [فاضل خاں]

۲۲۔ جو نفل نمازیں دن میں پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا اور جو نفلیں رات

کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔ [مراقی الفلاح]

۱۴ منفرد (تہا نماز پڑھنے والا) اگر فجر مغرب عشاء کی قضا دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہیے اور اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

۱۵ اگر کوئی شخص مغرب عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

۱۶ نماز کو ”السلام علیکم“ کہہ کر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔

۱۷ دومرتبہ ”السلام علیکم“ کہنا۔ [علم الفقہ ص ۶۳ جلد ۲ و ہدایہ ص ۷۳ جلد اول و شرح نقایہ ص ۷۰ جلد اول و بیہری

ص ۲۹۸ و کتاب الفقہ ص ۳۸۱ جلد اول و بحر ص ۳۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: واجب کے ترک (چھوڑنے) سے نماز ناقص ہوتی ہے۔

مَسْئَلَةٌ: واجب کا منکر فاسق ہوتا ہے اور فرض کا منکر کافر۔

مَسْئَلَةٌ: واجب اگر رہ جائے تو مجتہد سہو سے تلافی ہو سکتی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کر لے۔

مَسْئَلَةٌ: قصد واجب کو ترک کیا جائے تو اعادہ صلوٰۃ (نماز کا لوٹنا) واجب ہوتا ہے۔

مَسْئَلَةٌ: ترک واجب مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے انسان فاسق اور گنہگار ہوتا ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اور جو نماز مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے وہ واجب الاعادہ ہوگی (یعنی لوٹنا ضروری ہوگا)۔ [نماز مسنون ص ۳۰۳ و کتاب الفقہ ص ۷۹ جلد اول]

سنت کی تعریف اور حکم

سنت اس سے مراد وہ عمل ہے جس کے بجالانے پر مکلف انسان مستحق ثواب ہوتا ہے اگر ترک کر دے (چھوڑ دے) تو اس سے مواخذہ نہیں۔ پس اگر کسی نے نماز کی تمام سنتیں یا کچھ سنتیں ترک کر دیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ترک پر کوئی مواخذہ نہیں کرے گا لیکن اس کے بجالانے میں جو ثواب ملتا ہے اس سے محروم رہے گا۔

تاہم کسی مسلمان کو زیان نہیں ہے کہ سنت کی بات کو بے حیثیت تصور کرے، کیونکہ نماز کا مقصد جناب الہی میں تقرب حاصل کرنا ہے جس کا نتیجہ عذاب سے دور ہونا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرہ یاب ہونا ہے۔

ایسی صورت میں کوئی عاقل یہ مناسب نہ جانے گا کہ نماز کی سنتوں میں سے کسی سنت کی بے قدری کرے اور اسے ترک کر دے، کیونکہ اس کا ترک ثوابِ عمل سے محرومی کا باعث ہے اور یہ بات کسی دانشمند سے مخفی نہیں ہے کہ یہ محرومی ہی (بجائے خود) ایک عذاب ہے ایسا کرنے سے نعم الہی سے محرومی ہے۔ لہذا مکلف انسان کے لیے یہ امر خاص اہمیت رکھتا ہے کہ شارع (آنحضرت ﷺ) نے جن امور کے بجالانے کا ارشاد فرمایا ہے ان کی بجا آوری کی جانب توجہ کی جائے خواہ وہ امور فرض ہوں یا سنت ہوں۔

رہا یہ سوال کہ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ شارع علیہ السلام نے نماز کی بعض باتوں کو فرض لازم اور بعض باتوں کو غیر ضروری قرار دیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر آسانی کرتا ہے، اسی لیے اس نے بندوں کو بعض اعمال بجالانے کا اختیار دیا ہے، تاکہ ان کا ثواب عطا فرمائے۔ اب اگر کوئی شخص اسے چھوڑ دے تو ثواب سے محروم رہے گا، لیکن اس پر عذاب نہ ہوگا۔ یہ بھی شریعت اسلامیہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے کہ اس میں شرعی ذمہ داریوں کی دشواری دور کر دی گئی اور نہایت خوبی کے ساتھ جزائے خیر حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۳۸۳ ج ۱]

مُسْتَعْلَم: نماز کی سنت کا چھوڑنا نہ تو نماز کے فساد کا موجب ہوتا ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کا بلکہ وہ گناہ کا موجب اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس نے جان بوجھ کر چھوڑا ہو مگر شرط یہ ہے کہ اس نے سنت کو حقیر سمجھ کر نہ چھوڑا ہو بلکہ سستی یا کابلی کی وجہ سے ایسا کیا ہو اس لیے کہ سنت کو حقیر سمجھنے والا از روئے فتویٰ کا فرہو جاتا ہے۔ [در مختار ص ۱۹ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

نماز کی سنتیں

- ۱۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا۔ [مراقی الفلاح]
- ۲۔ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا، مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو

شانوں تک اور عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

تکبیر تحریمہ کہتے وقت اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنا۔ [در مختار وغیرہ]

ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد ہاتھوں کا باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے عورتوں کو سینے پہ۔ مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ دائیں ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں، انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا ان کے لیے مسنون نہیں ہے۔

ہاتھ باندھنے کے فوراً بعد سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اُخْ پڑھنا۔

امام اور منفرد کو سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ کے بعد اور مسبوق کو اپنی ان رکعتوں کو پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قراءت کی ہوں ”اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ“ کہنا۔

ہر رکعت کے شروع میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہنا۔

امام اور منفرد کو سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا اور قراءت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آمین (آہستہ) کہنا۔

آمین کا آہستہ آواز سے کہنا۔

قیام (کھڑے ہونے) کی حالت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگلی کے برابر فصل ہونا۔

فجر اور ظہر کے وقت فرض نمازوں میں سورہ فاتحہ کے بعد طویل مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر عشاء کے وقت اوساط مفصل مغرب میں قصار مفصل۔

بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو۔ سفر اور ضرورت کی حالت میں جو سورت چاہے

پڑھے۔

۱۳۱ فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بہ نسبت ڈیوڑھی سورت پڑھنا۔ [شامی]

۱۳۲ رکوع میں جاتے وقت ”اللہ اکبر“ کہنا اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور

رکوع میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ [مدیہ و ندیہ وغیرہ]

۱۳۳ مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھوں سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف گھٹنوں پر ہاتھ

رکھ لینا [ندیہ]

۱۳۴ مردوں کو انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا اور عورتوں ملا کر۔

۱۳۵ رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔

۱۳۶ مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سرین سب برابر ہو جائیں

اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ [مراتی]

۱۳۷ رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ کہنا۔

۱۳۸ رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا۔

۱۳۹ توے میں امام کو صرف سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَ کا کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

اور منفرد کو دونوں کہنا۔

۱۴۰ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

۱۴۱ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو

اور اٹھتے وقت پہلے ناک کو اٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔ [مراتی]

۱۴۲ سجدہ کی حالت میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا۔ [شرح دقایہ]

۱۴۳ سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا

اور ہاتھ کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا اور عورتوں کو پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا

پہلو سے ملا ہوا اور ہاتھ کی بانہوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

۱۴۴ سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا۔ [شرح دقایہ وغیرہ]

۱۴۵ سجدے کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کا قبلے کی طرف رکھنا۔ [شرح دقایہ]

۱۴۶ سجدے کی حالت میں دونوں زانوں کا ملا ہوا رکھنا۔

۱۴۷ سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کہنا۔

۳۱ سجده سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اٹھانا۔

۳۲ دونوں سجدوں کے درمیان میں اس خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا چاہیے جس کا بیان آگے آتا ہے۔

۳۳ قعدہ اولیٰ اور دوسرا قعدہ دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بائیں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں اور عورتوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سرین پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بائیں پیر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانو پر ہوں

۳۴ التحیات میں لا الہ الا کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا سلسلہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے آس پاس کی انگلیاں بند کر کے کلمہ کی انگلی کا اٹھانا اور لا الہ کہتے وقت رکھ دینا اور باقی انگلیوں کو آخر تک بدستور باقی رکھنا

۳۵ فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ [مراتی الفلاح]

۳۶ قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا۔ [مراتی الفلاح]

۳۷ درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن کریم یا احادیث سے ثابت ہو اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن کریم اور احادیث سے ثابت نہ ہو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ دعا ایسی چیز کی ہو جس کا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ [بحر الرائق]

۳۸ السلام علیکم کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا۔ [مراتی الفلاح]

۳۹ پہلے داہنی طرف منہ پھیرنا پھر بائیں طرف۔ [مراتی الفلاح]

۴۰ امام کو بلند آواز سے سلام پھیرنا (کہنا)۔

۴۱ دوسرے سلام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا۔ [مراتی الفلاح]

۴۲ امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں یا غنث اور کرمانا کا تین وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ سب نماز پڑھنے والوں کی اور کرمانا کا تین فرشتوں کی اور امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور نمازی ہو تو دونوں سلام میں امام کی بھی نیت کرنا۔

[مراتی الفلاح، علم الفقہ ص ۶۸ تا ص ۷۱ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۳۸۳ تا ص ۳۸۵ جلد ۱ اور نماز مسنون ص ۳۱۰]

نماز کے مستحبات

تکبیر تحریرہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کو آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا، بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو اور عورتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹہ وغیرہ میں چھپائے رکھنا۔ [مراتی الفلاح]

کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں قدم پر سجدے میں ناک پر بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانوں پر۔ [در مختار]

جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جمائی کو روکنا۔ [در مختار مراتی الفلاح]

اگر جمائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت منھ پر رکھ لینا۔ [در مختار]

امام کو قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کے فوراً بعد تکبیر تحریرہ کہنا۔

تعدہ اولیٰ اور اخیرہ میں وہی خاص تشہد پڑھنا جو بیان ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔

قنوت میں اسی خاص دعا کا پڑھنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی ”اللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ“

الخ تک پڑھ لینا۔ [شافی، علم الفقہ ص ۲ جلد ۲ و نماز مسنون ص ۳۱۱]

مُسَلِّمًا: ہر رکعت میں الحمد سے پہلے اور سورت کے پڑھنے کے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا

مستحب ہے۔ [شرح نقایہ ص ۲ جلد اول، کبیری ص ۳۸] حنفیہ کے نزدیک مندوب، ادب اور مستحب کے

ایک ہی معنی ہیں یعنی اس سے مراد وہ امور ہیں جو نبی کریم ﷺ نے کیے، لیکن ہمیشہ اس پر عمل نہیں

فرمایا۔ [کتاب الفقہ ص ۳۲۵ ج ۲]

فرائض الصلوة

اولیٰ یہ بات ذہن نشین رہے کہ فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فرض شرعاً ہر اس فعل کو کہا جاتا

ہے جس کا بجالانا (ادا کرنا) دلیل قطعی سے لازم ہوا ہے چاہے وہ فعل فی نفسہ رکن ہو یا شرط۔ کما

قال فی البحر الرائق۔ فان الفرض شرعاً ما لزم فعله بدلیل قطعی اعم من ان

یکون شرطاً اور کناً [ص ۲۹۰ جلد اول]

تنبیہ: ثانیاً یہ بات واضح رہے کہ فرائض صلوٰۃ کی تعداد میں عبارات کتب فقہ مختلف ہیں۔ بحر الرائق و شامی میں سات اور عالمگیری و ہدایہ میں چھ اور کبیری میں آٹھ ذکر کیے گئے ہیں، لیکن خلاصہ اور معتمدیہ ہے کہ کل فرائض صلوٰۃ آٹھ ہیں ان میں سے چھ ہمارے ائمہ کے درمیان متفق علیہا ہیں اور دو مختلف فیہما ہیں۔

((کما فی الکبیری۔ اما فرائض الصلوٰۃ ای ارکانها التي توجد ماهيتها بمجموعها فثمان فرائض ست فرائض علی الوفاق بین ائمتنا ومنها قتان فریضان علی الخلاف بینهم)) [ص ۲۹۲]

(فی بیان الفرائض) متفق علیہا چھ فرائض یہ ہیں:

- | | | | |
|---|-------------------------------------|---|----------------------------------|
| ۱ | تکبیر افتتاح بلفظ دیگر تکبیر تحریمہ | ۲ | قیام |
| ۳ | قراءة | ۴ | رکوع |
| ۵ | سجدة | ۶ | قعدہ آخرہ بمقدار تشهد پڑ ہیں گے۔ |

((ایضاً فی الکبیری وہی ای الفرائض الست المتفق علیہا تکبیرات الافتتاح (الی ان قال) والفرائض الباقية من الست القيام والقراءة والركوع والسجود والقعدة الاخره مقدار قراءة التشهد)) [ص ۲۹۲]

ملاحظہ: تکبیر تحریمہ کے بارے میں یہ بات خیال میں رہے کہ اس کی فریضیت ہمارے ائمہ کے نزدیک متفق علیہا ہونے کے باوجود ان کے درمیان اس بات میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا وہ رکن صلوٰۃ ہے یا شرط صلوٰۃ تو اس میں صحیح اور معتمد قول یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ شرط صلوٰۃ ہے نہ کہ رکن صلوٰۃ۔ اسی قول کو صاحب بدائع الصنائع نے محققین کی طرف اور صاحب غایۃ البیان نے عام مشائخ کی طرف منسوب کیا ہے اور یہی اصح قول ہے۔ کما فی البحر الرائق: ثم اختلفوا اهل ہی شرط اور کنہ ففی الحاوی ہی شرط فی اصح الروایتین و جعله فی البدائع قول المحققین من مشائخنا و فی غایۃ البیان قول عامة المشائخ وهو الاصح [ص ۲۹۱ ج ۱]

اور اسی وجہ سے فرض نماز کی تحریمہ سے نفل پڑھنا جائز ہوتا ہے بخلاف اس کے کس کے

(پس وہ ناجائز ہوگا)۔

((كما ايضا في البحر:- وثمره الاختلاف تظهر في بناء النفل على تحريمه الفرض فيجوز عند القائلين بالشرطية ولايجوز عند القائلين بالركنية)) (ص ۲۹۱ ج ۱)

فرائض مختلف فیہا

اور مختلف فیہا فرائض یہ ہیں :- (۱) خروج بصنع المصلى (یعنی مصلی کا قصد اپنے منافی صلوٰۃ فعل کے ذریعہ نماز سے نکلنا)۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک فرض ہے بخلاف امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے (پس ان کے نزدیک یہ فرض نہیں ہے) (۲) تعدیل ارکان اور مطلب اس کا اطمینان حاصل کرنا ادائے ارکان کے وقت (رکنا بعد رکن اور تمام اعضاء سے اضطراب کا دور ہونا اور اس کی اقل مقدار ایک تسبیح کا اندازہ ہے۔ پس یہ امام ابو یوسفؒ اور ائمہ ثلاثہ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمدؒ کے نزدیک فرض ہے بخلاف امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ وغیرہما کے) (ان کے نزدیک فرض نہیں ہے)۔

((كما في الكبرى:- اما الخروج من الصلوة لصنعه اى بالفعل الناشئ من المصلى ففرض عند ابى حنيفة خلافاً لهما الخ (وبعد) و تعديل الاركان وهو الطمانينة وزوال الاضطراب من جميع الاعضاء واقله قدر تسبيحة فرض عند ابى يوسف وائتمته الثلاثة)) (ص ۲۵۶)

الفرض متفق علیہا فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی قصد یا سہواً فوت ہو جائے تو فرضیت صلوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ نماز ذمہ فرض رہے گی۔ اور مختلف فیہا خصوصاً تعدیل ارکان اگر قصد اُفوت ہوئی تو نماز واجب الاعادہ ہوگی اور اگر سہواً ایسا ہوا ہے تو سجدہ سہولازم ہوگا۔ اس لیے تمام فرائض صلوٰۃ کو باہتمام ادا کرنا ضروری ہے تا آنکہ نماز میں کسی قسم کا نقصان واقع نہ ہو۔ [والفصل فی کتب الفقہ] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تعداد رکعات اور طریقہ نماز

فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور ظہر، عصر، عشاء کے وقت چار چار رکعتیں جمعہ کے دن بجائے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ مغرب کے وقت تین رکعت۔ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر کانوں تک اٹھائے اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے مل جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں انگلیاں ناتوا بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی ایسی حالت میں جس نماز کو پڑھنا چاہیے اس کی نیت دل میں کر لے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے (تو بہتر ہے) اور نیت عربی زبان میں کہنا کچھ ضروری نہیں بلکہ جس زبان میں بھی کرے اس طرح سے کرے کہ ”میں نے یہ نیت کی دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔“ ہر نماز کی اسی طرح سے اس نیت کے ساتھ ہی ”اللہ اکبر“ کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی کو داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھالے پھر فوراً یہ دعا پڑھے ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ“ اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھ کر خاموش رہے۔ اور اگر امام قراءت شروع کر چکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اللہ اکبر کے بعد ہی خاموش رہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ پڑھ کر سورہ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے اور جب سورہ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اور اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قراءت کی جاتی ہے تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں آمین کے الف کو بڑھا کر کہنا چاہیے اس کے بعد کوئی سورت قرآن کریم کی پڑھے اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت ہو تو اختیار ہے کہ جو سورت چاہے اور اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے اور فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہیے باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئے ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ اطمینان

مَسْئَلَةٌ: سورہ فاتحہ اور سورت کے درمیان میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا چاہیے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۷۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سبحانک اللہم سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی بلکہ ثناء کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۰۹ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: عصر و عشاء کی نماز میں (وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ) [پارہ ۳۰ سورہ طارق] اور (لَمَجِیْکَ) [پارہ ۳۰ سورہ البقرہ] اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے۔ مغرب کی نماز میں (اِذَا زُلْزِلَتْ) [پارہ ۳۰ سورہ الزلزال] سے آخر تک

اگر یاد ہوں تو یہ سورتیں پڑھیں ورنہ جو بھی یاد ہو وہ پڑھ لیں۔ [رفعت قاسمی]

سورت پڑھنے کے بعد ”اللہ اکبر“ کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور سرین (کوٹھے) برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں خمدار (ٹیزھی) نہ ہوں رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ کہنا چاہیے پھر رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور امام صرف ”سمع الله لمن حمده“ کہے اور مقتدی صرف ”ربنا لك الحمد“ اور منفرد (تنہا پڑھنے والا) دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

[علم الفقہ ص ۳۵ ج ۲ کتاب الفقہ ص ۴۱۳ ج ۱ اور مختار ص ۹۶ جلد اول و فتاویٰ رحمیہ ص ۳۰۲ جلد ۴]

سجدہ کرنے کا طریقہ

سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو (اٹھتے وقت اس کے برعکس اٹھے) اور منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہیے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا چاہیے اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بائغل سے جدا ہو پیت زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ

درمیان سے نکل سکے۔ (یعنی جہاں تک بھی بلا تکلف زمین سے اونچا اٹھ سکے اٹھائے) سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہئے پھر سجدہ سے اٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائے کہ داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لے اس طرح کہ انگلیاں پھیلی ہوئی ہوں رخ ان کا قبلہ کی طرف ہو نہ بہت کشادہ ہوں نہ بالکل ملی ہوئی، سرے ان کے گھٹنے کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے۔

سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوسرا سجدہ اسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو ہاتھوں کو زمین سے سہارا دیتے ہوئے (بلا غدر) نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ الخ کہہ کر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور اسی طرح کوئی دوسری سورت ملا کر اور اسی طرح (پہلی رکعت کی طرح) رکوع، قوم، دونوں سجدے کیے جائیں دوسرے سجدہ کے بعد اسی طرح بیٹھ کر جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا یہ دعا پڑھے۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الصَّلٰوٰتِ وَالطَّیِّبٰتِ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہُ وَرَسُوْلُہُ))

لا الہ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور لا الہ کہتے وقت کلمہ کی انگلی جھکا دے پھر جتنی دیر بیٹھے انگلیاں اسی حالت میں رہیں اور اگر دو رکعتوں والی نماز ہو تو التحیات کے بعد یہ دعا پڑھے۔

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ))

یہ درود پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ))

اس کے بعد نماز ختم کر دے، اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ (اگر امام ہو تو) اس سلام میں کرنا کاتبین، فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کی جائے جو نماز میں شریک ہوں۔

[علم الفقہ ص ۳۶ جلد ۲، ہدایہ ص ۶۳ جلد اول، کبیری ص ۳۰۰ شرح نقایہ ص ۲۷ کتاب الفقہ ص ۳۱۳ جلد اول]

فَسُبْحَانَكَ: اگر عذر کی وجہ سے قعدہ میں مسنون طریقہ سے نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بن پڑے بیٹھے اور کوشش کرے کہ ہیئت مسنونہ کے قریب تر ہو۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۱۸۱ ج ۱]

دو رکعت سے زائد رکعت کا طریقہ

اور اگر دو رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات اخیر تک پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے باقی تین رکعت بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بسم اللہ پڑھنے کے بعد صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور دوسری سورت نہ ملائے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں در نہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور درود وغیرہ پڑھ کر اس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کر دے۔ فجر، مغرب، عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد (تنہا پڑھنے والے) کو اختیار ہے۔ اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں آہستہ کہے۔

فَسُبْحَانَكَ: نماز کی حالت میں ادھر ادھر نہ دیکھنا چاہیے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر جمائے رکھے اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں زانو پر نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے بند نہ کرے ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ [علم الفقہ ص ۳۷ جلد ۲]

نماز ختم کرنے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور اگر امام ہو تو مقتدیوں کے لیے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں اور دعا کے بعد

دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہوں) اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنت نہ ہو ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے
 اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ۔ آیت الکرسی چاروں قل ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ [مراتی الفلاح در مختار شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۳۷ جلد ۲، کبیری ص ۳۰۰، ہدایہ ص ۶۴ ج ۱، شرح نقایہ ص ۷۲ ج ۱، ترمذی ص ۴۰۸، مستدرک حاکم ص ۵۶۰، بہجتی زیور ص ۳۳ جلد ۱۱، مراتی الفلاح ص ۱۸]

مَسْئَلَةٌ: نماز (فجر و عصر) کے بعد تسبیحات کا انگلیوں پر گننا (شمار کرنا) نہ صرف جائز ہے بلکہ حدیث شریف میں تسبیحات کو انگلیوں پر گننے کا حکم آیا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۸۷ ج ۳]
 مَسْئَلَةٌ: مردوں کیلئے ناف کے اوپر اور نیچے ہاتھ باندھنا دونوں طریقے حدیث سے ثابت ہیں۔ حنفیہ نے حدیث زیر ناف کو معمول بہ بنایا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۸۳ جلد ۲، بحوالہ غنیۃ المستملی ص ۲۹۴]

تشہد میں انگلی کس لفظ پر گرائے؟

مَسْئَلَةٌ: تشہد یعنی نماز میں کلمہ کی انگلی صرف دائیں ہاتھ کی ہلائی جاسکتی ہے اگر کسی کی وہ انگلی کئی ہوئی ہو یا اس میں کوئی مرض ہو تو اس کے بجائے دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ کی کسی اور انگلی سے تشہد (التحیات) کے دوران اشارہ نہ کیا جائے۔ اشارہ کا طریقہ یہ ہے کہ تشہد میں اس وقت کلمہ کی انگلی کو اٹھایا جائے جب غیر اللہ کی الوہیت کی نفی کرنے والے الفاظ ”لا الہ“ کہے جائیں اور جب ”الا اللہ“ کہا جائے تو انگلی جھکا لی جائے گویا انگلی کا اٹھانا (غیر اللہ کی) الوہیت سے انکار اور اس کا جھکا لینا اللہ کی الوہیت کے اقرار کی علامت ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۱۸ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۲ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۴۷ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۶۸ جلد ۱۳]

مَسْئَلَةٌ: اور نماز کے ختم تک ایسے ہی رہنے دے۔ [نماز سنون ص ۳۸۹]

نماز میں سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ

مَسْئَلَةٌ: سلام پھیرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دائیں جانب اور پھر بائیں جانب سلام پھیرا جائے اور اتنا مڑ جائے کہ دائیں اور بائیں رخسار (کلا پیچھے کی جانب) دکھائی دے جائیں۔ اگر بھولے سے بائیں جانب سلام پھیر لیا تو اب صرف دائیں طرف سلام پھیرا جائے بائیں طرف سلام دوبارہ نہ پھیرا جائے۔ ہاں اگر منہ کو سامنے رکھے ہوئے سلام پھیرا تو اب دائیں اور بائیں جانب مڑ کر سلام پھیرنا چاہیے۔ اور سنت یہ ہے کہ ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے اور یہ کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے کی بہ نسبت ہلکی ہو۔ پھر اگر امام ہو تو ضمیر مخاطب سے (جو السلام علیکم میں ہے) نماز پڑھنے والے مسلمانوں اور جنوں اور فرشتوں کا ارادہ کیا جائے۔ اگر مقتدی ہو تو اپنے امام اور نمازیوں کی نیت (سلام میں) کرے۔ اور اگر تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو حفاظت کرنے والے فرشتوں کی نیت کرنا چاہیے۔ [کتاب النقص ص ۳۱۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز کے سلام میں ”رحمۃ اللہ“ کے بعد ”وبرکاتہ“ کا اضافہ متروک العمل ہے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۹۹ جلد ۲، مختار ص ۳۹۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: بلا عذر شرعی مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اگرچہ نماز ہو جائیگی مگر مکروہ ہوگی اس کو چاہئے کہ امام کے ساتھ نماز پوری کر لے اور امام کے ساتھ دوبارہ سلام پھیرے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۳۳ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: علماء با آواز بلند کلمہ طیبہ کو نماز کے بعد بکمیفیت خاص پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا آواز سے پڑھنا بغرض تعلیم تھا اس لیے اوروں کو جہر مفطر کرنے سے روکا جاتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ بلند آواز سے نہ پڑھا جائے جس میں دیگر نمازیوں اور ذاکرین کو اذیت ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۷ ج ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۸ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ جلد ۷]

مَسْئَلَةٌ: ہلکی آواز سے فرضوں کے بعد کلمہ طیبہ پڑھنا جائز ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۹ جلد ۲، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸ جلد اول]

عورتیں نماز کیسے پڑھیں؟

عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی

تفصیل یہ ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے (موندھوں تک) اگر سردی کا زمانہ نہ ہو اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔

۲۔ تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔
۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھنا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنی چاہئے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیئے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین (کوٹھے) اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر جھکنا نہ چاہیے بلکہ صرف اسی قدر جس میں اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیے ہوئے بلکہ ملا کر۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ٹلی ہوئی۔
۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے انھی ہوئی رکھنا چاہیے اور عورتوں کو زمین پر پچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدوں میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے عورتوں کو نہیں یعنی پاؤں کھڑا نہ کریں بلکہ دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور خوب سمٹ کر سجدہ کریں اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر قبلہ رخ رکھیں۔

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیئے۔ اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین (کوٹھے) کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیئے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی

پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

عورتوں کو کسی وقت قراءت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ

آواز سے قرأت کرنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲ امداد الاحکام ص ۳۶۸ ج ۱ ہدایہ ص ۷۰ جلد ۱ شرح

نقایہ ص ۸۰ کبیر ۳۳۳ فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۲ جلد ۱]

اذان و اقامت عورتوں کے حق میں مسنون نہیں۔ [نماز مسنون ص ۱۷۱ فتاویٰ عزیزی ص ۴۳۸

آپ کے مسائل ص ۳۰۵ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: عوام میں مشہور ہے کہ جب تک جمعہ کی نماز مسجد میں ختم نہ ہو جائے عورتیں گھروں میں

ظہر کی نماز نہ پڑھیں یہ محض بے اصل اور غلط ہے۔ [حسن العزیز ص ۱۲۸ جلد ۲]

عورت بوقت ولادت نماز کیسے پڑھے؟

مَسْئَلَةٌ: عورت حالت دردزہ میں جب کہ ہوش و حواس درست ہوں اور بظاہر بچہ کے ضائع

ہونے کا اندیشہ نہ ہو مگر طوبت خون وغیرہ جاری ہو اور بچہ کا کچھ حصہ جسم سے نکلنا باقی ہو اور نماز کا

وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر وقت نماز کے نکلنے کا اندیشہ ہو تو وہ عورت وضوء کرے اگر ہو سکے

ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرے اور خون کا خیال نہ کرے کیونکہ وہ خون استحاضہ ہے مانع عن الصلوٰۃ

نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۱ جلد ۴ بحوالہ غدیہ ص ۳۶۵]

(مقصود یہ ہے کہ خون نفاس کے نکلنے تک عورت پر نماز فرض ہے اگر نہیں پڑھے گی تو بعد

میں قضاء واجب ہوگی۔ نماز کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت میں بھی نماز

معاف نہیں ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مہندی لگا کر نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: ہاتھوں کو مہندی لگا کر بند مٹھیوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے ترک

سنن واجب آتا ہے اس لیے مکروہ ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۵ ج ۱۳]

(چونکہ نماز کے ہر رکن میں مٹھی کا کھلا ہوا رکھنا مسنون ہے۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند]

لوپ کی حالت میں نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: حامد اومصلیٰ لوپ اگر پاک ہے اور علاج کے لیے عورت نے (شرگاہ میں) لگا رکھا ہے تو ایسی حالت میں نماز تلاوت وغیرہ کچھ بھی ممنوع نہیں ہے سب درست ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ جلد ۱۳]

مَسْئَلَةٌ: بیماری کی حالت میں عورتوں کو رحم (شرگاہ) میں جو دو اندر رکھنی پڑتی ہے اسی حالت میں نماز پڑھ لے قضاء نہ کرے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۸۹ جلد ۱]

لیکوری یا کی مریض عورت کی نماز کا حکم

مَسْئَلَةٌ: اس مرض میں خارج ہونے والا پانی ناپاک ہوتا ہے جو کپڑا اس سے آلودہ ہو جائے اس میں نماز نہ پڑھی جائے۔ البتہ کپڑے کے ناپاک حصہ کو دھو کر پاک کر لیا جائے تو اس میں نماز درست ہے۔

پس جن عورتوں کو ایام سے پاک ہونے کے بعد لیکوری یا کی اتنی شدت ہو کہ وہ پورے وقت کے اندر طہارت (پاکی) کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتیں ان پر معذور کا حکم جاری ہوگا اور ان کو ہر نماز کے وقت ایک بار وضو کر لینا کافی ہوگا، لیکن اگر اتنی شدت نہ ہو تو وہ معذور نہیں۔ اگر وضو کے بعد نماز سے پہلے یا نماز کے اندر پانی خارج ہو جائے تو ان کو دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنا ضروری ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۳۱ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: ناخن پاش اور لوپ اس تک اگر بدن تک پانی نہ پہنچے دے تو وضو نہیں ہوگا اور جب وضو نہ ہو تو نماز بھی نہیں ہوگی۔ [آپ کے مسائل ص ۷۵ جلد ۲]

عورتوں کی نماز سے متعلق مسائل

مَسْئَلَةٌ: عورت کا جو ان ہونے کا وقت معلوم ہو تو اس وقت سے نماز فرض ہے۔ ورنہ عورتوں پر نو سال پورے ہونے پر دسویں سال سے نماز فرض سمجھی جائے گی۔

مَسْئَلَةٌ: جو کپڑے ایسے باریک ہوں کہ ان کے اندر سے بدن نظر آئے ان سے نماز نہیں

ہوتی۔ نماز کے لیے دوپٹہ بھی موٹا استعمال کرنا چاہیے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۷ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۹ ج ۲ بحوالہ شامی ص ۲۷۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: عورتیں لباس ایسا پہنیں جس میں بدن نہ کھلتا ہو اگر بدن پورا ڈھکا ہوا ہو تو نماز ساڑھی میں بھی ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۸ جلد ۳ فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۳ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۷۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: عورت کا نماز کے دوران سر کھل جائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۸ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: وقت ہو جانے کے بعد عورتوں کے لیے اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے عورتوں کو اذان کا انتظار کرنا ضروری نہیں البتہ اگر وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۹ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: بیوی شوہر کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتی ہے مگر برابر میں کھڑی نہ ہو بلکہ پیچھے کھڑی ہو۔

[آپ کے مسائل ص ۳۰۰ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: عورت اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھے تو اس کے لیے بھی اتنی ہی رکعتیں ہیں جتنی مردوں کے لیے یعنی پہلے چار سنتیں پھر دو فرض (جماعت کے ساتھ) پھر چار سنتیں موقوفہ پھر دو سنتیں غیر موقوفہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں اس لیے اگر وہ اپنے گھر میں نماز پڑھیں تو عام دنوں کی طرح ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ نیز عورتوں پر جمعہ جماعت اور عیدین کی نماز ذمہ نہیں ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۱ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: عورت کو خاص ایام (حیض و نفاس کے دوران) میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں لیکن تسبیح پڑھ سکتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۰۲ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کا بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا بلا عذر درست نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۲ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: عورت مردوں کی امامت نہ کرے۔

مَسْئَلَةٌ: عورتیں اگر جماعت کرائیں تو جو عورت امام ہو وہ آگے بڑھ کر نہ کھڑی ہو بلکہ صف کے پیچ میں کھڑی ہو۔

مَسْئَلَةٌ: فتنہ و فساد کی وجہ سے عورتوں کا مسجد میں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔

مَسْئَلَةٌ: عورت اگر جماعت میں شریک ہو تو مردوں اور بچوں سے کچھلی صف میں کھڑی ہو۔

مَسْئَلَةٌ: عورتوں پر ایام تشریق یعنی عید الاضحیٰ کے زمانہ میں فرض نمازوں کے بعد کی تکبیرات تشریق واجب نہیں البتہ اگر کوئی عورت جماعت میں شریک ہوئی ہو تو امام کی متابعت کی وجہ سے اس پر بھی واجب ہے مگر بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔ (کیونکہ اس کی آواز بھی ستر ہے یعنی آواز کا بھی پردہ ہے)

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کو فجر کی نماز جلدی یعنی اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور تمام نمازیں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے۔

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کو نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنے کی اجازت نہیں نماز خواہ جہری ہو یا سری ان کو ہر حال میں آہستہ قراءت کرنی چاہیے۔

مَسْئَلَةٌ: عورت اذان نہیں دے سکتی۔

مَسْئَلَةٌ: عورت مسجد میں اعتکاف نہ کرے۔ اور اگر گھر میں کوئی جگہ نماز کے لیے مخصوص نہ ہو تو اعتکاف کے لیے کسی جگہ کو مقرر کر لے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۰۷ ج ۳)

مَسْئَلَةٌ: عورتوں کے حق میں پاؤں کی انگلیاں کھڑا کرنا مشروع نہیں ہے۔ (جلسہ و سجدہ میں) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۴ جلد ۲ و شامی ص ۴۷۱ جلدی اول]

مَسْئَلَةٌ: مرد و عورت کے اعضاء ستر (جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے) میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ اگر نماز کے اندر تین تسبیح کی مقدار تلاوت تک کھلا رہ جائے تو نماز باطل ہو جائے گی اگر فروادھانپ لے تو کوئی حرج نہیں۔ [تیسری ص ۲۶۷]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں اگر عورت کے سر کا ربیع (چوتھائی) حصہ کھلا ہوا ہو گا تو نماز جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح عورت کے سر کے نیچے لٹکے ہوئے بالوں کا چوتھائی حصہ کھلا ہوا ہو تو پھر بھی نماز نہیں ہوگی۔

[نماز مسنون ص ۲۶۷]

مَسْئَلَةٌ: عورت نماز میں اگر ایسا باریک کپڑا پہنے جس سے بدن یا بالوں کا رنگ جھلکتا ہو نظر آئے تو نماز نہیں ہوگی۔ [نماز مسنون ص ۲۶۸ بحوالہ بیہقی ص ۲۳۵ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر بچے کے جسم یا کپڑوں پر نجاست لگی ہوئی ہے اور وہ بچہ نمازی کی گود میں آ جائے تو

نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتح الملہم ص ۱۳۰]

حَسْبُكَ اللَّهُ: عورت نے نماز میں بچے کو اٹھایا، بچے نے عورت کے پستان کو چوسا اور اس سے دودھ نکالا تو ایسی صورت میں اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [کبیری ص ۴۳۳ جلد اول، فتح الملہم ص ۱۳۱]

حَسْبُكَ اللَّهُ: عورتوں کے لیے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں کی ظہر و بطن (اوپر نیچے کا حصہ) نماز میں ڈھانکنا ضروری نہیں۔ (اس کے کھلے رہنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا)

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۳ جلد ۲]

حَسْبُكَ اللَّهُ: عورتوں کو اپنے بدن اور اعضاء کو مجبہ وغیرہ میں خوب ملانا چاہیے مردوں کی طرح کھل کر نہیں کرنا چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۹ جلد ۲]

حَسْبُكَ اللَّهُ: عورت اگر نماز میں مرد کے ساتھ محاذات (برابر) میں آ جائے اور عورت ہو بھی بالغ خواہ محرم ہی کیوں نہ ہو، اور دونوں ایک ہی نماز تحریمہ میں شریک ہوں، درمیان میں کوئی حائل بھی نہ ہو اور عورت جنون، حیض و نفاس والی بھی نہ ہوں، اور ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار میں محاذات ہو، دونوں ایک ہی امام کے مقتدی ہوں، اور امام نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہے یا عورت مقتدی ہو اور مرد نے عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو تو ایسی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [ہدایہ ص ۹ جلد اول، شرح نقایہ ص ۸۹ ج ۱، شرح وقایہ ص ۱۵۲ ج ۱، نماز مسنون ص ۳۹۰]

حَسْبُكَ اللَّهُ: مسجد میں جماعت ہوگی یا شرعی عذر کی وجہ سے مسجد میں جانہ سکے تو گھر میں بیوی والدہ بہن وغیرہ کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے۔ ایک عورت ہو تو تب بھی پیچھے کھڑی رہے، مرد کی طرح برابر میں کھڑی ہوگی تو نماز نہ ہوگی۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۰ ج ۳، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۶ جلد ۱]

حَسْبُكَ اللَّهُ: بعض عورتیں نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا، اس میں کسی بات کی بھی اصل نہیں ہے۔ [انطاط العوام ص ۵۶]

حَسْبُكَ اللَّهُ: عورتوں میں مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں۔ یہ غلط ہے (جب وقت ہو جائے نماز پڑھ لیں)۔ [انطاط العوام ص ۵۶]

حَسْبُكَ اللَّهُ: درمختار میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر مرد نے عورت کا بوسہ (پیار) نماز میں لیا، یعنی عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس حالت میں مرد نے (نماز میں شامل ہوئے بغیر) اس کا بوسہ لیا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو، عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر مرد نماز پڑھ رہا تھا اور عورت نے اس کا

بوسہ لیا اور مرد کو شہوت ہو گئی تو مرد کی نماز فاسد ہو گئی اور اگر مرد کو شہوت نہ ہوئی تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۵ جلد ۴، بحوالہ درمختار ص ۵۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: بعض عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھتی ہیں یا کھڑی ہو کر شروع کرتی ہیں مگر دوسری رکعت میں (بلا وجہ) بیٹھ جاتی ہیں یا در کھنا چاہیے کہ فرض اور واجب بلکہ سنت موکدہ میں قیام (نماز میں کھڑے ہونا) فرض ہے (بلا وجہ بغیر مجبوری کے) بیٹھ کر پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔

[حسن الفتاویٰ ص ۳۱ جلد ۳]

نماز میں عورت کا مرد کے برابر کھڑے ہو جانا؟

وہ عورت جس پر انسانی نفس مائل ہوتا ہے جماعت میں مرد کے برابر آ جائے یا اس کے آگے ہو، یعنی مرد کی پنڈلیوں یا ٹخنوں کے برابر میں ہو (اگر پنڈلی اور ٹخنے کے پیچھے ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی) تو نماز باطل ہو جائے گی بشرطیکہ یہ شرطیں پائی جائیں۔ [کتاب الفقہ ص ۶۸۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطوں سے:

۱۔ عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۲۔ دونوں نماز میں ہوں اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہیں تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

۳۔ کوئی حائل درمیان میں نہ ہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائے گی۔

۴۔ عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی اس لیے کہ ان صورتوں میں وہ نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔

۵۔ نماز اڑے کی نہ ہو جوازے کی نماز میں محاذات مفید نہیں۔

۶۔ محاذات ایک ایک کن کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفید نہیں مثلاً اتنی

دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔

تحریرہ دونوں کی ایک ہو یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتداء کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے کی اقتداء کی ہو۔

ادادوں کی ایک ہی قسم کی ہو۔ یعنی بحالت اقتداء نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اقتداء کرتا ہو دوسرا بحالت انفرادی یا دونوں بحالت انفرادی محاذات مفسد نہ ہوگی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اس لیے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔

مکان دونوں کا ایک ہو اگر ایک کسی مکان میں ہو دوسرا دوسرے مکان میں تب بھی محاذات مفسد نہیں مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر۔

دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوتی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کی طرف نماز پڑھتا ہو۔

امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

سجدہ اور رکوع سے متعلق

مَسْئَلَةٌ: اگر تمام سجدے میں دونوں قدم (پیر) زمین سے بالکل اٹھے رہے تو سجدہ نہ ہوگا۔ اور جب سجدہ نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی۔ کم از کم ایک انگلی کسی وقت سجدہ میں زمین میں ٹھہر جائے یہ نہیں کہ اگر قدمین (دونوں پاؤں) زمین سے اٹھ گئے اور پھر رکھ لیے تو اس میں بھی نماز نہ ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ اگر سجدہ میں دونوں پاؤں بالکل (پورے سجدہ میں) اٹھے رہے تو نماز نہ ہوگی۔

مَسْئَلَةٌ: سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف متوجہ کرنا سنت ہے، دونوں پاؤں زمین سے لگانا واجب ہے اور بلاعذر ایک (بھی) پاؤں کا اٹھائے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ دونوں میں سے ایک پاؤں کا کچھ حصہ زمین سے لگانا فرض ہے، خواہ ایک ہی انگلی لگائی جائے، فرض ادا ہو جائے گا۔ اور اگر دونوں پاؤں زمین سے بلاعذر اٹھائے اور تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ انگلی زمین سے لگانے کی شرط یہ ہے کہ فقط ناخن زمین سے نہ چھوئے بلکہ انگلی کے سرے کا گوشت بھی زمین سے چھو جائے یعنی انگلی زمین پر مڑ جائے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۶ جلد ۳، فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۳ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۶ جلد ۲، ص ۲۷۰ جلد ۱۰ جوہرہ نمبر ۵۲ عالمگیری ص ۱۰۱ ج ۱، شامی ص ۲۳۳ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ میں صرف انگوٹھا زمین پر رکھنے پر اکتفاء کرنا اور دوسری انگلیوں کو اٹھائے رکھنا خلاف سنت ہے اس لیے مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ دونوں انگلیاں زمین پر لگی رہیں اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۳ ج ۴، شامی ص ۳۱۶ جلد ۲، فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: چار انگشت کا فاصلہ پیروں میں قیام کی حالت میں رکھنا بہتر ہے اگر کچھ کم و بیش ہو گیا تو نماز صحیح ہے کچھ کراہت نہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۳ جلد ۲، رد المحتار ص ۴۱۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے نہ ہوں تو اس میں ترک واجب ہوتا ہے اور وہ نماز قابل اعادہ ہے، یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا چاہیے۔

مَسْئَلَةٌ: نیز پہلے سجدے سے اٹھ کر سیدھا بیٹھ جائے، پھر دوسرا سجدہ کرے، ورنہ نماز لوٹانی پڑے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۵ جلد ۲، رد المحتار ص ۴۲۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: جو شخص ﴿سبحان ربی العظیم﴾ کے الفاظ کو ادا نہ کر سکے یعنی ﴿سبحان رب العظیم﴾ پڑھے تو وہ (ظ کے) تلفظ کے صحیح ہونے تک ﴿ربی الکریم﴾ پڑھ سکتا ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۱ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پیشانی اور ناک دونوں پر سجدہ کرنا فرض ہے مگر ضرورت کے وقت ایک پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

مَسْئَلَةٌ: بلاعذر صرف ناک پر سجدہ کرنے سے نماز ادا نہ ہوگی اور پیشانی پر اکتفا (بلا ضرورت) مکروہ تحریمی ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر پیشانی اور ناک دونوں مجروح ہوں تو ایسا شخص سجدہ اشارہ سے کر سکتا ہے۔

[عالمگیری ص ۳۷۷ جلد اول کبیری ص ۲۸۳ نماز مسنون ص ۳۶۷]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ کرتے وقت سات اعضاء کو زمین پر نہ لگائے، دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں اور پیشانی، جمع ناک۔ [ہدایہ ص ۷۰ جلد ۱ شرح نقایہ ص ۷۸ ج ۱ کبیری ص ۳۲۱]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ میں پیشانی اور ناک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے۔

[ہدایہ ص ۷۰ جلد ۱ کبیری ص ۳۲۱ نقایہ ص ۷۸]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ کی حالت میں بازوؤں اور کہنیوں کو زمین پر نہ لگائے۔

[ہدایہ ص ۷۰ ج ۱ نقایہ ص ۷۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: رکوع و سجود ٹھیک طریقہ سے اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنے چاہئیں۔

[بخاری شریف ص ۱۰۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرے اور بازوؤں کو پہلوؤں (پسلیوں) سے دور رکھے اور سر کو رانوں سے دور رکھے۔ [ہدایہ ص ۷۰ نقایہ ص ۷۸ ج ۱] (جماعت میں بازوؤں کو ملا کر) اور رکوع اور سجدہ میں پشت کو سیدھا رکھے۔ [نقایہ ص ۷۸ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھنا) اچھی طرح نہ کیا تو دو سجدے ادا نہ ہوں گے۔ [ہدایہ ص ۷۰ جلد اول کبیری ص ۳۲۲]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ میں اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر زمین پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سر قبلہ کی طرف رہیں، رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر کشادہ کر کے گھٹنے پکڑنا مسنون ہے، ان دونوں حالتوں کے علاوہ انگلیوں کو حسب عادت رکھے نہ کھولے نہ بند کرے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۱۸۳ جلد اول و شامی ص ۲۶۵ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ سے اٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سر کو اٹھائے، پھر ہاتھوں کو، پھر گھٹنوں کو، اور ہاتھوں کو زمین پر لگائے بغیر سیدھا کھڑا ہو جائے، بغیر عذر کے زمین کا سہارا نہ لے۔ [شرح نقایہ ص ۷۹]

مَسْئَلَةٌ: تکبیرات میں مقتدی کو توقف کرنا چاہیے تاکہ مقتدی کی تکبیر وغیرہ امام کی تکبیر وغیرہ سے پہلے نہ ہو جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۶ جلد ۳ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۹۸ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ رکوع اور سجدہ کی تسبیح پانچ پانچ مرتبہ کہے، اگر تین بار کہے تو

اس طرح کہے کہ تسبیح مقتدیوں کو بخوبی تین تین بار پڑھنے کا موقع مل جائے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۷۱ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۳۶۱ جلد اول]

تہا نماز پڑھنے والے کے لیے بھی پانچ پانچ مرتبہ تسبیح پڑھنا افضل ہے۔

[مسائل مجددہ ہوس ۸۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر مقتدی نے رکوع کی تسبیح یا سجدہ کی تسبیح تین مرتبہ پوری نہیں پڑھی تھی کہ امام اٹھ گیا تو چونکہ مقتدی کے لیے امام کی تابعداری واجب ہے اس لیے امام کے ساتھ مقتدی کو بھی سر اٹھالینا چاہیے۔ تسبیحات کی تعداد پوری کرنے کی غرض سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

[مسائل مجددہ ہوس ۸۰ بحوالہ شامی]

مَسْئَلَةٌ: بہتر ہے کہ نوافل میں ((ربنا لك الحمد حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه)) رکوع سے اٹھتے وقت یہ ادعیہ اگرچہ فرائض میں بھی پڑھی جاسکتی ہیں، لیکن فرائض میں چونکہ تخفیف زیادہ مناسب ہے (امام کے لیے) اس لیے نوافل میں ادعیہ کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

[نماز مسنون ص ۳۵۶ بحوالہ مسلم شریف ص ۱۹۱ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: رکوع میں کم از کم تین بار ﴿سبحان ربی العظیم﴾ پڑھنا سنت کامل کا ادنیٰ درجہ ہے۔ [نماز مسنون ص ۳۵۴ ہدایہ ص ۶۸ شرح نقایہ ص ۶ ج اکبری ص ۳۱۶]

مَسْئَلَةٌ: رکوع سے سیدھا کھڑا ہو پورے اطمینان کے ساتھ۔ اس کو قومہ کہتے ہیں یہ واجب ہے۔ [فتح القدیر ص ۲۱۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جو رکوع میں شریک ہو اس سے ثناء ﴿سبحانک اللہم الخ﴾ ساقط ہوگئی یعنی ثناء نہ پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۹ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: جماعت میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد اگر کوئی شریک ہو تو اس کو ثناء نہ پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۹ جلد ۳ رد المحتار ص ۲۵۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: مقتدی نماز میں اول سے شریک ہو اور کسی وجہ سے رکوع کرنا بھول گیا پھر سجدہ میں شریک ہو گیا تو اس مقتدی کو ضروری ہے کہ اگر اس نے نماز کے اندر رکوع نہیں کیا تو بعد فارغ ہونے امام کے کھڑے ہو کر رکوع کر کے سجدہ سہو کر لے اس وقت نماز ہو جائے گی [امام کے سلام کے بعد رکوع کر لیا تو نماز ہو جائے گی]۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۰ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار نہ ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۰۰ ج ۲]

مَسْئَلَةٌ: تین مرتبہ تسبیح رکوع و سجود سے سنت تسبیح ادا ہو جاتی ہے اور فرائض میں (امام کے لیے) تخفیف کا حکم ہے اس لیے برعایت مقتدیاں زیادہ تطویل نہ کرنی چاہیے لیکن تین سے زیادہ ہونے کو حنفیہ مکروہ نہیں فرماتے اور ﴿سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ﴾ کے بعد ﴿رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾ کہنا بھی مستحب ہے اسی طرح جلسہ میں ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي﴾ الخ کہنا بھی مستحسن ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ ادعیہ واذکار نوافل میں پڑھے اور فرائض میں (امام) تخفیف کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۷ جلد ۲ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ شکر نعمت حاصل ہونے پر مستحب ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۲ جلد ۲ رد المحتار ص ۳۱ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: حنیفہ کے نزدیک آمین کہنا سنت ہے۔ لیکن اگر ایک دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جبر (زور سے) نہیں ہے وہ بھی آہستہ میں داخل ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۲ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۹۸ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی عذر نہ ہو تو سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے یہ سنت طریقہ ہے بلا عذر اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے البتہ اگر عذر ہو جیسے بڑھا پاپا ہو یا بدن بھاری ہو گیا ہو اور پہلے گھٹنے رکھنے میں تکلیف ہو تو اس صورت میں پہلے ہاتھ رکھنے میں مضائقہ نہیں۔

[مراقی الفلاح مع مخطاوی ص ۱۵۴]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ میں جاتے وقت زمین پر وہ اعضاء رکھے جو زمین سے قریب ہیں پھر اس کے بعد والے علی الترتیب رکھے پس پہلے دونوں گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی رکھے اور پیشانی کا اکثر حصہ لگا دے کیونکہ یہ واجب ہے اور اس طرح رکھے کہ اچھی طرح قرار پکڑے اور یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی عذر نہ ہو اگر عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے پہلے گھٹنے نہیں رکھ سکتا تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھ لے اگر عذر کی وجہ سے دونوں ایک ساتھ زمین پر نہیں رکھ سکتا تو دائیں ہاتھ اور گھٹنے کو بائیں پر مقدم کرے۔ [عمدة الفقہ ص ۱۱۰ جلد ۲ و فتاویٰ رحمہ ص ۲۲۰ ج ۴]

مَسْئَلَةٌ: مرد کے لیے سجدہ کا مسنون اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (پسلیوں) سے جدا رکھے لیکن جماعت کے اندر بازوؤں سے ملا ہوا رکھے (کہ دیگر مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو) کہنیوں کو زمین پر نہ بچھائے بلکہ زمین سے اٹھا ہوا رکھے پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے اور سجدہ

میں دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل رکھے (سینے کے مقابل نہ رکھے) یعنی چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور انگوٹھے کانوں کی نو کے مقابل رہیں ہاتھوں کی انگلیاں بالکل ملا کر رکھیں تاکہ سب کے سرے قبلہ رخ رہیں اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین پر اس طرح رکھے کہ ان کے سرے قبلہ رخ رہیں۔ مردوں کا سجدہ کی حالت میں دونوں کہنیاں (بلا عذر) زمین پر بچھانا مکروہ تحریمی ہے۔

[عمدہ الفقہ ص ۱۰ جلدی ۲ فتاویٰ رحمیہ ص ۲۲۰ جلد ۷ دعاگیری ص ۱۰۲ ج ۱۰۲ اشامی ص ۳۳ ج ۱۰۲ محمودیہ ص ۱۹۸ ج ۱] **مَسْئَلَةٌ: التَّحِيَّاتُ** میں شہادت کی انگلی اٹھانے سے تو حید کا اشارہ ہوتا ہے تاکہ جیسا کہ زبان سے ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) الخ کہا جاتا ہے جس کا مطلب تو حید کا اقرار ہے۔ اسی طرح عملاً بھی افعال و جواریح سے اس کو ظاہر کیا جائے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۱ جلد ۲ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۲ جلد اول]

تکبیرات کا سنت طریقہ

مَسْئَلَةٌ: ایک رکن کے بعد دوسرے رکن میں جانے کے لیے شرعی اذکار کا بے موقع استعمال مکروہ ہے۔ سنت یہ ہے کہ جب ایک رکن کے بعد دوسرا رکن شروع کیا جائے اس وقت (شرعی طریقہ سے) اللہ کا نام لیا جائے اور جب وہ انتقال (رکن پورا) ہو تو وہ ذکر بھی (تکبیر وغیرہ) ختم کیا جائے چنانچہ مثلاً یہ صورت مکروہ ہوگی کہ کوئی شخص رکوع میں جاتے وقت کی تکبیر اس وقت کہے جب رکوع میں پہنچ جائے یا ﴿سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ﴾ جو رکوع سے اٹھتے وقت کہنا چاہیے پورے طور پر کھڑے ہو جانے کے بعد کہا جائے حالانکہ حکم کا مقصد یہ ہے کہ تکبیر وغیرہ (ایک رکن سے دوسرے رکن میں) منتقل ہونے کے درمیانی عرصہ کے اندر ادا کی جائے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۳۷ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: تکبیرات انتقالات کے اندر امام کو حد سے زیادہ جبر یا حد سے زیادہ اخفا (زیادہ بلند یا زیادہ ہلکی آواز) دونوں امر خلاف سنت ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۲ ج ۳]

مَسْئَلَةٌ: تکبیرات میں کامل سنت اسی وقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ شروع کرے اور جیسے ہی دوسرے رکن میں پہنچے تو تکبیر کی آواز

بند ہو جائے۔ [کبریٰ ص ۳۱۳]

مَسْئَلَةٌ: اصح یہ ہے کہ ”اکبر“ کی باء اور راء کے درمیان الف ممالہ زیادہ کر کے ”اکبار“ پڑھے گا تو تکبیر تحریر صحیح نہ ہوگی اور نماز میں داخل نہ ہوگا۔ اور اگر تکبیر تحریر صحیح ادا کی مگر تکبیرات انتقالات (درمیان کی تکبیر) مذکورہ طریقہ سے الف ممالہ کے اضافہ کے ساتھ تکبیر کہے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاویٰ رضویہ ص ۴۷۴ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: تکبیر تحریر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھوں کو بغیر چھوڑے ہوئے باندھ لے۔

[امداد الاحکام ص ۷۷ جلد اول]

قومہ اور جلسہ کا مسنون طریقہ

سوال: ہمارے امام صاحب رکوع کے بعد قومہ میں سیدھے کھڑے ہوئے بغیر سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ﴿سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ﴾ کے ساتھ ہی ﴿اللَّهُ أَكْبَرُ﴾ کہتے ہیں درمیان میں ذرا بھی نہیں ٹھہرتے اور نہ سانس توڑتے ہیں اسی طرح سجدے کے بعد جلسہ کی حالت میں اور یہی حالت سجدے میں جانے اور سجدہ سے اٹھنے کی تکبیرات کی ان تکبیرات میں وقفہ نہیں کرتے ان کو دیکھ کر مقتدی بھی ایسا ہی کرتے ہیں لہذا تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

جواب: اس طرح عادت کر لینا غلط ہے نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور قابل اعادہ ہو جاتی ہے۔ قومہ و جلسہ (رکوع کے بعد صحیح کھڑے ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اچھی طرح بیٹھنا) کو اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

در مختار مع الشامی ص ۴۶۶ جلد اول تا ص ۴۷۲ جلد اول کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو، کیونکہ قومہ سنت ہے اور اس کو واجب اور فرض بھی کہا گیا ہے پھر زمین کی طرف جھکتے ہوئے ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) کہے اور دونوں گھٹنے زمین پر رکھے۔ اور ان عبارات میں لفظ ((ثُمَّ)) آیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ ساتھ نھر نھر کر سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے ہوئے جھکنا شروع کریں یہ تکبیر اس وقت ختم ہو جب جھکنا ختم ہو (اور پیشانی زمین پر رکھی جائے) پھر دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھے یعنی اتنی دیر بیٹھے کہ ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) کہا جاسکے۔ آنحضرت ﷺ کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اطمینان سے سیدھے

کھڑے ہوتے، پھر سجدہ میں جاتے، اسی طرح سجدہ کے بعد سر مبارک اٹھا کر برابر سیدھے بیٹھ جاتے، تب دوسرا سجدہ فرماتے تھے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۵۷ جلد اول]

آنحضرت ﷺ کی نماز کے مطابق اپنی نماز ہونی ضروری ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو، اسی طرح تم نماز پڑھو۔“ اگر ہم خود اپنی نماز آنحضرت ﷺ کی نماز کے مطابق ادا کرنے کی کوشش نہ کریں اور خلاف سنت نماز پڑھیں تو نماز مقبول نہ ہوگی اور قابل اعادہ ہوگی۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ بدتر اور سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! نماز کس طرح چراتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع و سجود کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت (سیدھی) نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوتی، جب تک رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے (نہ ٹھہرائے) اور اس کا ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔ اسی طرح جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت اپنی پیٹھ کو درست نہیں کرتا، اس کی نماز پوری نہیں ہوتی ہے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۸۳ ج ۱]

منقول ہے کہ جب بندہ مومن نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے رکوع و سجود کو اچھی طرح بجالاتا ہے اس کی نماز بشاش اور نورانی ہوتی ہے، فرشتے اس نماز کو آسمان پر لے جاتے ہیں اور وہ نماز اپنے نمازی کے لیے دعا کرتی ہے اور کہتی ہے ”اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی“ اور اگر نماز کو اچھی طرح نہیں ادا کرتا تو وہ نماز سیاہ رہتی ہے اور فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے اور اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے، اور وہ نماز کہتی ہے کہ ”اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے، جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا۔“

[خلاصہ فتاویٰ رحمیہ ص ۳۵ جلد ۳ بحوالہ مکتوب نمبر ۶۹ امام ربانی ص ۱۳۸ ج ۲]

فَسَيُعَلِّمُكَ: جو نمازیں تعدیل ارکان کے ساتھ ادا نہیں ہوئی ہیں اگر چہ وہ ہو گئی ہیں لیکن ان کا اعادہ (لوٹانا) اچھا ہے، فرض اور وتر کا اعادہ کرنے سنتوں کا اعادہ نہ کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۶ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۲۳ جلد اول و انطاط العوام ص ۵۹]

قومہ و جلسہ میں دعا کا حکم

سوال: قومہ اور جلسہ میں امام اور مقتدی دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مقتدی رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر (قومہ میں) رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے بعد حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا قَبُولًا کہہ سکتا ہے جب کہ وقت مل جائے امام سے پیچھے رہنا لازم نہ آتا ہو اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان (جلسہ میں) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ کہے اور اگر وقت مل جاتا ہو تو وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ بھی کہہ سکتا ہے ممنوع نہیں ہے۔ البتہ امام کے لیے آپ ﷺ کی ہدایت ہے کہ امام کو ہلکی پھلکی ہی نماز پڑھانی چاہیے کیونکہ جماعت میں مریض اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اس کا لحاظ کرتے ہوئے مقتدیوں کے لیے زحمت اور مشقت کا سبب نہ بنے۔ [فتاویٰ ص ۳۰۱ جلد ۲ بحوالہ ثامی ص ۴۷۲ جلد اول]

نماز کے بعد دعا زور سے یا آہستہ؟

مَسْئَلَةٌ: فرض نمازوں کے بعد امام اور مقتدی کے مل کر دعا مانگنے کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا مسنون اور افضل طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دونوں آہستہ آہستہ دعا مانگیں یہ طریقہ اخلاص سے پر (بھرا ہوا) ہے خشوع و خضوع عاجزی والا نیز دل پر اثر انداز قبولیت کے قریب اور ریاکاری سے دور ہے۔ دعا میں اصل اخفاء (پوشیدہ مانگنا) ہے۔ دعا آہستہ مانگنی چاہیے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا بھی یہی طریقہ تھا۔ ”رَبِّدَاْءٌ خَفِيًّا“

نیز حدیث شریف میں ہے: ”خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ“ بہتر دعا خفی (آہستہ) ہے۔ ”ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً“

فتح الباری ص ۲۶۹ جلد نمبر ۲ میں ہے کہ مختار طریقہ یہ ہے کہ امام اور مقتدی دعا آہستہ آواز سے کریں ہاں جب دعا سکھانے کی ضرورت ہو پھر (سیکھنے تک) مضائقہ نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ محدثین، مفسرین اور فقہاء کے اقوال سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ دعا مانگنا امام و مقتدی اور منفرد ہر ایک کے لیے افضل اور مسنون ہے۔ امام کا زور سے دعا مانگنے کی عادت بنالینا خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے، اماموں کو چاہیے کہ سنت کی عظمت اور اہمیت کو پہچانیں اور اس پر عمل کرنے کی

کوشش کریں، عوام اور خواہشات نفسانی کی پیروی نہ کریں۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ ”سب سے بڑا مفسدہ یہ ہے کہ امام با آواز دعائے کلمات پڑھتا ہے اور عام طور پر بہت سے لوگ مسبوق (جن کی رکعت رہ جاتی ہے) ہوتے ہیں جو باقی ماندہ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہوتے ہیں ان کی نماز میں خلل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ دین کسی سے یہ صورت منقول نہیں کہ نماز کے بعد وہ (امام) دعا کرے اور مقتدی صرف آمین کہتے رہیں۔ خلاصہ یہ کہ عام حالات میں اس سے اجتناب کر کے امام اور مقتدی سب آہستہ آہستہ دعا مانگیں ہاں کسی موقع پر جہاں مذکورہ مفاسد نہ ہوں کوئی ایک جہر ادا کرے۔

مقتدیوں کو بھی امام کو جہر ادا کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کی دعا سنتا ہے عربی میں یاد نہ ہو تو فارسی میں اردو میں غرضیکہ جو اس کی زبان ہو اسی زبان میں (آہستہ آہستہ اپنی اپنی دعا مانگے) [خلاصہ فتاویٰ رحمیہ ص ۳۳۲ ج ۳ ص ۱۰۵ ا ج ۱]
مَسْئَلَةٌ: ظہر مغرب، عشاء کی نماز کے بعد امام دیر تک دعا نہ مانگے، یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں دعا مختصر ہونی چاہیے۔ [بہشتی زیور ص ۳۲ جلد ۱۱]

مَسْئَلَةٌ: آہستہ دعا مانگنا افضل ہے نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے کر لے جائز ہے۔ لیکن ہمیشہ جہری (بلند آواز سے) دعا کی عادت بنانا مکروہ ہے۔ حدیثوں میں جس طرح دعا کے متعلق روایتیں ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ)) اور سجدہ میں ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) پڑھا، لیکن جس طرح رکوع اور سجدہ کی تسبیحات کی روایتوں سے جہر ثابت نہیں ہوتا دعا کی روایتوں سے بھی جہر ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۱۸۳ جلد اول]

(البتہ طویل دعائیں پڑھنے کی امام کو عادت نہ بنالینی چاہیے جس سے سنت میں تاخیر ہو اور نمازیوں کو بھی گراں گزرے)

مَسْئَلَةٌ: دعا کے اول و آخر درود شریف کا ہونا دعا کی قبولیت کے لیے زیادہ امید بخش ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۸۳ جلد ۱۳]

مَسْئَلَةٌ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی دعا قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ رات کے آخری حصہ کی اور فرض نماز کے بعد کی دعا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۲ ج ۱ و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۰ جلد ۱۲]

مَسْئَلَةٌ: امام جس وقت نماز سے فارغ ہو مع مقتدیوں کے سب اکٹھے (ایک ساتھ) دعا مانگیں پھر سنتیں اور نفل پڑھ کر اپنے اپنے کاروبار میں چلے جائیں، دوبارہ سہ بارہ (سنتوں کے بعد) دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور نمازیوں کو مقید رکھنا دوسری تیسری دعا تک جائز نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۰ جلد ۳ و فتاویٰ رحیم ص ۱۸۳ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: حضرت سائب بن ریحانؓ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو اپنے دونوں مبارک ہاتھ اٹھاتے اور جب فارغ ہوتے تو ان دونوں ہاتھوں کو چہرے مبارک پر پھیرتے تھے۔ [مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶ جلد اول باب الدعاء]

مَسْئَلَةٌ: دعا کے لیے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اس طرح کہ دونوں بغل ظاہر ہو جائیں یعنی بغلوں سے جدا رکھے۔ [اجکام دعا مفتی محمد شفیع ص ۱۱]

مَسْئَلَةٌ: فرائض کے بعد جو دعا چاہے مانگے یہ ضروری نہیں کہ امام کی دعا پر آمین کہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۲۸۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کوئی ضروری کام ہے تو سلام کے بعد فوراً چلے جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور اس (جانے والے) پر کچھ طعن نہ کرنا چاہیے اور اگر دعاء کے ختم تک انتظار کرے اور امام کے ساتھ دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۳ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۹۵ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: فرض نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں:

((بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهَبْ عَنِّیْ

اَلْهَمَّ وَالْحُزْنَ)) [امداد احکام ص ۳۸۷ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: فرض نماز کے بعد ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ)) پڑھنا مسنون ہے اور افضل ہے۔ اسی لیے اکثر اسی کو پڑھا جاتا ہے، لیکن دوسری دعا اور درود وغیرہ پڑھنے سے بھی سنت ادا ہو جاتی ہے لہذا کسی دوسری دعا کو خلاف سنت کہنا صحیح نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۵ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا شرعاً ثابت ہے اور مستحب ہے، لیکن اگر اتفاقیہ طور پر کوئی شخص کبھی ترک کر دے تو اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۱ جلد ۱۰]

مَسْئَلَةٌ: دعا کے آداب میں سے یہ ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر دعا کرے اور دونوں کے درمیان قدرے فاصلہ ہو ملا کر رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۴ جلد ۴، بحوالہ شامی ص ۴۷۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: دعا کے وقت دونوں ہاتھوں میں کچھ فصل رکھنا افضل ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز کے بعد دعا کا پہلا اور اخیر لفظ جہراً کہنا جائز ہے مگر اہتمام کی ضرورت نہیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۴۸ جلد اول]

تا کہ عوام نماز کا جزو نہ سمجھیں۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: جماعت کے بعد امام کی دعا پر آمین کہتا رہے یا اپنی دعا مانگے، دونوں طرح درست ہے اور دعا میں اخفاء افضل ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۱ جلد ۱۰]

مَسْئَلَةٌ: نماز کے بعد بالالتزام مصافحہ یا معانقہ کرنا درست نہیں ہے، جہاں تک ہو سکے اس عمل سے بچنا ضروری ہے، لیکن ابتدائی ملاقات کسی بھی نماز کے بعد فوراً ہی ہو تو اس صورت میں گنجائش ہے کہ مصافحہ یا معانقہ کیا جاسکتا ہے۔ [نظام الفتاویٰ ص ۵۰۱ ج ۱]

امام کے دوسرے سلام سے پہلے مقتدی کا قبلہ سے پھر جانا؟

سوال: ہماری مسجد کے امام صاحب لمبا (دیر تک) سلام پھیرتے ہیں، ایک مقتدی امام کے دوسرے سلام پھیرتے ہی منہ قبلہ سے پھیر لیتا ہے جب کہ امام صاحب کا سلام ابھی پورا نہیں ہوتا۔ اس کا کہنا ہے کہ دوسرا سلام پھیرتے وقت مقتدی امام کی اقتداء سے آزاد ہو جاتا ہے، کیا اس کا یہ عمل درست ہے؟

جواب: امام کو سلام اتنا لمبا نہیں کرنا چاہیے (یعنی قراءت کی لمبی آواز نہ کرے) کہ مقتدیوں کا سلام درمیان ہی میں ختم ہو جائے جو مقتدی امام کا دوسرا سلام پورا ہونے سے پہلے ہی قبلہ سے ہٹ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن ایسا مکروہ ہے۔ جب اس نے پانچ سات منٹ امام کے ساتھ صبر کیا ہے تو چند سیکنڈ اور بھی صبر کر لیا کرے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۶۲ جلد ۳ و فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۳ جلد ۲]

فَسَلِّعَلَيْكُمْ: اگر ((السلام علیکم)) میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جائے تو نماز ہو جائے گی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ جلد ۲، درمختار ص ۳۱۸ جلد اول]

فَسَلِّعَلَيْكُمْ: نماز کے ختم کے سلام میں قبلہ سے صرف منہ پھیرنا دونوں طرف سلام کے ساتھ کافی ہے سیدنا نہ پھیرے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷ جلد ۲]

فَسَلِّعَلَيْكُمْ: اگر کوئی شخص امام کے پہلے سلام پھیرتے وقت شریک ہو یعنی امام کے لفظ ((السلام)) کہنے کے بعد اور ((علیکم ورحمۃ اللہ)) کہنے سے پہلے شریک ہو تو اس کی شرکت اور اقتداء صحیح نہ ہوگی سلام کے پہلے میم پر نماز ختم ہو جاتی ہے اس لیے وہ شخص اپنی نماز علیحدہ پڑھے اور تحریر علیحدہ کہہ کر نماز شروع کرے اور اپنے آپ کو امام کا مقتدی نہ سمجھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۳ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۳۳۶ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۳ جلد ۲ و غلطای العوام ص ۲۸]

فَسَلِّعَلَيْكُمْ: اگر پوری تکبیر تحریر یعنی اللہ اکبر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کہے چکا ہے تو وہ شریک جماعت ہو گیا اب اس کو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد ۳ و شامی ص ۳۳۶ جلد اول]

فَسَلِّعَلَيْكُمْ: امام داہنی طرف سلام پھیرنے والا تھا کہ مسبوق آکر امام کی نماز میں شامل ہو گیا تو ایسی صورت میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد بہتر یہ ہے کہ تشہد پورا کر کے اٹھے۔

[شامی ص ۳۶۳ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۰ جلد ۳]

اور اگر پورا تشہد نہ پڑھا اور کھڑا ہو گیا تو یہ بھی جائز ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۵ ج ۲]
فَسَلِّعَلَيْكُمْ: مسبوق نے تکبیر تحریر کہی اس کے بعد امام نے سلام پھیر دیا تو یہ شخص جماعت میں شامل ہو گیا، اپنی نماز شروع کرے، قعدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر امام نے السلام کا لفظ کہا، ابھی علیکم کا لفظ کہنے نہیں پایا تھا کہ مسبوق نے تکبیر تحریر کہی تو اس کی اقتداء صحیح نہیں ہوئی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مسبوق نے تکبیر تحریر کہی اور قعدہ میں بیٹھا تھا کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس کو تشہد پڑھ کر کھڑا ہونا چاہئے، اگر تشہد پڑھے بغیر ہی کھڑا ہو گیا تب بھی نماز درست ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۰۱ جلد ۲، شامی ص ۳۳۶ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۵ جلد اول، امداد الاحکام ص ۵۵۱ ج ۱]

فَسَلِّعَلَيْكُمْ: السلام علیکم کہتے وقت مقتدی کا سانس امام سے پہلے ٹوٹ جائے تو اس صورت میں مقتدی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۳ جلد ۲، رد المحتار ص ۳۹۰ جلد اول باب صفۃ الصلوۃ]

مَسْئَلَةٌ: ختم نماز صرف لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ہونی چاہئے، و برکاتہ کے زائد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (یعنی و برکاتہ کا اضافہ نہ کرے)۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۹۶ جلد ۱]

امام کا سلام کے بعد قبلہ کی طرف پھرنا؟

مَسْئَلَةٌ: جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان میں امام کو اختیار ہے خواہ داہنی طرف منہ کر کے بیٹھے یا بائیں طرف، حدیث شریف سے دونوں امور ثابت ہیں اور فقہائے حنفیہ نے بھی دونوں میں اختیار دیا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۹ جلد ۲، رد المحتار ج ۲۹۶، ج ۱ بخاری ص ۱۱۸ جلد ۱ فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۶ جلد ۲ آپ کے مسائل ص ۲۵۲ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: جہت بدلتا رہے تاکہ عوام ایک ہی جہت کو ضروری نہ سمجھیں۔ [رحمہ ص ۳۵ ج ۳]
(لیکن کسی ایک جہت کو لازم نہ کرے، بدلتے رہنا چاہئے اور اس بیٹھنے میں امام تسبیح فاطمی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھے کہ جن کی رکعت رہ گئی وہ اپنی نماز کو کس انداز میں ادا کر رہے ہیں اور کیا وہ طریقہ قابل اصلاح ہے؟ نیز یہ بھی دیکھے کہ محلہ کے کون آدمی جماعت کی نماز سے رہ گئے ہیں اور حاضر نہ ہونے کا سبب کیا ہے کیونکہ امام محلہ کا سربراہ اور ذمہ دار بھی ہوتا ہے۔ [محمد رعت ۱]

نماز کے ختم پر سلام کیوں ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح نماز کے افتتاح اور آغاز کے لیے کلمہ اللہ اکبر تعلیم فرمایا ہے اس سے بہتر کوئی دوسرا کلمہ افتتاح نماز کے لیے سوچا ہی نہیں جاسکتا۔ اسی طرح اس کے اختتام کے لیے: ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ“ تلقین فرمایا ہے۔ اور بلاشبہ نماز کے ختم کے لیے بھی اس سے بہتر کوئی لفظ نہیں سوچا جاسکتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ سلام اس وقت کیا جاتا ہے جب ایک دوسرے سے غائب اور الگ ہونے کے بعد پہلی ملاقات ہو، لہذا اختتام کے لیے ”السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ“ کی تعلیم میں واضح اشارہ ہے بلکہ گویا ہدایت ہے کہ بندہ اللہ اکبر کہہ کر جب نماز میں داخل ہو اور بارگاہ خداوندی میں عرض معروض شروع کرے تو چاہیے کہ وہ اس وقت عالم شہود سے حتیٰ کہ اپنے ماحول اور دائیں بائیں والوں سے غائب اور الگ ہو جائے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس وقت اس کے دل کی نگاہ کے سامنے نہ رہے، پوری نماز میں اس کا حال

یہی رہے۔

پھر جب قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف اور آخری دعا اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کر کے اپنی نماز پوری کر لے تو اس کے باطن کا حال یہ ہو کہ گویا اب وہ کسی دوسرے عالم سے اس دنیا میں اور اپنے ماحول میں واپس آیا ہے اور دائیں بائیں والے انسانوں یا فرشتوں سے اب اس کی نئی ملاقات ہو رہی ہے اس لیے اب وہ ان کی طرف رخ کر کے اور ان ہی سے مخاطب ہو کر کہے: "السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ"

اس عاجز کے نزدیک اس حکم کا راز، اور یہی اس کی حکمت ہے۔ [معارف الہدیٰ ص ۳۰۸ ج ۳]

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے؟

نماز کی شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا مثال (۱) طہارت باقی نہ رہے، طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جن کو ہم نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کریں گے۔ (۲) ہوش و حواس درست نہ رہیں خواہ بے ہوشی کے سبب سے یا جنون، آسیب وغیرہ کی وجہ سے۔ (۳) سینے کو قصد اُبے عذر قبلہ سے پھیرنا۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلہ سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصد اُپھیرا جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لیے سینہ قبلہ سے پھیر لے اور بعد اس کے یاد آ جائے کہ وضو نہیں کیا، اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی ورنہ فاسد ہو جائے گی۔

مَسْئَلَةٌ: نماز کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عدا ہو یا سہواً مثلاً قراءت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع، سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کر دیا جائے۔ (۴) نماز کے واجبات کا عدا چھوڑ دینا۔ (۵) نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدہ سہو نہ کرنا (۶) حالت نماز میں کلام کرنا کلام کے مفید نماز ہونے میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں دو حرف ہوں یا ایسا ایک حرف ہو جس کے معنی سمجھ میں آ جاتے

ہوں۔ [در مختار، علم الفقہ ص ۱۰۰ جلد ۲]

کلام کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ میں یہ کلام ہر حال میں مفید نماز ہے

خواہ عمدہ ہو یا سہو اعرابی زبان ہو یا غیر عربی، وہ لفظ قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔

مثال [۱] کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ میں نماز میں نہیں ہوں یا اور کسی دھوکہ میں آ کر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے۔ [۲] نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ ”اَقْتُلِ الْحَيَّةَ“ (سانپ کو مار ڈال)۔ [۳] نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ پڑھو۔ [۴] کسی بچی نام کے آدمی سے کہے ”يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ“ یا کسی موی نام کے آدمی سے کہے یا موی (اے موی) یا کسی سے کہے کہ ”اِقْرَأْ“ (پڑھو) یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہیں۔ یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے، اگر دوسرے کی چھینک کے جواب میں ”يَرْحَمَكَ اللَّهُ“۔ (اللہ تم پر رحمت کرے) کہے یا اچھی خبر سن کر کہے ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے، اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ کہے یا نبی ﷺ کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ بشرطیکہ اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو۔ [در مختار وغیرہ]

حاصل یہ کہ جب آدمیوں کے مخاطبہ میں کلام کیا جائے گا، خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [علم الفقہ ص ۱۰۱ جلد ۲، نماز مسنون ص ۷۸، شرح فتاویٰ ص ۹۱ جلد اول، ہدایہ ص ۸۶ جلد اول، کبیری ص ۳۳۳، در مختار ص ۵۵۴ جلد ۱]

دوسری قسم۔ کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا، یہ کلام بھی ہر حال میں مفسد نماز ہے۔ تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے۔ بشرطیکہ عربی لفظ نہ ہو، اور ایسی نہ ہو جو قرآن میں وارد ہوئی اور عربی لفظ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں ”الْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہے یا اس قسم کا کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے، اگر کوئی لفظ کس شخص کی خن تکبیر ہو تو اس کے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ وہ لفظ قرآن میں وارد ہو مثلاً نعم کسی کا خن تکبیر ہو تو نعم کہنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم ذکر اور دعا یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا غیر عربی عبارت میں ہو یا عربی عبارت میں ہو، مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہ ہونے اس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو مثلاً حالت نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اَللّٰهُمَّ اَنْطَلِبْ اِلَيْكَ (اے اللہ مجھے نیک عنایت

فرما)۔ **يَا اَللّٰهُمَّ زَوِّجْنِيْ فُلَانَةً** (اے اللہ میرا نکاح فلانہ سے کر دے)۔ یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں، نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے۔ لہذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر قرآن مجید یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر بے موقع پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدوں میں۔

پانچویں قسم۔ حالت نماز میں لقمہ دینا، یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ لقمہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اس کا امام نہ ہو۔ [علم الفقہ ص ۱۰۱ جلد ۲] **هَيْئَةً**؛ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے۔ بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کیے ہیں، اس لیے ہم چند جزئیات اس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں، بقدر ضرورت سے وہ مقدار قراءت کی مقصود ہے جو مسنون ہے۔

[نہر الفائق، شامی وغیرہ]

هَيْئَةً؛ امام اگر بقدر ضرورت قراءت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے، مقتدیوں کو چاہیے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آ جائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ [شامی۔ علم الفقہ ص ۱۰۲ ج ۲]

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [بحر الرائق وغیرہ]

مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز بھی۔

اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قراءت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [در مختار]

مقتدی کو چاہئے کہ لقمہ دینے میں تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی، اس لیے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قراءت قرآن نہ کرنی چاہئے۔ [فتح القدیر وغیرہ]

کھانا سبے کسی عذر یا غرض صحیح کے، اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آجائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ [غرض صحیح کی مثال]

(۱) آواز صاف کرنے کے لیے کھانے۔ (۲) مقتدی امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لیے کھانے۔ (۳) کوئی شخص اس غرض سے کھانے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ یہ نماز میں ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۰۲ جلد اول فتاویٰ رحمہ ص ۲۳۱ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: رونا یا آہ یا ف وغیرہ کہنا، بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو، اور بے اختیار نہ ہو اگر بے اختیاری سے یہ باتیں صادر ہوں یا مصیبت و درد سے نہ ہوں بلکہ خدا کے خوف یا جنت و دوزخ کی یاد سے ہوں، تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: کھانا، پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو، ہاں اگر دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اس کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے میں فساد آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہ ہو۔ اگر اعمال نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لیے کہ رکوع سجدے وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہیں۔ اس طرح اگر نماز کی اصلاح کی غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، مثلاً حالت نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لیے جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاح نماز کے لیے ہے لہذا معاف ہے۔

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اس سے دودھ نکل آئے تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی، اس لیے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں بے عذر چلنا پھرنا، ہاں اگر چلنے کی حالت میں سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے

اور جماعت میں ہو تو ایک رکعت میں ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز پڑھتا ہو تو اپنے مسجد کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لیے چلے، اس صورت میں اگر چہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور چاہے جس قدر چلنا پڑے نماز فاسد نہ ہوگی۔

مَسْئَلَةٌ: نماز کی حالت میں اگر کوئی شخص تکلیف دہ جانور کے اڑانے کی غرض سے ڈھیلہ پھینکے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہے تو عمل کثیر سمجھا جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔

[علم الفقہ ص ۱۰۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: نماز کی صحت کی شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا یا بقدر ادا کرنے کسی رکن کے اسی حالت میں رہنا۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کیے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتداء میں باقی نماز کو تمام کرنا۔

مَسْئَلَةٌ: قرآن مجید کی قراءت میں غلطی ہو جانا خواہ یہ غلطی اعراب میں ہو یا کسی مشدّد حرف کے مخفف پڑھنے میں یا کسی مخفف کے مشدّد پڑھنے میں کوئی حرف یا کلمہ بڑھ جائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہو جائے۔ قرآن مجید کی قراءت میں غلطی ہو جانا۔ ان صورتوں میں مفسد نماز ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔ (۲) معنی بدل گئے ہوں اگرچہ ایسے نہ ہوں کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید میں نہ ہو۔ (۳) معنی میں تغیر آ گیا ہو اور وہ معنی وہاں مناسب نہ ہوں اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہو (۴) معنی میں تغیر آ گیا ہو کہ جس سے لفظ بے معنی ہو گیا ہو جیسے سرائی کی جگہ کوئی شخص سرائی پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں بہت تغیر نہ آئے اور مثل اس کا قرآن مجید میں موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اس کے معنی بھی سمجھ میں آجائیں تو نماز فاسد نہ

ہوگی، اگر کسی شخص کے جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ [بحر الرائق]
 اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی، ہاں اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ [در مختار، علم الفقہ ص ۱۰۵ ج ۲]
 اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی، اگرچہ نمازی کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس شخص سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ [در مختار وغیرہ]
 (یہاں جو صورتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہیں اور انہیں کے مذہب میں احتیاط زیادہ ہے۔ مثلاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ہم نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا ہے۔) [قاضی خاں، شامی وغیرہ]

تمام مفسدات نماز جن کا بیان اوپر ہو چکا۔ اگر قبل قعدہ اخیرہ کے یا قعدہ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہیں ورنہ مفسد نہیں بلکہ متم نماز ہیں یعنی ان کے پائے جانے سے نماز متم ہو جائے گی۔ مگر ان چند صورتوں میں ① اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدہ اخیرہ میں کسی تنیم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہو جائے۔ ② یا موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت گزر جائے یا پٹی پر مسح کرتا ہو اور وہ زخم جس پر پٹی بندھی ہوئی ہو اچھا ہو جائے ③ یا کسی کا موزہ اتر جائے ④ یا خود اتارے مگر عمل کثیر نہ ہونے پائے ⑤ یا کسی امی کو کوئی سورت یاد ہو جائے ⑥ یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑے مل جائیں ⑦ یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے ⑧ یا امام کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں۔ ⑨ یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے ⑩ یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آجائے۔ ⑪ یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اس کا عذر جاتا رہے۔ ⑫ یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجائے اور وقت میں اس کے ادا کرنے کی گنجائش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ امور بعد تمام ہو جانے ارکان نماز کے پائے گئے ہیں۔

[علم الفقہ ص ۱۰۶ جلد ۲]

یہ بارہ صورتیں ہیں جن میں امام صاحبؒ کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے، اس لیے کہ ان صورتوں میں مفسد نماز قعدہ

اخیرہ میں بعد التیمات پڑھ چکنے کے پایا گیا جب کہ کوئی رکن نماز کا باقی نہیں رہا اور ایسے وقت میں اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی ہے مگر چونکہ احتیاط امام صاحبؒ کے مذہب میں ہے اور عبادات میں جہاں تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لیے ہم نے بھی اس کو اختیار کیا۔ واللہ اعلم۔ [شامی]

نماز کے فاسد ہونے سے متعلق مسائل

وہ امور جن کو نماز کے دوران کرنے سے نماز فاسد (ختم، ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھنا ضروری) ہو جاتی ہے، مندرجہ ذیل مزید ہیں۔

مَسْئَلَةٌ: چھینکنے والے کے جواب میں ((يَرْحَمُكَ اللَّهُ)) کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے رنج و غم کی بری خبر سن کر ((إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)) کہنے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ کسی خوش خبری پر ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) کہنا، یا کسی بات پر اظہار تعجب کی خبر سن کر ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) یا ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) کہنے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

کسی کے سوال کے جواب میں قرآن کی آیت پڑھ دینے پر بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے (تا کہ اس کے سوال کا جواب ہو جائے)۔

صاحب ترتیب کو بھولی ہوئی نمازوں کا یاد آ جانا، جب کہ وقت میں گنجائش ہو، (تفصیل قضاء کے بیان میں ہے)۔

نماز میں بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یتیم سے نماز پڑھنے والے کو پانی مل جائے جسے وہ استعمال کر سکتا ہو تو نماز باطل ہو جائے گی، اسی طرح مقتدی با وضو ہے اور امام کا یتیم ہے اور امام کو پانی مل جائے تو مقتدی کی نماز باطل ہو جائے گی، فرض نماز، اور وہ نماز نفل ہو جائے گی۔

مسح کی میعاد ختم ہو جانا جب کہ بقدر تشہد بیٹھنے سے پہلے ختم ہو۔ اسی طرح موزہ کا اتر جانا، اگرچہ کسی معمولی حرکت سے اتر جائے۔ (تفصیل دیکھئے مسائل خفین)۔

جوان پڑھ ہے وہ نماز میں قرآن کی کوئی آیت سیکھ جائے تو نماز جاتی رہے گی، بشرطیکہ وہ شخص ایسے شخص کا مقتدی نہ ہو جو قرآن جانتا ہے۔ اب وہ ان پڑھ قرآن کی آیت یا توسن کر سیکھ گیا ہو، یا بھولا ہوا تھا اور یاد آ گئی۔ ان پڑھ کی نماز باطل اس صورت میں ہوگی جب کہ بہ مقدار

تشہد بیٹھنے سے پہلے ایسا ہوا ہو کہ وہ سن کر سیکھ گیا ہو، ورنہ باطل نہ ہوگی۔

جو شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے، اگر نماز کے دوران رکوع و سجود کے قابل ہو جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ جو شخص نماز کی صلاحیت نہیں رکھتا، جیسے ان پڑھ یا معذور، اس کو امام خلیفہ بنادے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

نماز فجر پڑھنے میں سورج کا نکل آنا۔ عیدین میں سے کسی عید کی نماز کے دوران آفتاب کا زوال پذیر ہونا، اس سے بھی نماز باطل ہو جائے گی۔

جمعہ کی نماز پڑھتے ہوئے عصر کا وقت آجائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔

زخم بھر جانے کے باعث پٹی اتر جانا نماز کے دوران، اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ معذور کے عذر کا جاتے رہنا نماز کے دوران۔ وضو ٹوٹنے پر نماز میں بغیر کسی عذر کے اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ اس میں ایک رکن ادا کیا جاسکے، نماز کو باطل کر دیتا ہے، یعنی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ نماز کے دوران خیال آیا کہ میرا وضو نہیں ہے۔ یا مسح کی مدت ختم ہوگئی یا کوئی قضاء نماز پڑھنی ہے یا نجاست (ناپاکی) لگ گئی ہے نمازی کا اپنی جگہ سے ہٹ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، اگرچہ مسجد سے باہر نہ گیا ہو۔

مقتدی کا اپنے امام کے علاوہ کسی اور کی غلطی بتانا، ہاں اپنے امام کو غلطی بتا سکتا ہے نماز پڑھنے والے کا کسی اور کی بتائی ہوئی غلطی کو مان لینا، اس سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے کسی کے حکم کی تعمیل کرنا۔

جو نماز پڑھی جا رہی ہے اس سے ہٹ کر کسی اور دوسری نماز کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہنا۔ تکبیر میں اللہ اکبر کے پہلے الف کو کھینچ کر پڑھنا جیسے اللہ اکبر، یا اللہ اکبار یا کو کھینچ کر پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز میں وہ حصہ کھل جانے سے جس کا ڈھانکنا ضروری ہے۔ کھل جانے یا ناپاکی کے لگ جانے سے اتنی دیر اس حالت میں رہنا کہ ایک رکن ادا کیا جاسکے۔ مقتدی کا اپنے امام سے پہلے کسی اپنے رکن کا ادا کرنا جس میں اس کے ساتھ شرکت نہ کی ہو، اس میں بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مقتدی کے قدم کا اپنے امام کے قدم سے آگے نکل جانے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

چار رکعت والی نماز میں یہ سمجھ کر کہ یہ دو رکعت والی نماز ہے دو رکعت پر سلام پھیر دینا، مثلاً ظہر کی نماز ہے اور یہ سمجھ کر کہ یہ جمعہ کی نماز ہے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اس میں بھی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۴۶۹ تا ۴۷۳ ج ۱]

کسی نابینا کو ہلاکت کی جگہ سے بچانے کے لیے نماز کے اندر بولنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [کتاب الفقہ ص ۷۷ جلد اول]

نماز میں زیادتی کے ساتھ ایسے کام کرنے سے جو نماز کے اعمال میں سے نہیں ہیں نماز باطل ہو جاتی ہے اور زیادتی کے ساتھ کام کرنے سے یہ مراد ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ یہ نماز میں نہیں ہے شک کرنے لگیں کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۸۷ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: منہ میں پان اگر دبا ہوا ہو اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [بہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: بچہ نے آنکھوں کا دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہے گی، البتہ اگر دودھ نہ نکلا تو نماز ہو جائے گی۔ [بحر الرائق ص ۱۲ جلد اول، بہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: نماز پڑھتے ہوئے کسی لکھی ہوئی چیز پر نظر پڑی اور اس کو زبان سے نہیں پڑھا، لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی، البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔

[بہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲، بحوالہ مجمع الانہر ص ۱۲۲، در مختار ص ۵۷۹ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں ڈکار لینا مکروہ (تجزیہ) ہے اس کو روکنے کی کوشش کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو، اور آواز پست رکھی جائے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۶ ج ۳ و شامی ص ۵۸۳ جلد اول و فتاویٰ رحمیہ ص ۱۹۱ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں چنے کی مقدار یا کم و بیش کھانے کی چیز منہ میں نمازی کی زبان پر آئی، اس کو کپڑے یا ہاتھ سے باہر نکال دینے سے نماز میں کچھ نقصان نہیں آئے گا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۱ جلد ۴ و رد المحتار ص ۵۸۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں اگر تھوکنہ ہو اور نگل نہ سکے تو کپڑے (رومال وغیرہ) میں لے لے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۲ جلد ۴ و مشکوٰۃ شریف ص ۷۱ جلد اول باب المساجد]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں اگر چھینک اور ڈکار سے جو آواز بن جاتی ہے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی، کیونکہ

اس سے بچنا مشکل ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۸۶ جلد ۱ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد ۱]
 ۱۴۸: اگر چھینک یا ڈکار میں ایسے حروف کا (خود) اضافہ کیا جو قدرتی طور پر نہیں نکلتے تو نماز
 فاسد ہو جائے گی۔ [کتاب الفقہ ص ۳۸۶ جلد ۱]
 ۱۴۹: نماز سے باہر والے کی دعا پر دوران نماز آمین کہنے سے بھی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

[کبیری ص ۲۳۹]

۱۵۰: نماز میں اذان کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

[کبیری ص ۳۳۳ و نماز مسنون ص ۳۸۳]

۱۵۱: کسی چیز کے نیچے گرنے پر بسم اللہ پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے نیز کسی ناگوار
 بات کے سننے ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔
 ۱۵۲: رنج و غم کی وجہ سے کراہنے آہ افہائے کہنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر کسی
 مرض کی وجہ سے ہو جس سے ضبط نہ کیا جاسکے تو نماز باطل نہ ہوگی۔

[ہدایہ ص ۸۶ ج ۱ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد ۱: کبیری ص ۳۳۷]

۱۵۳: کسی دنیاوی رنج و مصیبت میں یا دنیوی غرض کے لیے آواز کے ساتھ رونے سے بھی
 نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۷۸ جلد ۱]

۱۵۴: نماز میں اللہ کا خوف یا امر آخرت کی وجہ سے رونا آجائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی
 جب کہ رونا بے اختیار ہو۔ [ہدایہ ص ۸۶ ج ۱ شرح نقایہ ص ۹۲ ج ۱: کبیری ص ۳۳۶]

۱۵۵: نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو الحمد للہ نہیں کہنا چاہیے اگر کہہ لیا تو نماز فاسد نہیں
 ہوگی۔ [آپ کے مسائل ص ۳۲ جلد ۱]

۱۵۶: مجبوری کی وجہ سے نماز میں جمائی لی ہو اور احتیاط کرتا ہو، آواز نہ نکلے تو معاف ہے
 اور اگر اس میں احتیاط نہ کرتا ہو اور بے احتیاطی کی وجہ سے آواز نکلے اور حروف پیدا ہوں تو نماز
 فاسد ہو جائے گی۔ [عمدة الفقہ ص ۲۵۲]

۱۵۷: نماز میں مصافحہ کرنے، سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی
 ہے۔ [کبیری ص ۳۳۲، شرح نقایہ ص ۹۲ جلد ۱، نماز مسنون ص ۳۸۱]

۱۵۸: نماز میں صرف گردن موڑنا مکروہ ہے۔ البتہ کن اکھیوں سے دائیں بائیں دیکھ لینا روا

ہے۔ (لیکن یہ بھی مناسب نہیں ہے۔ اور سیدنا کو قبلہ کے رخ سے ہٹا کر کسی اور جانب اتنی دیر تک موڑے رکھنا جتنی دیر میں ایک رکن نماز کا پورا ہو سکے، اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۳۳ جلد اول، ہدایہ ص ۹۰ ج ۱، کبیری ص ۳۵۱ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول])

مَسْئَلَةٌ: ناپاک جگہ سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ [در مختار ص ۹۰ شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: نماز کی قرأت میں اگر فاش غلطی ہوگئی جس سے مفہوم و معنی بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ نیز قرآن کریم کو موسیقی کی طرز پر پڑھنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

[در مختار ص ۹۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: برہنہ (نگا) آدمی جو نماز پڑھ رہا ہے، دوران نماز پردہ پوشی کے لیے کپڑے وغیرہ مل جائیں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [ہدایہ ص ۸۲]
مَسْئَلَةٌ: نماز میں جنون یا بے ہوشی یا جنابت لاحق ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

[ہدایہ ص ۸۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز کے دوران باہر سے کوئی چیز کھائے گا یا پیئے گا، چاہے تل کے برابر ہی ہو، نگل لے لے تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ [نماز مسنون ص ۳۸۹ شرح نقایہ ص ۹۳ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: دانتوں کے درمیان سے کوئی چیز دوران نماز نکال کر کھائے گا تو اگر چنے کے دانہ کے برابر یا اس سے بڑی ہو تو اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ [شرح نقایہ ص ۹۳ ج ۱]
مَسْئَلَةٌ: اور ایسی چیز کے نگلنے اور معدہ میں پہنچنے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے جو منہ میں گھل جاتی ہے جیسے چینی منٹھائی وغیرہ۔ [کتاب الفقہ ص ۳۸۹ جلد ۱]

جن چیزوں سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
مثال: کوئی شخص چار اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرت پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔

مَسْئَلَةٌ: رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لیے یا اور کسی

غرض سے اٹھالینا مکروہ تحریمی ہے۔ [ردالمحتار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچنے پائے مکروہ تحریمی ہے مثلاً (۱) کوئی شخص اپنی داڑھی کے بال ہاتھ میں لے (۲) اپنے کپڑے پکڑے، اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔

مسئلہ: حالت نماز میں وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہیں جن کو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جاسکتا ہو، ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: کوئی کھڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قرأت میں خلل نہ ہو اگر قرأت میں خلل ہوگا تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔ [درمختار، شامی]

مسئلہ: برہنہ سر نماز پڑھنا، ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لیے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے ہوئے گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔

[ردالمحتار، علم الفقہ ص ۱۰۶ ج ۲]

مسئلہ: پانخانہ، پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [درمختار، وغیرہ]

اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے بین حالت نماز میں پانخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتوں سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا باجماعت اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملے گی۔ ہاں اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہے گا یا جنازہ کی نماز ہو کہ نماز ہو جائے گی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت میں نماز تمام کر لے۔ [شامی]

مسئلہ: مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ [درمختار، شامی]

مسئلہ: سجدے کے مقام سے کنکریوں وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہ ہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور کچھ طریقہ سے بے ہٹائے ممکن نہ ہو تو ایک

مرتبہ ہٹا دے اور نہ ہٹانا بہتر ہے۔ [درمختار، شامی وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا (یعنی چٹھانا) مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار، شامی وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں ہاتھ کا کوہلے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [بحر الرائق، شامی وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں منہ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منہ پھیرا جائے یا تھوڑا۔ [شامی وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: گوشہ چشم سے بے ضرورت شدیدہ ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور دونوں زانوں کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہوئے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی وغیرہ] [مجبوری میں جائز ہے]۔
مَسْئَلَةٌ: مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔

مَسْئَلَةٌ: کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارے سے مکروہ تنزیہی ہے۔ [شامی]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۰۷ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: عمامے کے بیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ [شامی]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک گز سے کم نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے، اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے، اسی طرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یاد رہنے بائیں یا بایں کسی جاندار کی تصویر ہو۔

[در مختار وغیرہ]۔ اگر فرش پر جہاں کھڑے ہوئے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھ دی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو دیکھے تو اس کے اعضاء محسوس نہ ہوں اس کا سریا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا منادیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ [در مختار وغیرہ]

مسئلہ: حالت نماز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے یاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ ان کے دبائے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوٰۃ التسبیح کے بیان میں ہے۔ [شامی علم الفقہ ص ۱۰۸ جلد ۲]

مسئلہ: حالت نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ [شامی]

مسئلہ: ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی]

مسئلہ: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی]

مسئلہ: قراءت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لیے جھک جانا اور جھکنے کی حالت میں قراءت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ [شامی]

مسئلہ: رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے سے، سر اٹھالینا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ: کسی ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہ ہو۔ [رسائل ارکان]

مسئلہ: فرض نمازوں میں قصد ترتیب قرآنی کے خلاف قراءت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اس کو دوسری رکعت میں مثلاً ﴿قُلْ يَا

اَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الکافرون] پہلی رکعت میں اور ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ

الفیل] دوسری رکعت میں۔ اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصد ابھی

خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آجائے کہ میں خلاف ترتیب قراءت کر رہا ہوں تو اس کو چاہیے کہ اسی سورت کو تمام کر لے، اس لیے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔ [شامی، علم الفقہ ص ۱۰۹ جلد ۲]

ﷺ: ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دی جائے۔ اگر مسلسل قراءت کی جائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں چھوٹنے نہ پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے مکروہ تزیہی ہے۔

مثال: پہلی سورت میں سورۃ النکاح پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورۃ ہمزہ اور درمیان میں سورۃ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے، نقل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہیں۔ [شامی]

ﷺ: ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ایک یا ایک سے زیادہ مکروہ تزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔ [شامی]

ﷺ: مقتدی کو جب کہ امام قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن کریم کی قراءت کرنا خواہ وہ سورۃ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۰ جلد ۲]

ﷺ: نماز میں سر پر اس طرح رومال باندھنا کہ چھد یا کھلی رہے مکروہ ہے۔

ﷺ: سجدہ میں جاتے وقت اپنے آگے یا پیچھے سے کپڑوں کو سینٹا مکروہ ہے۔

ﷺ: چادر کو کاندھوں سے لٹکا کر رکھنا یعنی بکل پلو نہ مارنا، نیز کپڑے کو اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ باہر نہ نکالے جائیں، مکروہ ہے۔

ﷺ: نماز میں بالا راہہ خوشبو سونگھنا۔

ﷺ: سجدوں کی درمیانی نشست کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو زانوؤں پر نہ رکھنا، نیز حالت قیام میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر جس طرح بتایا گیا ہے نہ رکھنا مکروہ ہے۔

ﷺ: آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔

ﷺ: بے سبب چیونٹی (وغیرہ کو پکڑ کر مارنا، ہاں اگر اس کے کاٹنے سے نماز میں خلل ہو تو اس کے مارنے میں مضائقہ نہیں ہے، لیکن خون سے بچنا چاہیئے۔

مَسْئَلَةٌ: گھنیا لباس میں جو میل کچیل سے بھرے ہوئے ہوں، نماز پڑھنا ہاں اگر اپنی عاجزی اور ذلت کے اظہار کی خاطر (یا اور کپڑے نہ ہونے کے سبب) ایسا کیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔
 مَسْئَلَةٌ: کسی شخص کا اپنے لیے مسجد میں کسی خاص جگہ کو (بلا عذر) مخصوص کر لینا کہ ہمیشہ وہیں پر نماز پڑھے تو یہ بھی مکروہ ہے۔ نیز نماز کے لیے کسی خاص سورت کا (جب کہ اور سورتیں یاد ہوں) مقرر کر لینا مکروہ ہے۔

مَسْئَلَةٌ: نماز کی حالت میں پیشانی سے منیٰ کا جھاڑنا جب کہ نہ جھاڑنے میں کوئی حرج نہ ہو، مکروہ ہے۔ [کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ص ۱۳۲ ص ۱۳۴ جلد ۳۔ شرح نقایہ ص ۹۶ جلد ۱، ہدایہ ص ۹۰ ج ۱ اور مختار ص ۹۱ جلد ۱۔ کبیری ص ۳۷۵]

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کا قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے صدق دل سے توبہ کیے ہوئے معاف نہیں ہوتا، حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہیں۔ اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف کر دے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت قضاء ہو گئی ہو تو ان کو چاہیے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲۔ امداد الہکام ص ۶۶۸ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: قضا نماز کا بالا اعلان ادا کرنا گناہ ہے، اس لیے کہ نماز کا قضاء ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے۔ نماز قضاء کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے، قضا نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہیے کہ فلاں نماز کی قضاء پڑھتا ہوں اور اگر نہ نیت کرے تب بھی جائز ہے اس لیے کہ قضاء بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضاء درست ہے، (اس لیے کہ قضاء کی نیت کے ساتھ ادا اور ادا قضاء کی نیت کے ساتھ جائز ہے) [علم الفقہ ص ۱۲۱ جلد ۲۔ فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۹ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: فرض نمازوں کی قضاء بھی فرض اور واجب کی قضاء واجب ہے وتر کی قضاء واجب ہے۔ اور اسی طرح نذر کی نماز کی اور اس نفل کی جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو۔ اس لیے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتی ہے۔ سنن مکتوہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہیں ہو سکتی بلکہ جو نماز

ان کی قضا کی غرض سے پڑھی جائے گی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائے گی اس کی قضا نہ ہوگی، ہاں فجر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں اور فرض کی قضا قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر بعد زوال کے پڑھی جائے تو نہیں، اور ظہر کی سنتوں کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائیں تو وقت کے اندر قبل ان دو سنتوں کے جو فرض کے بعد ہیں پڑھ لی جائیں۔ وقت کے بعد نہیں پڑھی جاسکتیں خواہ فرض کے ساتھ رہ جائیں یا تنہا۔

حَسْبُكَ اللَّهُ: وقتی نماز اور قضا نماز میں اور ایسا ہی قضا نمازوں میں باہم ترتیب ضروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز میں اس کو ترتیب کی رعایت ضروری ہے یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھ لے گا، عصر کا فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض ہے وتر ادا کیے ہوئے نہیں پڑھ سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ فجر اور ظہر کی قضا ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھ لے گا ظہر کی قضا نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور ظہر کی قضا بدستور اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ہاں اگر بعد اس قضا کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لی جائیں تو پھر یہ پانچوں صحیح ہو جائیں گی یعنی نفل نہ ہوں گی فرض رہیں گی، چنانچہ آگے بیان ہوگا، ترتیب ان تین صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت۔ نسیان یعنی قضا نماز کا یاد نہ رہنا، اگر کسی کے ذمہ قضا نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اس کے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اس پر ترتیب واجب نہیں اور اس کی وقتی نماز جس کو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائے گی اس لیے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔ اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضا ہوئی ہوں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی، مغرب کسی دن کی، اور اس کو یہ یاد رہے کہ پہلے کون سی قضا ہوئی تھی تو اس صورت میں ان کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائے گی، جس کو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے یا عصر یا مغرب کی۔ [اشی]

حَسْبُكَ اللَّهُ: اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا، بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہوگا۔ [اشی]

مُسْئَلَةٌ: اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہ ہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضاء نمازوں کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہیے تو اس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم میں رکھا جائے گا اور ترتیب اس سے ساقط ہو جائے گی۔

دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہو جانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضاء نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو خواہ اس وقتی نماز کو پڑھ لے یا اس قضاء کو تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی اور بغیر اس قضاء کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لیے درست ہوگا۔ عصر کی نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اس قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جاسکتا ہو، اس سے زیادہ کی گنجائش نہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائے گی اگرچہ اصل وقت میں گنجائش ہو اس لیے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۳ جلد ۲، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳، ہدایہ ص ۱۳۸ جلد ۱]

مُسْئَلَةٌ: اگر کسی کے ذمہ کئی نمازوں کی قضاء ہو اور وقت میں سب کی گنجائش نہ ہو بعض کی گنجائش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائے گی اس پر یہ ضروری نہ ہوگا کہ جس قدر قضاء نمازوں کی گنجائش وقت میں ہو پہلے ان کو ادا کر لے اس کے بعد وقتی نماز پڑھے مثلاً کسی کی عشاء کی نماز قضاء ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں اٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھ لے، تب صبح کی نماز پڑھے بلکہ بے وتر ادا کیے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے گا تو درست ہے۔ تیسری صورت قضاء نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ میں نہیں ہے اگر وہ بھی مالی جائیں تو یوں کہیں گے کہ چھ سے زیادہ ہو نہ یہ قضاء نمازیں خواہ حقیقتاً قضاء ہوں جیسے وہ نمازیں جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا حکماً قضاء ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی قضاء نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے لیے اس کے ادا کیے ہوئے پڑھ لی جائیں مثلاً کسی۔ یہ فجر کی نماز قضاء ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضاء میں شمار ہوگی، اس کے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضاء سمجھی جائے گی اگر بے ادا کیے ہوئے ان دونوں نمازوں کے باوجود با

ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے، اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چنانچہ اس سے پہلے قضاء نمازیں پانچ ہو چکی تھیں ایک حقیقتاً اور چار

حکماً۔ لہذا اب اس کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اس کی صحیح ہوگی۔

[علم الفقہ ص ۱۲۳ جلد ۲، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳ جلد ۴، ہدایہ ص ۱۳۷ جلد ۱، درمختار ص ۶۶۶ جلد ۱]

ترتیب کب تک رہتی ہے؟

مَسْئَلَةٌ: پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف اوقات میں قضاء ہوئی ہوں اور زمانہ بھی بہت گزر چکا ہو، مثلاً کسی کی کوئی قضاء نماز ہوئی تھی اور وہ اس کو یاد نہ رہی، چند روز کے بعد پھر اس کی کوئی نماز قضاء ہوگئی اور اس کا بھی خیال اس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضاء ہوئی اور اس کا بھی اس کو خیال نہ رہا، پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضاء ہوئی اور وہ بھی اس کو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازیں ہوئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یاد ہوتے ہوئے باوجود وقت میں گنجائش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہو جائے گی۔ [درمختار، رد المحتار]

ترتیب کے ختم ہونے کے بعد کا حکم

مَسْئَلَةٌ: ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی۔ مثلاً کسی کی قضاء نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اس کی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اس کے وہ اپنی قضاء نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے، یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہ جائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور بغیر اس کے ادا کیے ہوئے باوجود یاد ہونے کے وقت میں گنجائش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضاء ہوگئی ہو اور اس کے بعد اس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس قضاء نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یہ پانچویں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض رہیں گی اس لیے کہ یہ پانچویں نمازیں حکماً قضاء ہیں اور وہ ایک حقیقتاً قضاء سب مل کر پانچ سے زیادہ ہو گئیں، لہذا ان میں ترتیب ساقط ہوگئی اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہو گیا۔ [علم الفقہ ص ۱۲۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضاء ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا

کرے تو قصر کے ساتھ قضاء کرنا چاہیے، یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت اسی طرح حالت اقامت میں جو نمازیں قضاء ہوئی تھیں ان کی قضاء حالت سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے، قصر نہ کرے۔ [درمختار وغیرہ]

فَسَيُكَلِّمُكَ: نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں، اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں، یعنی ان کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمہ اس میں آجائے تو ان کی قضاء پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نماز قصد شروع کی جائے اور شروع کرنا اس کا صحیح ہو اگر قصد نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کرے کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی، فرض کی نیت سے نماز شروع کر دے، بعد اس کے اس کو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی، اس کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اس میں فساد وغیرہ آجائے گا تو اس کی قضاء بھی اس کو نہ پڑھنا پڑے گی۔ اسی طرح اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں سہوا کھڑا ہو جائے اور دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں اس کی نفل ہو جائیں گی۔ اور چونکہ قصد نہیں شروع کی گئیں اس لیے ان کا تمام کرنا اس پر ضروری نہیں نہ فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضاء ضروری ہے۔ اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضاء نہ کرنا ہوگی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتداء میں نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اس کا صحیح نہ ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۳۳ جلد ۲]

فَسَيُكَلِّمُكَ: اگر نفل شروع کر دینے کے بعد فساد کر دی جائے تو صرف دو رکعتوں کی قضاء واجب ہوگی اگرچہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی ہو، اس لیے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔

فَسَيُكَلِّمُكَ: اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونوں شفع میں قراءت نہ کرے یا پہلے شفع میں قراءت نہ کرے یا دوسرے میں نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں اور دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب چھ صورتوں میں دوہی رکعت کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہوگئی اور دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح نہ ہو

گی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضاء بھی لازم نہ ہوگی۔ تیسری صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع میں کچھ فساد نہیں آیا، فساد صرف دوسرے شفع میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اس میں آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے۔ پانچویں صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس لیے کہ فساد صرف اس میں آیا۔ پہلا شفع بالکل صحیح ہے۔ چھٹی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لیے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو جائے گی اور دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح نہ ہوگی، لہذا اس کی قضاء بھی اس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت میں قراءت کرے، ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونوں رکعتوں میں نہ کرے تو ان دونوں صورتوں میں چار رکعت کی قضاء پڑھنا ہوگی اس لیے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہیں ہوئی، لہذا دوسرے شفع کی بناء اس پر صحیح ہوگی اور فساد دونوں شفعوں میں آیا ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۴۹۴ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ معاف ہیں ان کی قضاء نہ کرنی چاہیے، ہاں اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریمہ کی بھی گنجائش ہو تو اس وقت کی نماز کی قضاء اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجائش ہو تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے، اگر چہ پڑھ چکی ہو، اس لیے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض نہ تھی، اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں ہے، یعنی فرض نہیں ساقط ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اس کو بھی اس وقت کی نماز کی قضاء پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان میں ہے۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہیے کہ عشاء کی نماز کا اعادہ کرے۔ [فتاویٰ قاضی خاں]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آ جائے اور ابھی تک اس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت کی نماز اس سے معاف ہے، اس کی قضاء اس کو نہ کرنا ہوگی۔

[شرح وقایہ وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۸۹ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کو جنون یا بے ہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک رہے تو اس کے ذمہ ان نمازوں کی قضاء نہیں وہ نمازیں معاف ہیں، ہاں اگر پانچ نمازوں تک بے ہوشی رہے اور چھٹی نماز میں اس کو ہوش آ جائے تو ان نمازوں کی قضاء اس کو کرنا ہوگی۔ [علم الفقہ ص ۱۲۵ جلد ۲، بدایہ

ص ۱۱۰ جلد ۱، شرح نقایہ ۱۱۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۳ جلد ۱، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۳۹ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۸۸ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: جو کافر دارالحرب میں اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز پڑھے تو جتنے دن وہاں رہنے کے سبب سے اس کی نمازیں گئی ہوں، ان نمازوں کی قضاء اس کے ذمے ہے۔

[درمختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کی بہت نمازیں قضاء ہو چکی ہوں اور ان کو ادا کرنا چاہے تو قضاء کے وقت ان کی تعیین ضروری ہے، اس طرح کہ میں اس فجر کی قضاء پڑھتا ہوں کہ جو سب کے اخیر میں مجھ سے قضاء ہوئی ہے، پھر اس کے بعد یہ نیت کرے کہ میں اس فجر کی قضاء پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضاء ہوئی تھی، اس طرح ظہر عصر وغیرہ کی نماز میں بھی تعیین کر لے۔ [علم الفقہ ۱۲۶ جلد ۲]

نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اسی نماز کو پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص تنہا نماز پڑھنے لگا اور وہ نماز ادا کی ہے یعنی اسی وقت کی۔ نہ قضاء کی نماز ہے اور نہ نذر، اور نہ نفلی نماز ہے، پھر جماعت کھڑی ہوگئی تو مستحب یہ ہے کہ اس نماز کو ایک سلام سے پھیر کر توڑ دے تاکہ جماعت میں شامل ہو جانے کی فضیلت حاصل ہو جائے، اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ابھی تک اس نماز میں سجدہ نہ کیا گیا ہو۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے ظہر، عصر، مغرب یا عشاء کی نماز تنہا پڑھی یا جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر اسی نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوگئی تو اس تنہا پڑھنے والے یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو امام کے ساتھ شامل ہو کر دوبارہ نماز ادا کرنا جائز ہے، لیکن یہ دوسری نماز نفل ہوگی۔ اور ایسا کرنا اس صورت میں جائز ہے، جب کہ امام فرض پڑھا رہا ہو، نفل نہیں۔ کیونکہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز مکروہ نہیں ہے۔ البتہ نفل نماز (دوبارہ) نفل نماز کی جماعت میں مکروہ ہے۔ بشرطیکہ وہ جماعت تین آدمیوں سے زیادہ کی ہو۔ (جیسا کہ نوافل کی جماعت کے بیان

میں مسائل تراویح ص ۱۷ پر گزرا ہے) لہذا کچھ لوگوں نے جماعت سے نماز ادا کر لی، پھر انہوں نے اسی نماز کو جماعت کے ساتھ پڑھا، اور جماعت تین آدمیوں سے زیادہ کی ہے تو یہ فعل مکروہ ہے، ہاں اگر اس سے کم ہو تو مکروہ نہیں ہے، بشرطیکہ اس کو بغیر اذان کے پڑھا جائے۔ اذان کے ساتھ نماز میں دوبارہ پڑھنا بہر حال مکروہ ہے اور جب یہ معلوم ہو کہ دوسری نماز نفل ہے تو اس میں نماز کی حیثیت مکروہ اوقات میں نفل نماز پڑھنے کی سی ہوگی، لہذا فجر و عصر کی نمازوں کو دہرانا جائز نہیں ہے، کیونکہ عصر کے بعد نفل پڑھنے کی ممانعت ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۶۹ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: قضاء نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مستون ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۶ جلد ۴، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۶۷ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: جو نماز تہا مسجد میں قضاء پڑھے تو اس کے لیے اذان و اقامت مشروع نہیں ہے اور نہ وتر کے لیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۶ جلد ۴، رد المحتار ص ۳۵۶ ج ۱ باب الاذان]

مَسْئَلَةٌ: اگر قضاء نماز میں جماعت ہو تو پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی جائے اور باقی کے لیے اختیار ہے کہ یا نہ کہے اور اقامت تو سب کے لیے کہی جائے۔ (جماعت کے لیے)۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۰ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: قضاء کے ادا کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء کرے جس قدر برسوں کی نماز فوت ہوئی اتنے برسوں تک ہر ایک نماز کے ساتھ وہی نماز قضاء پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۵ جلد ۴]

قضاء نمازوں میں تاخیر کی گنجائش

مَسْئَلَةٌ: فوت شدہ بہت ساری نمازیں جو کسی کے ذمہ واجب ہیں گو اس کے لیے واجب یہ ہے کہ فوراً ادا کی جائیں، لیکن عذر کی وجہ سے ان نمازوں کو دیر سے ادا کرنا جائز ہے۔ جس طرح اور جتنی فرصت ملے تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کر سکتا ہے، البتہ چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ [در مختار ص ۶۷۵ جلد اول]

فوت شدہ نماز کی نیت

مَسْئَلَةٌ: فوت شدہ نمازیں کسی کے ذمہ زیادہ تعداد میں ہو گئی ہوں تو نیت میں اس طرح کہے کہ

پہلی نماز ظہر ادا کر رہا ہے جو اس کے ذمہ تھی، پھر اس کے بعد دوسری ظہر کا نام لے۔

[در مختار ص ۲۷۶ جلد ۱]

اگر مرنے سے پہلے قضاء نماز ادا نہ کر سکا؟

سوال اگر قضاء نماز کرنے کی نوبت نہ آئے کہ مرض الموت میں گرفتار ہو جائے اور فدیہ کی طاقت نہ ہو تو مواخذہ تہری ہونے کی کیا صورت ہے؟

جواب نوبت تندہ نمازوں کا ادا کرنا یا فدیہ نہ دینا بھی (مرنے کے بعد) موجب سقوط عذاب ہو سکتا ہے۔ (باقی اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾)

[پارہ ۵ سورۃ النساء، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۲ جلد ۲]

مستنداً: اگر قضاء نمازیں بکثرت ہوں جن کا شمار کرنا دشوار ہو تو چاہیے کہ خوب سوچ سمجھ کر ایک صحیح تخمینہ کرے، مثلاً چودہ یا پندرہ سال کی عمر میں بالغ ہوا اور چار پانچ سال تک نمازیں نہیں پڑھیں یا کبھی پڑھی اور کبھی چھوڑ دی اور یہ صورت اس شخص کے اندازہ میں مثلاً چار سال کی ہوئی تو اس شخص کو اپنے زعم (گمان) کے مطابق اس قدر نمازوں کو ادا کرنا چاہیے۔

آخر دنیا میں کسی کا قرض ذمہ ہو اور تعدا دیا نہ ہو تو اندازہ و تخمینہ سے ہی اس کو ادا کرتے ہیں کہ اس کا کچھ ذمہ باقی نہ رہے۔ ایسے ہی سوچ کر کہ کس قدر دنوں کی نمازیں قضاء ہوئی ہیں، ان کو ادا کرنا چاہیے اور مناسب یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے زائد پڑھے کہ سراسر نفع ہی نفع ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۳ ج ۳، بدایہ ص ۳۸ باب قضاء]

قضاء نمازوں کا فدیہ کب ادا کیا جائے؟

مستنداً: زندگی میں تو نماز کا فدیہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ قضاء نمازوں کو ادا کرنا ہی لازم ہے، البتہ اگر کوئی شخص اسی حالت میں مرجائے کہ اس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں تو ہر نماز کا فدیہ صدقہ فطری طرح پونے دو سیر غلہ ہے۔ فدیہ ادا کرنے کے دن کی قیمت کا اعتبار ہے، اس دن غلہ کی جو قیمت ہو، اس کے حساب سے فدیہ ادا کیا جائے۔ اور چونکہ وتر ایک مستقل نماز ہے اس لیے دن رات کی چوب نمازیں ہوتی ہیں اور ایک دن کی نماز قضاء ہونے پر چھ صدقے لازم ہیں۔ میت نے

اگر اس سے وصیت کی ہو، تب تو تہائی مال سے یہ فدیہ ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر وصیت نہ کی ہو تو وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ البتہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے فدیہ ادا کریں توقع ہے میت کا بوجھ اتر جائے گا۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۹ جلد ۳]

قضاء نماز کس وقت پڑھنی ناجائز ہے؟

مُسْتَعْلَمًا: تین اوقات ایسے ہیں کہ جن میں کوئی نماز بھی جائز نہیں، نہ قضاء نہ نفل۔

① سورج طلوع ہونے کے وقت، یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے، اور دھوپ کی زد میں جاتی رہے۔

② غروب سے پہلے جب سورج کی دھوپ زرد ہو جائے، اس وقت سے لے کر غروب آفتاب تک۔ (البتہ اگر اس دن عصر کی نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت بھی پڑھ لینا ضروری ہے، نماز کا قضاء کر دینا اچھا نہیں)۔

③ نصف النہار (زوال) کے وقت، یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

ان تین اوقات میں کوئی نماز بھی جائز نہیں۔ ان کے علاوہ تین اوقات ہیں، جن میں نفل نماز جائز نہیں۔ قضاء نماز اور سجدہ تلاوت کی اجازت ہے۔

① صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے صرف سنت پڑھی جاتی ہے، اس کے علاوہ کوئی نفل نماز اس وقت جائز نہیں۔

② فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک۔

③ عصر کی نماز کے بعد غروب (سے پہلے دھوپ زرد ہونے) تک۔

ان تین اوقات میں نوافل کی اجازت نہیں، نہ تحیۃ المسجد، نہ تحیۃ الوضوء نہ دو گانہ طوائف۔ البتہ قضاء نماز ان اوقات میں جائز ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ ان اوقات میں قضاء نماز لوگوں کے سامنے نہ پڑھی جائے، بلکہ تنہائی میں پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۴ جلد ۳]

مُسْتَعْلَمًا: جس شخص کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں، اس کو نوافل کے بجائے قضاء نمازیں پڑھنی چاہئیں، خواہ جاگنے والی راتوں (شبِ برات و شبِ قدر) میں پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۸ جلد ۳]

میت کی طرف سے نماز روزہ ادا کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر میت کے وارثین اس کے حکم سے اس کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء کریں اس کی طرف سے درست نہیں ہوں گی، اس لیے کہ نماز عبادت بدنی ہے جس کے لیے ہر مکلف کو حکم ہے کہ وہ خود ادا کرے، دوسرے کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے ادائیں ہوتی ہیں، برخلاف حج کے اس میں وہ نیابت کو قبول کرتا ہے یعنی اگر وارث میت کی طرف سے حج کر دے گا تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا، اگرچہ میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو۔

[در مختار ص ۶۴۳ جلد ۱، امداد الاحکام ص ۶۶۸ جلد ۱]

مرض الموت میں خود فدیہ دینا؟

مَسْئَلَةٌ: میت اگر اپنے مرض الموت میں خود اپنی نماز کا فدیہ دے گا تو یہ درست نہیں ہوگا، لہذا اس پر واجب یہ ہے کہ وہ وصیت کر جائے، البتہ روزہ کا فدیہ خود اپنی طرف سے اپنے مرض الموت میں دے دے گا تو یہ جائز ہوگا، مگر اس کی صحت اس کی موت کے بعد ثابت ہوگی۔

مَسْئَلَةٌ: نماز روزہ کے کفارہ میں کل فدیہ کی رقم ایک فقیر (حاجت مند، جو صاحب نصاب نہ ہو) کو دینا بھی درست ہے، اور کسی کو بھی دے سکتا ہے۔ [در مختار ص ۶۷۴ جلد اول]

اگر مرتد پھر اسلام قبول کر لے تو وہ نمازیں کیسے پڑھے گا؟

مَسْئَلَةٌ: جو لوگ مرتد ہو گئے ہوں (اسلام سے پھر گئے ہوں) اور پھر اسلام قبول کر لیا ہو وہ زمانہ ردت کی ان نمازوں کی قضاء نہیں پڑھیں گے جو انہوں نے چھوڑ دی تھیں اور ان پر زمانہ ردت کے پہلے نمازوں کی قضاء نہیں ہے اس لیے کہ وہ مرتد ہونے کی وجہ سے اصلی کافر کی طرح ہو جاتا ہے، تو جس طرح کافر پر اصلی زمانہ کفر کے وقت کی نمازوں کی قضاء نہیں ہے، اسی طرح اس پر بھی نہیں ہے، البتہ حج کی قضاء کرے گا، یعنی اس کا لوٹنا ضروری ہوگا۔ [در مختار ص ۶۷۵ جلد اول]

رات میں بالغ ہونے سے عشاء کی قضاء

مَسْئَلَةٌ: ایک نابالغ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد سویا، نیند میں اس کو احتلام ہوا، اب فجر کے بعد

وہ جاگا تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ عشاء کی نماز کی قضاء پڑھے اس لیے کہ وہ سونے سے پہلے نابالغ تھا، اور عشاء کی نماز اس حالت میں پڑھی تھی تو وہ نفل کے درجے میں ہوئی، اب جب رات کو احتلام ہوا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ رات ہی میں بالغ ہو گیا، لہذا عشاء کی نماز بلوغ کے بعد اس پر فرض ہوگی، گو وہ اس وقت سویا ہوا تھا، مگر سونا خطاب شرعی کے لیے مانع نہیں ہے، تو اب وہ فجر کے بعد جب جاگا ہے تو اس کے لیے فرض ہے کہ غسل کرنے کے بعد عشاء کی نماز کی قضاء پڑھے۔

مَسْئَلَةٌ: مریض نے بیماری میں تیمم کر کے اشاروں سے وہ نماز پڑھی جو اس کی صحت کے زمانہ میں فوت ہو گئی تھی تو اس سے اس کی یہ نماز درست ہوگی، تندرست ہونے کے بعد اس نماز کو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔ [در مختار ص ۶۷ ج ۱]

کیا قضاء نمازیں چھپ کر ادا کی جائیں؟

مَسْئَلَةٌ: مناسب یہ ہے کہ جو شخص نمازوں کی قضاء پڑھے، اس پر دوسروں کو مطلع نہ ہونے دے یعنی قضاء نمازیں چھپ کر پوشیدہ طور پر پڑھے، اور یہ اس وجہ سے کہ نماز کو اس کے وقت سے ٹالنا معصیت ہے اور گناہ و معصیت کو ظاہر نہیں کر سکتا ہے، یہ بری بات ہے۔ چنانچہ شامی میں ہے قضاء نماز علی الاعلان پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [در مختار ص ۶۷ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: قضاء نماز، ادا نماز کے مشابہ ہے، سفر میں بھی اور اقامت میں بھی، اس وجہ سے کہ قضاء ہو جانے کے بعد وہ متغیر نہیں ہوتی ہے، یعنی اگر سفر میں نماز قضاء ہو گئی تھی اور حالت اقامت میں اس کو پڑھے گا تو قصر کرے گا اور اسی طرح جو نماز حالت اقامت میں قضاء ہوئی ہے اور اس نے اس کو حالت سفر میں ادا کی تو پوری نماز پڑھے گا اس لیے کہ نماز جس طرح واجب ہوتی ہے وقت کے بعد اسی طرح ادا کی جاتی ہے اس میں رد و بدل نہیں ہوا کرتا ہے، البتہ وقت کے اندر نیت کے بدل جانے سے نماز بدل جاتی ہے، مثلاً مسافر تھا، وقت کے اندر اقامت (ٹھہرنے) کی نیت کر لی تو اب پوری نماز پڑھے گا، اسی طرح مقیم تھا اور وقت کے اندر سفر کی نیت کر لی اور اپنی آبادی سے باہر نکل گیا تو قصر پڑھے گا، یا مسافر تھا، اس نے کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھی تو اب پوری نماز پڑھے گا۔ [در مختار ص ۶۸ ج ۱]

ہیں۔ اگر قصر پڑھتا رہا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مسافر نہیں ہے تو ان نمازوں کی قضاء کرنا ضروری ہے، مثلاً جتنے دنوں کی نماز قصر پڑھی ان کو شمار کر کے وہ سب نمازیں مع وتر کے قضاء کریں اور سنتوں کی قضاء نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۳ ج ۲]

(کیونکہ جب نماز ہی نہیں ہوئی تو قضاء کرنی ہوگی۔) (تفصیل دیکھئے، احقر کی مرتب کردہ کتاب ”مسائل سفر“۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

سنتوں اور نوافل کا بیان

دن رات میں پانچ نمازیں تو فرض کی گئی ہیں اور وہ گویا اسلام کا رکن رکن اور لازمہ ایمان ہیں، ان کے علاوہ ان کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں بھی کچھ رکعتیں پڑھنے کی ترغیب و تعلیم رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، پھر ان میں سے جن کے لیے آپ ﷺ نے تاکید الفاظ فرمائے یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ جن کا آپ نے عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا، ان کو عرف عام میں ”سنت“ کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ ”نوافل“ کہا جاتا ہے۔

نوافل کے اصل معنی زوائد کے ہیں اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو نوافل کہا گیا ہے۔

پھر جن سنتوں یا نفلوں کو فرضوں سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، بظاہر ان کی خاص حکمت اور مصلحت یہ ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالی کی خاص الخاص حضوری ہے اس میں مشغول رہنے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور مالوس کر دیا جائے اور عطاء اعلیٰ سے ایک قرب و مناسبت پیدا کر لی جائے۔

اور جن سنتوں یا نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرضوں کی ادائیگی میں جو تصور رہ گیا ہو اس کا تدارک بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہو جائے۔

فرضوں کے آگے یا پیچھے والے سنن و نوافل کے علاوہ جن نوافل کی مستقل حیثیت ہے مثلاً دن میں چاشت اور رات میں تہجد یہ دراصل تقرب الی اللہ کے خاص حالین کے لیے ترقی اور تخصص و مخصوص نصاب ہے۔ [معارف اللہ ص ۳۲۰ ج ۲ و مظاہر حق ص ۱۱۲ جلد ۲ و دم الفتہ ص ۲۰ جلد ۲]

نوافل کا ایک خاص فائدہ

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور اس کی نماز کی جانچ کی جائے گی، پس اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ ناکام و نامراد ہو جائے گا، پھر اگر اس کے فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں (سنتیں یا نوافل) ہیں؟ تاکہ اس کے فرائض کی کمی و کسر کو پوری کر سکے۔ پھر نماز کے علاوہ باقی اعمال کا حساب بھی اسی طرح ہوگا۔ [معارف المدیث ص ۴۷ جلد ۳]

سنت پڑھنے کا طریقہ اور تعداد: نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو فرض کا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل اور سنتوں کی سب رکعتوں میں جو سورتیں پڑھی جائیں ان کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہیں ہے۔

نوافل دن میں دو رکعت تک اور رات میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جاسکتی ہے مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنی چاہیے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے چل ڈالیں یعنی جان جانے کا خوف، مؤجب بھی نہ چھوڑو اس سے صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲، مسلم شریف ص ۲۵۱ جلد ۱ اور مختار ص ۷۷ جلد ۱]

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ [مراقی الفلاح اور مختار علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۲، ہدایہ ص ۹۵ جلد ۲، شرح نقایہ ص ۱۰۰ جلد ۱، کبیری ص ۱۲۸ ج ۱]

جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی چار رکعتیں ایک سلام سے۔ [مراقی الفلاح]

عصر کے وقت کوئی سنت مؤکدہ نہیں، ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب

ہیں۔ [مراقی الفلاح، علم الفقہ ص ۴۲، ترمذی شریف ص ۹۸، فتاویٰ رحمیہ ص ۲۵ ج ۳]

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲، مسلم شریف ص ۲۵۲ جلد اول]
عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں اور فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک
سلام سے مستحب ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲، ہدایہ ص ۹۵ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰ جلد ۱، کبیری ص ۳۸۲، ابوداؤد ص
۱۸۵، فتاویٰ رحمیہ ص ۴۸ جلد ۳، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۳ جلد ۲]

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں لہذا یہ دو رکعتیں وتر کے بعد مستحب
ہیں۔ [علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲، بخاری شریف ص ۱۵۵ جلد ۱، ابن ماجہ ص ۸۳]
نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے
لیے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ [صحیح مسلم شریف]

احادیث میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اسی طرح منقول ہے۔ چار رکعت قبل ظہر اور دو
رکعت اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو قبل فجر کے۔

[علم الفقہ ص ۴۲ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۱۹ تا ۵۲۱ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۵ جلد ۳]
احادیث میں پنج وقتی نمازوں سے پہلے یا بعد سنن و نوافل کا ذکر آتا ہے، یہ بہت اہم ہیں
اور ان کی اہمیت کا اندازہ قیامت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرائض کی کمی کو نوافل وغیرہ سے پورا کریں
گے۔ اس لیے ان کا اہتمام کرنا چاہیے۔ [محمد رعت قاسمی غفرلہ]

ﷺ: اگر صبح کی نماز شروع ہو چکی ہو، اور کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت آئے کہ اس نے فجر کی
سنتیں نہیں پڑھیں، اگر اس کو ایک رکعت مل جائے کہ البتہ دو تو پھر وہ انگ انگ پر سنتیں پڑھ کر
جماعت میں شریک ہو جائے۔

[ہدایہ ص ۱۰ جلد اول، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، فتاویٰ رحمیہ ص ۴۲ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۵۲۰ جلد ۱، علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]
ﷺ: صبح کی سنتیں عین امام کے پیچھے ادا کرنا شریعہ مکروہ ہے۔

[نماز سننوں ص ۵۳۹، جامع صغیر ص ۱۲، ہدایہ ص ۱۰ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱]

ﷺ: فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں ہیں۔ یہ سب سے زیادہ ضروری سنتیں ہیں، ان کا
بیٹھ کر (بجانب منبر کے) یا سواری کے اوپر بلا کسی عذر کے ادا کرنا جائز نہیں ہے، ان کا وقت وہی
ہے جو نماز فجر کا وقت ہے، پس اگر دونوں کا وقت نکل جائے تو ان سنتوں کی قضاء فرض کے ساتھ

پڑھی جائے، مثلاً کوئی سوتا رہا یہاں تک کہ سورج نکل آیا تو پہلے سنتوں کی قضاء پھر فرض کی قضاء پڑھی جائے اور قضاء پڑھنے کا وقت زوال آفتاب سے پہلے پہلے ہے۔

اور اگر ان میں سے صرف فجر کے فرض پڑھے، فرض سے پہلے سنتیں نہیں پڑھیں تو سنتوں کی قضاء نہ پڑھی جائے، صرف فرض پڑھے۔

[کتاب الفقہ ص ۵۲۰ جلد ۱، فتاویٰ محمودیہ ص ۵۴ جلد ۱۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: فجر کی سنتوں کی مستقل قضاء نہیں ہے، البتہ اگر فجر کے فرض قضاء ہو گئے ہوں تو فجر کے فرض کے ساتھ زوال سے پہلے پہلے سنتوں کی قضاء ہے بعد میں نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۵ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: صبح صادق کے بعد فرضوں سے پہلے سوائے دو سنت فجر کے یا قضاء کے اور نوافل پڑھنا درست نہیں ہے اور بعد نماز فجر کے سنت فجر بھی جائز نہیں، اور نہ کوئی نوافل۔ اور عصر کی نماز کے بعد

بھی کوئی نماز جائز نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۱ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۳۴۷ جلد اول غنیۃ المستملی ص ۲۳۷]

مَسْئَلَةٌ: اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحب وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہیں ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف (نماز کے) فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑے۔ [علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

فجر و ظہر کی سنتوں کی قضاء میں فرق کیوں؟

سوال: صبح کی دو رکعت سنت اور ظہر کے فرض سے پہلے کی چار رکعت سنت موکدہ ہیں، پھر کیا سبب ہے کہ صبح کی سنت کی قضاء سورج نکلنے کے بعد پڑھے تو بہتر ہے اور اگر نہ پڑھے تو کچھ مواخذہ نہیں اور ظہر کی سنن اگر قضاء ہو جائیں تو فرض پڑھنے کے بعد ضروری ادا کرے۔ وجہ فرق کیا ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ ظہر کا وقت باقی ہے اور صبح کا وقت سورج نکلنے کے بعد باقی نہیں رہتا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۲ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۳۳۱ جلد ۱]

جماعت کے لیے سنت پڑھنے والے کا انتظار کرنا؟

سوال: ظہر کی نماز دو بیجے ہوتی ہے، ابھی دو بیجے میں تین منٹ باقی تھے کہ ایک شخص نے ظہر کی

سنتوں کی نیت باندھ لی، تیسری رکعت میں دو سج گئے۔ کیا امام کو اتنی تاخیر کی اجازت ہے کہ وہ شخص چار سنتوں کو پوری کرے؟

جواب: اجازت اس قدر کی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۷ جلد ۳، بحوالہ عالمگیری ص ۵۳ جلد اول]
(تاخیر سے آنے والوں کو چاہیے کہ وہ وقت مقررہ کا خیال رکھتے ہوئے سنتیں پڑھیں یا الگ حصہ میں سنتیں ادا کی جائیں تاکہ کسی کو پریشانی نہ ہو، اور اچھا تو یہی ہے کہ سن و نوافل گھروں پر پڑھیں۔ [محمد رفعت قاسمی]

فجر کی سنتیں جماعت کے وقت کیوں؟

مَسْئَلَةٌ: ایک شخص طعن کرتا ہے کہ فجر کی سنتیں باوجود جماعت قائم ہو جانے کے حنفی لوگ پڑھتے رہتے ہیں۔

جواب: امام صاحبؒ کے مذہب کے موافق حدیث اور قرآن شریف دونوں پر عمل ہو جاتا ہے، بعض احادیث میں چونکہ سنت فجر کی زیادہ تاکید آئی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ایسا رہا ہے کہ فرضوں کے شروع ہونے کے بعد انہوں نے سنتیں صبح کی پڑھی ہیں اور سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ آثار کتب میں منقول ہیں۔ امام صاحب نے اس پر عمل فرمایا، پھر اعتراض اور طعن فضول اور غلطی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۲ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسا ثابت ہے کہ صبح کے فرض کی قراءت کی آواز آتی تھی اور وہ ایک طرف رہ کر سنتیں پڑھتے تھے۔ اس لیے امام ابو حنیفہؒ نے ایسا حکم دیا ہے کہ علیحدہ سوکڑے کی سنتیں پڑھ لے پھر شریک جماعت ہو جائے تاکہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۷۹ جلد ۱]

سنتوں کو فضیلت کس قاعدے سے؟

سوال: اگر کوئی مغرب یا فجر کے فرض الگ پڑھ رہا ہو، اگر دوسری رکعت کے سجدہ سے پہلے جماعت قائم ہو جائے تو نماز تو ذکر جماعت میں مل جائے اب شبہ یہ ہے کہ جماعت سنت ہے اور اعمال کے باطل کرنے پر قرآن میں حکم ممانعت آیا ہے اور فجر کی سنت کے متعلق کہ جب تک قعدہ

آخرہ ملنے کی امید ہے سنتیں نہ توڑے اور چار رکعت سنت کے بارے میں ہے کہ اگر تیسری رکعت میں جماعت قائم ہوئی ہے تو چار رکعت پوری کر کے شریک جماعت ہو۔ تو شبہ یہ ہے کہ سنتوں کو فرضوں پر فضیلت کس قاعدے سے حاصل ہے کہ فرض توڑے جائیں اور سنت نہ توڑی جائیں؟ جواب: یہ ابطال عمل چونکہ واسطے اکمال کے ہے اس لیے جائز ہے۔ اور ممنوع نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور ثواب کا کام ہے۔ اور فجر کی سنتوں میں یہ بھی مسئلہ ہے کہ قعدہ اخیرہ کے ملنے تک کی امید ہو کہ سنتیں پڑھ کر شامل جماعت ہو جائے تاکہ ثواب بھی مل جائے اور سنتیں بھی ادا ہو جائیں۔ غرض یہ کہ مسائل مذکورہ صحیح ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۶ جلد ۲، شرح وقایہ ص ۲۰۹ جلد اول]

(سوال میں جو اشکال سنت کے نہ توڑنے پر ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فرض اگر پڑھ رہا ہے تو اس کو توڑ کر پھر اسے ہی امام کے ساتھ ادا کرے گا تو وہاں ابطال الاکمال ہے، بخلاف سنت کے کہ اسے ترک کر کے اسے نہ پڑھے گا بلکہ فرض پڑھے گا تو یہ ابطال الاکمال نہ ہوا، لہذا نہ توڑنے کی صورت میں سنت بھی ادا ہو جائے گی اور فرض کی فضیلت بھی حاصل کر لے گا۔

[محمد رفعت قاسمی غفرلہ حاشیہ فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۶ جلد ۲]

سنتوں کے مسائل

مَسْئَلَةٌ: ایک رکعت پڑھ چکنے کے بعد ظہر کی نماز کی جماعت شروع ہوگئی تو دوسری رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۹ جلد ۲، رد المحتار ص ۶۶۸ ج ۱] مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے ظہر سے پہلے چار رکعت سنت موکدہ کی نیت باندھی اور اتنے میں ظہر کی نماز باجماعت شروع ہوگئی اور اس نے دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر دیا تو اس کو فرضوں کے بعد پوری چار رکعت پڑھنی ہوں گی اور پہلے جو دو رکعت پڑھی تھیں وہ نفل ہو جائیں گی۔

[مسائل مجدہ ص ۵۹ بحوالہ شامی ص ۶۳۰ جلد اول فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۱۴ ج ۳]

مَسْئَلَةٌ: اگر چار سنت نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ سنت شمار نہ ہوگی، بعد میں چار رکعت ایک سلام سے پڑھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: ظہر کے پہلے کی سنت جو شخص نہ پڑھ سکا اور جماعت میں شامل ہو گیا تو فرض کے بعد چار رکعت سنت پہلے پڑھے اور دو رکعت بعد کو، مگر فتح القدیر نے پہلے دو سنت پڑھنے کو ترجیح دی

ہے۔ پس اختیار ہے جو چاہے کرے درست ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۲ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۳ جلد اول وغنیہ ص ۲۷۹ جلد ۱]

(ویسے اچھا یہی ہے کہ پہلے فرض کے بعد دو سنت پڑھے اور پھر بعد میں چار سنتیں پہلے والی پڑھے کیونکہ دیکھئے والے کو یہ مغالطہ نہ ہو کہ یہ فرض پڑھنے کے بعد پھر فرض ادا کر رہا ہے۔

[محرر نعت قاضی عفریہ]

مَسْئَلَةٌ: حدیث سے فجر اور عصر کے بعد سنن و نوافل کی ممانعت معلوم ہوئی اور ظہر کے بعد ممانعت نہیں آئی، لہذا ظہر کی سنتیں پہلے کی اگر رہ جائیں تو بعد فرضوں کے ان کو پڑھ لے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۵ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام کے ساتھ التحیات بھی مل سکے تو فجر کی سنتیں پڑھ کر شریک جماعت ہو مگر یہ ضروری ہے کہ جماعت کے برابر جس درجہ میں جماعت ہو رہی ہے اس میں سنتیں نہ پڑھے کہ یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور فقہائے حنفیہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ مسجد کے دروازہ کے پاس یا علیحدہ سے کوئی درمی وغیرہ یا حجرہ ہو، اس میں سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو، امام اور جماعت کے پاس سنتیں نہ پڑھے۔ امام کی قراءت کی آواز آنا مانع سنتوں کے پڑھنے کو نہیں ہے۔ آواز آنے یا نہ آنے پر مدار سنتوں کے پڑھنے نہ پڑھنے کا نہیں رکھا۔ (یعنی آواز آنے میں کوئی حرج نہیں ہے) اور چونکہ صبح کی سنتوں کی تاکید زیادہ آئی ہے، اس لیے باوجود علیحدہ جگہ ہونے کے سنتوں کو چھوڑنا برابر ہے۔ کیونکہ شریعت میں یہ ثابت ہے کہ جماعت ہوتے ہوئے سنتیں الگ پڑھنا ممنوع نہیں ہے تو جواز سنتوں کا چھوڑنا اچھا نہ ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم

ص ۳۲۵ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۱۷ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: بہتر یہ ہے کہ سنت فجر کی علیحدہ جگہ میں مسجد سے خارج میں پڑھیں، اگر ایسا موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر کے درجہ میں ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں، اور اگر باہر جماعت ہو رہی ہو تو اندر پڑھیں، اور مجبوری میں ایسا بھی درست ہے کہ (اگر کوئی جگہ الگ نہ ہو تو) پیچھے کی صفوں میں سنت پڑھیں۔ بہر حال، چھوڑنا سنت کا نہ چاہیے جب تک جماعت کا کوئی جزو مل سکے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۲ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۷۳ جلد اول، علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: سنت پڑھنے بغیر جو جماعت میں شامل ہو گیا وہ بعد فرض کے اس وقت سنت نہ پڑھے

بلکہ بعد آفتاب طلوع ہونے اور بلند ہونے کے اگر چاہے تو پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۳ جلد ۳، رد المحتار ص ۶۷۲ جلد اول]

(مطلب یہ ہے کہ سنت کی قضاء نہیں ہے اگر چاہے تو سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھ لے اور اگر فجر کی نماز قضاء ہوگئی تو زوال سے پہلے اگر ادا کرے تو سنت بھی پڑھ لے اور زوال کے بعد سنت کی قضاء نہیں ہے بعد میں چاہے تو پڑھے۔ [محررعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: طلوع آفتاب سے پہلے سنت کی قضاء پڑھنا مکروہ ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۳ جلد ۱]
مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھی تو اس میں بھی شامل ہو گیا، اب وہ (اگر سنت) وتر پہلے پڑھ چکا تو سنت اور وتر نہ پڑھے (کیونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے۔ اور جماعت میں شامل ہونا اس کے لیے نفل کے حکم میں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۰ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: امام نے مؤکدہ سنتیں نہ پڑھی ہوں تب بھی وہ جماعت کر سکتا ہے۔ امام صاحب کو چاہیے کہ سنتوں سے پہلے فارغ ہونے کا اہتمام کیا کریں اور اگر کبھی امام پہلے فارغ نہ ہو سکے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ امام کو سنتوں کا موقع دے دیا کریں۔ اگر وقت کم ہو تو امام فرض پڑھانے کے بعد سنت پڑھے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷۰ جلد ۱، ترمذی شریف ص ۵۷۷ جلد ۱ آپ کے مسائل ص ۲۳۸ جلد ۳ فتاویٰ محمودیہ ص ۳۰۲ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: فرض جہاں پر پڑھے ہوں، وہاں سے الگ (آگے یا پیچھے) ہو کر نفل و سنت پڑھنا مستحب ہے اور الگ گھر میں پڑھنے والے کے لیے بھی یہی بہتر ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۰ جلد ۳]
مَسْئَلَةٌ: سنتیں مکان پر پڑھنے کی فضیلت ہے اور یہ حکم ہر دو سنن (فرض سے پہلے اور بعد والی) کے لیے ہے، لیکن اگر فرض کے بعد مکان پر جانے میں راستہ یا مکان جا کر کچھ حرج واقع ہونے کا احتمال ہے اور امور دینیوں میں مشغول ہو جانے کا اندیشہ ہے تو پھر مسجد ہی میں سنتیں پڑھ لے، کیونکہ ایسا بھی ثابت ہے۔ اور جب تک وقت اس نماز کا ہے، ان نوافل و سنت کا بھی ہے (مگر متصل فوراً ہی پڑھنا اولیٰ ہے) [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۷ جلد ۳، فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹ جلد ۳، مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۶ جلد ۱، محررعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: فجر کے فرض شروع کرنے کے بعد یاد آیا کہ سنت نہیں پڑھی ہے۔ ایسی حالت میں سنت کے لیے فرض نہ توڑے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۸ جلد ۳، بحر الرائق ص ۲۸ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: سنن موکدہ پڑھنے کے بعد اگر جماعت میں دیر ہو تو نوافل پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ سوائے سنت فجر کے، اس کے بعد نوافل سورج بلند ہونے تک درست نہیں ہیں۔ دیگر اوقات میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ وہ وقت نوافل کی کراہت کا نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۸ جلد ۲ رد المحتار ص ۳۲۹ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: دن کی نفلوں اور سنتوں میں قرأت آہستہ ہی پڑھنا چاہیے البتہ رات میں اختیار ہے خواہ جہر کرے یا آہستہ پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۴۰ جلد ۲ رد المحتار ص ۳۹۸ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے پس اگر کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اس نماز کا لوٹنا واجب ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۵ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: سنت و فرض کے درمیان دنیاوی باتیں کرنے سے ثواب میں کمی تو کی جاتی ہے لیکن سنتوں کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۱ جلد ۲ رد المحتار ص ۶۳۶ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: کوئی سنت ظہر پڑھ رہا تھا، ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے اور بعد فرض کے چار رکعت پھر سنت ظہر پڑھنی چاہیے (دو رکعت جو پڑھی اس کے علاوہ چار پڑھنی چاہیے) اور اس میں اختیار ہے چاہے چار سنت پہلے یا دو سنت پہلے اور نیت سنت ظہر کی کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۰۲ جلد ۲ رد المحتار ص ۶۷۳ جلد ۲ فتاویٰ محمودی ص ۱۸۷ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: جمعے کی سنت موکدہ کا حکم ظہر کی سنت کی طرح ہے کہ اگر شروع کر چکا اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو فرض کے بعد پڑھ لے۔

[علم الفقہ ص ۹۹ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: سنت پڑھنے کے واسطے اذان کا انتظار ضروری نہیں ہے۔ جمعہ اور ظہر اور عشاء اور فجر کی سنتیں اذان سے پہلے پڑھی جاسکتی ہیں۔ [کفایت المفتی ص ۲۶۷ جلد ۳] (بشرطیکہ نماز کا وقت ہو جائے۔ [محمد رعت قاضی غفرلہ])

مَسْئَلَةٌ: بغیر سنت (ظہر وغیرہ پڑھے فرض پڑھا دینے سے نماز ہو جاتی ہے۔

[کفایت المفتی ص ۲۷۷ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: جس جگہ سنت نماز پڑھی جائے فرض کے لیے اس جگہ سے ہٹنا ضروری نہیں ہے۔

[کفایت المفتی ص ۲۷۴ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد فجر یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد اور غروب شمس کے بعد فرض سے پہلے پڑھنا حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ [کفایت المفتی ص ۲۷۴ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مسافر پر سنتیں نہیں ہیں، اس لیے (مسافر صرف فرض نماز پڑھتے ہیں اور) بلا عذر اور بلا مجبوری بھی سنتیں چھوڑ دیتے ہیں، یہ غلط ہے، صحیح یہ ہے کہ سفر شرعی کے اندر اگر مشغول زیادہ ہو یا ریل میں کثرت سے بھیڑ ہو تو سوائے فجر کی سنتوں کے باقی وقتوں کی سنتیں چھوڑنے کی گنجائش ہے، مگر اطمینان کی حالت میں کبھی نہ چھوڑنا چاہیے پس سخت مجبوری میں ایسا کرے۔ [اغا ط العوام ص ۲۳ تفصیل دیکھئے مسائل سفر مکمل و مدلل میں]

کیا سنتوں کے بعد مزید دعا کریں؟

سوال: دعا مانگنے کے دو طریقے دیکھ، پہلا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے بعد امام اور مقتدی سب مل کر مانگتے ہیں (زیادہ طویل نہیں) اس کے بعد نوافل میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فرائض کے بعد فقط ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ)) والی دعا مانگی جاتی ہے، پھر سنن وغیرہ پڑھ کر امام و مقتدی اکٹھے ہو کر فاتحہ کہہ کر مل کر دعاء کرتے ہیں، سنتوں کے بعد مل کر دعاء کو ضروری سمجھا جاتا ہے، بڑے اہتمام و التزام اور پابندی سے کیا جاتا ہے اور امام کے ساتھ بھی شرط کی جاتی ہے کہ اس طرح الفاتحہ پڑھنا ہوگا۔ کونسا طریقہ مسنون ہے؟

جواب: مسنون یہ ہے کہ جس طرح فرض نماز جماعت سے پڑھی ہے دعا بھی جماعت کے ساتھ کی جائے یعنی امام اور مقتدی سب مل کر دعاء مانگیں اور جس طرح سنتیں اور نفلیں الگ الگ پڑھی ہیں دعاء بھی الگ الگ مانگیں۔ لہذا صورت مسئلہ میں دونوں طریقوں میں سے پہلا طریقہ مسنون اور مطابق سنت ہے۔ دوسرا طریقہ خلاف سنت، بے اصل، من گھڑت اور بلا دلیل ہے۔ الگ الگ سنتیں اور نفل پڑھنے کے بعد سب کا اکٹھا جمع ہونا اور اکٹھے ہو کر دعا مانگنا نہ صرف آنحضرت ﷺ کے کسی عمل اور فرمان سے ثابت ہے نہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنہم اور ائمہ دین میں سے کسی کے قول و عمل سے ثابت ہے۔ آنحضرت ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا طریقہ یہ تھا کہ فرض نماز جماعت سے ادا فرما کر دعا بھی جماعت کے ساتھ (امام و

مقتدی سب مل کر مانگا کرتے تھے، اور سنتیں اور نقلیں الگ الگ پڑھا کرتے تھے تو دعا بھی الگ الگ مانگا کرتے تھے، بہر حال جب یہ ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکثر و بیشتر سنتیں گھر جا کر ادا فرماتے تھے تو امام و مقتدی کا مل کر باجماعت (سنتوں اور نقلوں کے بعد) دعا مانگنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے کیا سنتیں گھر میں پڑھ کر دوبارہ مسجد میں جمع ہوتے تھے؟

کبھی کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو مسجد میں سنتیں پڑھنے کا اتفاق ہوا تب بھی آپ ﷺ نے مقتدیوں کے ساتھ مل کر دعا نہیں فرمائی بلکہ آپ ﷺ سنتوں میں مشغول رہتے اور مقتدی اپنی اپنی نمازوں سے فارغ ہو کر آنحضرت ﷺ کی فراغت کا انتظار کیے بغیر ہی چلے جاتے تھے۔ (فتاویٰ ربیعہ ص ۲۱۶ جلد احوال ابوداؤد ص ۱۹۱، فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱۲ جلد ۳، تفسیر کبیر ص ۲۳۳ جلد ۸، بحر الرائق ص ۱۵۹ جلد ۱)

میں نے: امام کے ساتھ دعا مانگنا کوئی ضروری نہیں ہے، آپ نماز سے فارغ ہو کر (اگر جلدی ہو تو) اپنی دعا کر کے جاسکتے ہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۳ جلد ۳]

میں نے: دعا کے وقت نماز استسقاء کے علاوہ ہاتھ کا ندھوں سے اوپر نہ جائیں اور دعا میں عاجزی اور مسکنت کی کیفیت ہونی چاہیے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۷۵ جلد ۳]

میں نے: نمازوں کے بعد بغل گیر ہونا مصافحہ کرنا نہ سنت ہے نہ واجب بلکہ بدعت ہے۔ اگر کوئی شخص دور سے آیا ہو اور نماز کے بعد ملے تو اس کا مصافحہ و معاہدہ کرنا جائز ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۸۷ جلد ۳]

میں نے: دعا مانگتے وقت جب ہاتھوں کو اٹھاؤ تو ان کو اس طرح رکھو کہ ہاتھوں کے اندر کا رخ یعنی ہتھیلیاں منہ کے سامنے رہیں جیسا کہ دعا کے وقت کا معمول ہے۔ [مظاہر حق ص ۹۱ جلد ۳]

میں نے: احادیث سے معلوم ہوا کہ دعا کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھانا اور پھر دعا کے بعد اٹھے ہوئے ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیرنا سنت ہے۔ [مظاہر حق ص ۹۱ جلد ۳]

میں نے: نماز ختم ہونے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے دعا مانگے اور اگر امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لیے بھی۔ اور دعا مانگنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو خواہ سب آمین آمین کہتے

رہیں۔ [ہفتی زیور ص ۳۲ جلد ۱، بحوالہ طحاوی ص ۱۸۳ جلد ۱، کفایت المفتی ص ۳۰۷ جلد ۳]

اگر فرض دوبارہ پڑھے جائیں تو بعد کی سنتوں کا حکم

سوال: اگر امام سے جماعت کے دوران غلطی ہو جائے اور اس غلطی کا احساس اس وقت ہو، جب فرض نماز کے بعد سنتیں اور نفلیں بھی پڑھی جا چکی ہیں تو دوبارہ فرض پڑھانے کے بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھنا پڑیں گی یا نہیں؟

جواب: بعد کی سنتیں فرض کے تابع ہیں، اگر سنتیں پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ فرض نماز صحیح نہیں ہوئی تو فرض کے ساتھ بعد کی سنتیں بھی دوبارہ پڑھی جائیں۔ البتہ وتر دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۳۵۳ جلد ۳]

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و وتر با وضو پڑھے تو وقت کے اندر یاد آ جائے تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہیے۔ یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے، وجہ سنتوں کے اعادہ کی اور وتر کے عدم اعادہ کی مذہب حنفیہ میں یہ ہے کہ جب فرض عشاء کے نہ ہوئے تو فرض کے لوٹانے کے ساتھ سنتوں کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنت فرض کے تابع ہیں اور چونکہ وتر واجب مستقل ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہذا اس کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور صاحبین رحمہما اللہ چونکہ وتر کو سنت فرماتے ہیں اس لیے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں۔ اور صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آ گیا اور وقت گزرنے کے بعد اگر یاد آیا تو صرف فرض عشاء کے پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۲ جلد ۲، نوالہ ہدایہ ص ۱۳۹ ج ۱]

نماز وتر کا طریقہ

نماز وتر واجب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں۔ [البوداؤد، مستدرک]

وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہے، اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے اور اس کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر

جس طرح تکبیر تحریر کے وقت اٹھاتے ہیں اٹھا کر پھر باندھے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲]

((اللَّهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنُشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اِلَيْكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَآلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفٰرِ مُلْحَقٌ))

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کو یہ دعائے قنوت یاد نہ ہو تو بجائے اس کے یہ دعاء پڑھے۔ ((رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) [پارہ ۲ سورۃ البقرۃ] اور اگر یہ بھی نہ یاد ہو تو دعائے قنوت کے یاد ہونے تک یہ دعاء پڑھ لے: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِيْ)) تین مرتبہ۔ یا یہ پڑھے ((يَا رَبِّ)) تین مرتبہ۔ [علم الفقہ ص ۴۰ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۴۰ جلد ۳، کتاب الفقہ ص ۵۳۴ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۴ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۲۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: وتر اور سنت موکدہ اور نو اقل کی تمام رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا ضروری ہے۔ [نماز مسنون ص ۳۹۳، کبیری ص ۳۳۳]

مَسْئَلَةٌ: ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورت سے پہلے بسم اللہ الخ پڑھنی جائز ہے مگر آہستہ آواز سے، بلند آواز سے نہ پڑھے۔ [کنايت المفتي ص ۴۱۱ جلد ۳]

وتر سے متعلق مسائل

مَسْئَلَةٌ: وتر کا وقت شفق کے غائب ہونے سے طلوع فجر تک ہے۔ اگر بھولے سے یا ارادۃً ترک ہوئے تو اس کی قضا واجب ہوگی، اگر چہ اس میں دیر ہو جائے۔

مَسْئَلَةٌ: وتر کو نماز عشاء کے بعد پڑھنا واجب ہے، کیونکہ اس میں یہ ترتیب لازمی ہے۔ تاہم اگر بھولے سے عشاء کی نماز سے پہلے پڑھ لیے گئے تو صحیح ہو گئے۔ اسی طرح اگر علی الترتیب دونوں یعنی نماز فرض اور وتر کو پڑھ لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز باطل ہو گئی لیکن وتر صحیح پڑھے گئے تو نماز وتر صحیح قرار دی جائے گی اور صرف عشاء کی نماز دوبارہ پڑھی جائے، کیونکہ اس قسم کی

معذوریوں میں ترتیب ساقط (ختم) ہو جاتی ہے۔

مَسْئَلَةٌ: وتر میں دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور سنت یہ ہے کہ اس کو آہستہ پڑھا جائے خواہ کوئی امام ہو یا تنہا پڑھنے والا (اور رمضان المبارک میں وتر کی جماعت میں امام اور مقتدی دونوں حضرات قنوت آہستہ پڑھیں گے۔ [محمد رنعت قاضی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو رکوع کی حالت میں دعائے قنوت نہ پڑھی جائے اور نہ دوبارہ قنوت کے لیے کھڑا ہو بلکہ سلام کے بعد سجدہ سہو کرے۔ اور اگر کھڑے ہو کر رکوع سے قنوت پڑھ لی اور رکوع کا اعادہ (دوبارہ) نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مَسْئَلَةٌ: اگر غلطی سے سورت اور قنوت پڑھنے سے پہلے رکوع کیا یعنی محض سورۃ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تو ضروری ہے کہ سورۃ فاتحہ اور قنوت پڑھنے کیلئے اٹھے اور دونوں چیزیں پڑھ کر دوبارہ رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ اگر سورۃ فاتحہ اور سورت اور قنوت تینوں کو بھول کر رکوع میں چلا گیا تو رکوع سے اٹھ کر فاتحہ، سورت اور قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کر لے، اور اگر رکوع دوبارہ نہ کیا تو تب بھی نماز ہو جائے گی، لیکن سجدہ سہو بہر حال کرنا چاہیے۔

مَسْئَلَةٌ: نماز وتر رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں جماعت کے ساتھ مشروع نہیں ہے، ماہ رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے، اور رمضان کے علاوہ وتر کی جماعت مکروہ ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۵۳۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: تہجد گزار کے لیے بھی افضل یہی ہے کہ رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ [فتاویٰ رحمہ ص ۲۹ جلد ۳، مراقی الفلاح ص ۷۴، نور الایضاح ص ۱۰۰]

مَسْئَلَةٌ: وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہیے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی، اور اگر واجب اللیل بھی کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۰ ج ۳، رد المحتار ص ۳۸۹ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: وتر کو واجب کہنا چاہیے، وتر امام اعظمؒ کے نزدیک واجب ہے، لہذا وتر کے ادا کرتے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نہ کہا جائے، تب بھی واجب ہے، وتر ادا ہو جائے گی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۳ ج ۴، رد المحتار ص ۳۸۸ جلد اول بحث نیت]

(اور اگر مطلق وتر کی نیت کر کے پڑھے جب بھی نماز میں کچھ خلل نہ ہوگا، نماز وتر ہو جائے

گی۔ [رنعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: جس نے رمضان میں عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: امام نے قنوت پڑھ کر رکوع کیا اور مقتدی کی دعائے قنوت پوری نہیں ہوئی، اگر تھوڑی باقی ہے کہ اس کو پورا کر کے امام کے رکوع میں شریک ہو سکتا ہے۔ تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۲ جلد ۲۔ عالمگیری ص ۱۰۳ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر وتر کی تیسری رکعت میں شریک ہوا پس اگر اس نے تیسری رکعت پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ قنوت پڑھے، بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اسی طرح تیسری رکعت کے رکوع میں شریک ہوا جب بھی بعد میں دعائے قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [مسائل مجددہ ص ۹۶ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۲۵ جلد اول، فتاویٰ رحمیہ ص ۱۵۷ ج ۱ عالمگیری ص ۱۷۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: وتروں کے بعد دو نفل بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دونوں طرح درست ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دو ہر ا ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے میں اور آنحضرت ﷺ نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا، دوسرے کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۱ ج ۲ درمختار ص ۶۵۲ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ نفلوں میں کھڑا ہونا فرض نہیں ہے امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے پس آپ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۲ جلد ۳]

مریض کے احکام

مَسْئَلَةٌ: بعض مریض نماز کا اہتمام نہیں کرتے، حالانکہ ممکن ہے یہ زندگی کا آخری مرض ہو، کیونکہ ہر بیماری موت کی یاد دہانی کراتی ہے۔ صحت میں فکر نہ کی تو اب غافل رہنا اور اہتمام نہ کرنا بڑے ہی اندیشہ اور خطرہ کی بات ہے۔

مَسْئَلَةٌ: بعض مریض تندرستی کے زمانہ میں تو نماز کے پابند ہوتے ہیں مگر بیماری میں نماز کا خیال نہیں رکھتے، اور خیال نہ رکھنے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بیماری یا وسوسہ کی وجہ کی بناء پر کپڑے یا

بدن ناپاک گندے ہیں، یا وضو اور غسل نہیں کر سکتے اور تیمم کو دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے طبیعت صاف نہیں ہوتی، اس لیے نماز قضاء کر دیتے ہیں، یہ سخت جہالت اور نادانی کی بات ہے، ایسے موقع پر اہل علم سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرنا چاہیے اور شریعت کی عطا کردہ سہولتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر نماز قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۱: بعض مریض ڈاکٹر اور حکیم کے منع کر دینے کا عذر کرتے ہیں اور نماز پڑھنا چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ جب تک اشارہ سے نماز پڑھنے پر قدرت ہو اشارہ سے نماز ادا کرنا لازم ہے، ہاں جب اشارہ پر بھی قدرت نہ رہے تو بے شک نماز مؤخر کرنا اور بعد میں قضاء کر لینا درست ہے، بیماری پیام موت ہے۔ اس سے انسان کو اور زیادہ ہوشیار اور فکر آخرت کی طرف اور زیادہ متوجہ ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۸۲: بعض مریض نماز کے پورے پابند ہوتے ہیں مگر بیماری کے غلبہ سے یا نماز کے وقت نیند کے غلبہ سے یا بہت زیادہ ضعف، کمزوری اور نقاہت سے آنکھیں بند ہو کر غفلت سی ہو جاتی ہے اور نماز کے اوقات وغیرہ کی پوری خبر نہیں ہوتی، یہاں تک نماز قضاء ہو جاتی ہے حالانکہ اگر نماز کی اطلاع کی جائے تو ہرگز کوتاہی نہ کریں، لیکن اوپر کے لوگ تیمارداری خدمت کرنے والے حضرات مریض کی راحت کا خیال کر کے نماز کی اطلاع نہیں کرتے اور اگر بیمار کو کسی طرح اطلاع بھی ہو جائے تو التامع کر دیتے ہیں یا اس کی امداد نہیں کرتے مثلاً وضو، تیمم کپڑوں کی تبدیلی، قبلہ رخ کرنا وغیرہ کچھ نہیں کرتے جس سے خود بھی گنہگار ہوتے ہیں، ایسا کرنا نہ مریض کے ساتھ خیر خواہی ہے نہ اپنے ساتھ۔ (کیونکہ اگر مریض کا مرض میں انتقال ہو جائے تو وہاں کون سا تھ دے گا؟)

مسئلہ ۱۸۳: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب مریض ہوش میں نہیں ہے تو نماز معاف ہے یہ بھی درست نہیں کیونکہ ہر بے ہوشی میں نماز معاف نہیں ہوتی، جس میں نماز معاف ہوتی ہے وہ بے ہوشی ہے جس پر خبردار کرنے سے بھی آگاہ (واقف) نہ ہو، اور متصل مسلسل چھ نمازیں (مکمل) بے ہوشی میں گزر جائیں، ایسی شکل میں نماز معاف ہے، قضاء بھی واجب نہیں اور اگر اس سے کم بے ہوشی ہو مثلاً چار یا پانچ نمازیں اس حالت میں گزر جائیں تو اس وقت تو مریض بے ہوشی کی بناء پر نمازیں ادا کرنے کا مکلف نہیں۔ البتہ ہوش آنے پر ان کی قضا واجب ہے اور اگر قضاء میں سستی اور لاپرواہی کی مرنے سے پہلے ان نمازوں کا نذہ یہ ادا کرنے کی وصیت کرنا واجب ہے۔

مَسْئَلَةٌ: بعض بیمار کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں مگر پھر بھی وہ بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں، حالانکہ جب تک کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی قدرت ہو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں ہے، لہذا بڑی احتیاط سے نماز ادا کرنا چاہیے۔

مَسْئَلَةٌ: بعض مریض نماز میں باوجود اس کے کہ کراہنے کو ضبط کر سکتے ہیں لیکن آہ آہ خوب صاف صاف لفظوں سے کہتے ہیں اور اس کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ نماز رہے گی یا جائے گی۔ یاد رکھنا چاہیے کہ قدرت ضبط ہوتے ہوئے نماز میں ہائے یا آہ آہ، اولیٰ وغیرہ کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ [اغلاط العوام از مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۸]

مَسْئَلَةٌ: بعض عوام ایسے مرض میں مبتلا ہو کر نماز چھوڑ دیتے ہیں جس میں بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا مشکل ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس حالت میں نماز ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ علماء سے مسائل معلوم کر کے نماز پڑھنا چاہیے۔ ایسی حالت میں بھی نماز درست ہو جاتی ہے، جب دھونے سے سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھ جانے کا ڈر ہو اور کپڑے بدلنے کے لیے کپڑے زیادہ نہ ہوں تو ایسی حالت میں نماز درست ہو جاتی ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۸]

مریض کے لیے تیمم کا حکم

مَسْئَلَةٌ: بعض مریض یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وضو کچھ مضرت نہیں پھر بھی تیمم کر لیتے ہیں، بعض مرتبہ خدمت گزار (تیاردار) یا دوسرے خیر خواہ وضو سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میاں شریعت میں آسانی ہے تیمم کر لو۔ یہ سخت نادانی ہے، جب تک وضو کرنا مضرت نہ ہو، تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

مَسْئَلَةٌ: بعض مریض یہ غلطی اور بے احتیاطی کرتے ہیں کہ خواہ ان پر کیسی ہی معصیت گزرے، خواہ کیسا ہی مرض بڑھ جائے جان نکل جائے مگر تیمم نہیں کرتے، مرجائیں گے مگر وضو ہی کریں گے، یہ غلو ہے، اور درپردہ حق تعالیٰ شانہ کی عطا کردہ سہولت کو قبول نہ کرنا ہے جو سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جس طرح وضو کرنا حق تعالیٰ کا حکم ہے تیمم بھی اس کا ہی حکم ہے۔ بندہ کا کام ماننا ہے، نہ کہ دل کی چاہت اور صفائی دیکھنا، بندگی تو اسی کا نام ہے کہ جس وقت جو حکم ہو دل و جان سے اطاعت کرے۔ [اغلاط العوام ص ۱۹۶]

مَسْئَلَةٌ: اگر جنبی (جس کو غسل کی ضرورت ہو، غسل کرنے سے ہلاکت یا مرض کے بڑھ جانے کا غالب اندیشہ ہو، اور اگر پانی کا سامان بھی نہ ہو، یا استعمال نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں تیمم جائز ہے۔ [شامی ص ۱۵۶ جلد اول و ہدایہ ص ۵۲ جلد اول]

مریض اور معذور کی نماز

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور پر قادر نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔ اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کہیں سخت درد ہونے لگتا ہو تو اس پر قیام فرض نہیں اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے، اگر مسنون طریقے سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لیے حالت صحت میں بیٹھنا چاہیے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقے سے بیٹھنے میں اس کو آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ اور اگر تھوڑی دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہو جائے کھڑا رہے، بعد اس کے بیٹھ جائے حتیٰ کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اس کے بیٹھ جائے، اگر نہ کھڑا ہو گا تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ لکڑی کے یا تنگیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے۔

[درمختار، رد المحتار وغیرہ، صغریٰ ص ۱۳۳، علم الفقہ ص ۱۲۷، ہدایہ ص ۱۰۸، ج ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۷، جلد ۱، کبیری ص ۲۱۶]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اس قدر ہو کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اس کا جسم عورت نہ چھپ سکتا ہو، ہاں بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا بے طاقت یا تنفس میں مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نہ کر سکے تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیے۔ [درمختار، شامی وغیرہ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لیے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکا دے۔ کسی چیز کا پیشانی کے برابر اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے،

ہاں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھ دی جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔
 ۱۱۱: اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور ہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے
 سہارے سے تو اس کو چاہیے کہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے، لیٹنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ
 چپٹ لیٹے، پیر قبلے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی ٹکڑی وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلے کے سامنے ہو
 جائے اگر پہلو لیٹے خواہ داہنے پر یا بائیں پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو
 اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہیے، سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو،
 آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارہ سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ [در مختار وغیرہ]
 اگر یہ بھی قدرت نہ ہو تو جیسے ممکن سہولت ہو پڑھے۔

[علم الفقہ ص ۱۲۷ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد ۱ اور مختار ص ۷۰۳ جلد ۱]

۱۱۲: اگر کوئی عورت دردزہ میں مبتلا ہو مگر ہوش و حواس قائم ہوں تو اس کو چاہیے کہ بہت جلد
 نماز پڑھے تاخیر نہ کرے مبادا نفاس میں مبتلا ہو جائے اور نماز قضاء ہو جائے ہاں اگر کھڑے ہو
 کر نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کو صدمہ پہنچے گا تو بیٹھ
 کر پڑھے، اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آ گیا ہو
 مگر ابھی تک نفاس نہ ہوا ہو تو اس کو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین
 میں کوئی گڑھا کھود کر روئی وغیرہ بچھا کر سنے کا سراں میں رکھ دے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشاروں سے
 نماز پڑھے۔ [خزانة الروایات وغیرہ]

اگر نہ پڑھے گی تو بعد میں اس نماز کی قضاء اس کے ذمہ ہوگی۔ [رفعت قاسمی]

۱۱۳: اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے
 بعد صحت کے اس کی قضاء پڑھ لے، پھر اگر یہی حالت اس کو پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو
 اس پر ان نمازوں کی قضاء بھی نہیں، جیسا کہ قضاء کے بیان میں گزر چکا ہے۔

۱۱۴: اگر کسی مریض کو رکعتوں کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت کی نماز کا ادا کرنا
 ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے ان کی قضاء پڑھ لے ہاں اگر کوئی شخص اس کو بتاتا چاہے اور وہ پڑھ
 لے تو جائز ہے۔ یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑھا پلے کے سبب سے مجبوظ العقل ہو گیا ہو یعنی
 دوسرے شخص کے بتانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر کوئی بتانے والا نہ ملے تو وہ

اپنے غالب رائے پر عمل کرے۔ [نفع المفسر]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کر لے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر پڑھے، رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

[علم الفقہ ص ۱۲۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۹ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۱۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۹، درمختار ص ۷۰۶ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی معذور حالت نماز میں قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھ کر رکوع سجدہ کرتا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اس نے اشارہ سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کر کے نیت باندھی تھی مگر ابھی تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہیں کیا تھا اور اب اس کو رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ اپنی باقی نماز رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی اور پھر نئے سرے سے اس نماز کا پڑھنا اس پر لازم ہوگا۔

[علم الفقہ ص ۱۲۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۹ جلد ۱، شرح نقایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، کبیری ص ۲۶۹]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں، تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ [شامی وغیرہ] (ایسی نیند نہ آئے جس سے وضو جاتا رہے)۔

مَسْئَلَةٌ: نفس نماز میں جیسا کہ ابتداء میں بیٹھ کر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز میں بھی بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ [درمختار وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۹ جلد ۲]

انسان معذور کب بنتا ہے؟

مَسْئَلَةٌ: کسی کو پیشاب کا قطرہ کم و بیش آتا رہتا ہے مگر نماز کا پورا وقت گھیرتا نہیں ہے، اتنا وقت مل جاتا ہے کہ پاکی کی حالت میں نماز ادا کر سکے تو وہ معذور نہیں ہے اس کو چاہیے کہ قطرہ رک جانے کا انتظار کر کے پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے، اگر نماز پڑھتے ہوئے قطرہ آنے کا شبہ ہو جائے

تو نماز توڑ کر وہ جگہ دیکھ لے، اگر واقعی قطرہ ہے تو شرمگاہ پانی سے دھو لے وضو کر کے کپڑا بدل کر نماز پڑھے۔ اگر قطرہ نہ آیا ہو ویسے ہی شبہ ہوا ہو تو آئندہ اس قسم کے شبہ کی پروا نہ کرے، بلکہ وضو کرنے کے بعد رومالی پر کچھ پانی چھڑک لے۔ شبہات سے بچنے کی یہ بھی ایک تدبیر اور علاج ہے۔ اور اگر قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی نہ ملے طہارت (پاکی) کے ساتھ اس وقت کی نماز ادا کر سکے تو وہ معذور ہے۔ ایسا معذور ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر فرض، واجب، سنت، نفل جو چاہے پڑھ سکتا ہے، جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا قطرہ آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں قطرہ کے علاوہ دوسرے واقف سے وضو ٹوٹ جائے گا یعنی وہ سری وضو توڑنے والی چیزوں سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

ایک وقت پورا ایسا گزر جانے کے بعد طہارت سے نماز ادا کرنے کا موقع نہ ملے اور معذور ہونے کا حکم لگ جائے، اس کے بعد دوسری نمازوں کے اوقات میں پورا وقت قطرہ جاری رہنا شرط نہیں ہے۔ کبھی کبھی قطرہ آ جانا معذور بنے رہنے کے لیے کافی ہے۔ ہاں اگر نماز کا ایک وقت کامل (پورا) ایسا گزر جائے کہ ایک دفعہ بھی قطرہ نہ آئے تو اب وہ معذور نہ رہے گا۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۳ جلد ۲ بحوالہ نور الایضاح ص ۵۴ و امداد الاحکام ص ۷۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: چاہے نماز کی حالت میں پیشاب کا قطرہ ٹپک جائے، اور کپڑوں پر بھی لگ جائے معذور ہونے کی وجہ سے شرعاً معاف ہے۔ لہذا نماز نہ پڑھنے کا بہانہ غلط ہے نماز معاف نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۷۲ جلد ۲ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۲۹]

مَسْئَلَةٌ: قطرہ نکلنے کے خوف سے عضو خاص (پیشاب گاہ) پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۱۳۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر بیٹھ کر نماز پڑھی جائے تو رکوع کا مستحب اور صحیح طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ کو اتنی جھکائی جائے کہ پیشانی ٹھنوں کے مقابل ہو جائے۔ سرین (کولھے) اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۹ جلد ۲، شامی ص ۴۱۶ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قراءت کے وقت نگاہ سجدہ کی جگہ کے بجائے گود میں مناسب ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۷ جلد ۲ بحوالہ شامی ص ۳۲۱ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: معذور کے لیے سجدہ کرنے کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا

نہیں چاہیے، جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے، تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [امداد الاحکام ص ۱۹۸ جلد ۱]

معذور سے متعلق مسائل

مَسْئَلَةٌ: جو شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا ہو، اگر درمیان میں تھک جائے اور در ماندہ ہو جائے تو لاٹھی، دیوار پر ٹیک لگا کر نماز پوری کر سکتا ہے یا بیٹھ جائے اور نماز پوری کر لے۔ یہ عذر ہے اس کے حق میں اگر بغیر عذر کے بیٹھے گا تو مکروہ ہوگا۔ [ہدایہ ص ۱۰۹، کبیری ص ۱۲۷]

کیونکہ نفل پڑھنے والا بلا کراہت ہر حال میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور جب بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو درمیان میں بھی بیٹھ سکتا ہے۔ [در مختار ص ۷۰۲ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر ریل گاڑی وغیرہ میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

[در مختار ص ۷۰۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: معذور بیمار بیٹھ کر نماز پڑھنے والا قراءت اور رکوع کے وقت جس طرح چاہے بیٹھے اگرچہ بہتر صورت وہی ہے جیسے تشہد کے وقت بیٹھا جاتا ہے، سجدہ اور تشہد کی حالت میں اس طرح بیٹھنا چاہیے جس طرح پہلے بتایا گیا ہے، لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج اور دشواری نہ ہو، بصورت دیگر وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں زیادہ آسانی ہو۔

[کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: لنگڑا جو کہ کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا، اس کو جماعت میں صف اول میں (کنارہ پر) بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ [امداد الاحکام ص ۵۴۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جو شخص بیٹھ کر بھی اشارہ سے نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور سنت اور نفل کا ادا کرنا (مریض کے لیے) ضروری نہیں ہے اگر پڑھ سکے تو بہتر ہے نہ پڑھے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴۰ جلد ۲، رد المحتار ص ۱۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: مرض کی وجہ سے شراب (یا نجس مہم وغیرہ) کی پٹی باندھی گئی تو وہ اسی حالت میں نماز پڑھ لے، نماز اس کی درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۴۰ جلد ۲، رد المحتار ص ۱۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر ریاح کا مریض شرعی معذور ہو چکا ہے یعنی یہ مرض خروج ریح کا اس کو اس قدر زیادہ

ہے کہ کسی وقت اس کو ایسی نوبت آچکی ہے کہ تمام وقت نماز میں اس قدر مہلت اس کو اس مرض نے نہیں دی کہ وضو کر کے فرض وقت میں بغیر اس عذر کے پڑھ سکا ہو تو اس کے لیے یہ جائز ہے کہ ایک دفعہ وضو کر کے وقت کے اندر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ رتخ نماز میں خارج ہوتی رہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۴۲ جلد ۴، و رد المحتار ص ۴۸۰ جلد اول باب المعذرة و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۳ جلد ۷]

(ایسا مریض ایک وضو سے وقت کے اندر اندر اس نماز کو ادا کر سکتا ہے چاہے نماز میں بھی ریاح نکلتی رہیں، لیکن اس وضو سے دوسرے وقت کی نماز نہیں پڑھ سکتا ہے، ہر نماز کے لیے تازہ وضو یا ایک تیمم کی ضرورت ہو تو تازہ تیمم کرے۔) محمد رفعت قاضی غفرلہ

مسئلہ ۱۸: جس قدر طاقت ہو اسی کے موافق نماز ادا ہو جائے گی۔ اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ الغرض تکلیف بقدر وسعت ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۶ جلد ۲]

مسئلہ ۱۹: اگر مرض کی وجہ سے رکوع و سجود کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر اشارہ سے نماز پڑھے اور رکوع کی نسبت سے سجدہ کا اشارہ ذرا پست کرے، لیکن کوئی چیز (تکیہ وغیرہ) اٹھا کر پیشانی کے سامنے کر کے اس پر سجدہ نہ کرے۔ [ہدایہ ص ۱۰۸ جلد ۱، شرح فتاویٰ ص ۱۷۷ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲، فتاویٰ رحیمیہ ص ۵۶۱ جلد ۳]

مسئلہ ۲۰: اگر ایسی کمزوری ہو کہ بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا تو پھر پشت پر (یعنی چٹ) لیٹ کر نماز پڑھے اور پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے۔ اور رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے۔ [ہدایہ ص ۱۰۹ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲]

مسئلہ ۲۱: اگر پہلو پر لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر دے تو ایسا بھی جائز ہے۔ [شرح فتاویٰ ص ۱۷۷ جلد اول]

مسئلہ ۲۲: اگر بیمار کے پاس کوئی دوسرا شخص نہ ہو اور خود مریض قبلہ کی طرف اپنا رخ نہیں کر سکتا تو جس طرف مریض کا رخ ہو اسی طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۴۲ جلد ۴]

مسئلہ ۲۳: اگر کسی کو مسلسل بول (پیشاب جاری ہونا) کا مرض لاحق ہو اور یہ اندیشہ ہے کہ نماز کے لیے کھڑے ہونے سے پیشاب آجائے گا، اور بیٹھ کر پڑھے تو نہیں آئے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اس طرح ایک تندرست نعت مند آدمی کو اگر تجربہ وغیرہ سے یہ معلوم ہو کہ کھڑے ہونے سے بے ہوشی ہو جائے گی یا سر چکر سے گھٹو تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور ان تمام صورتوں میں رکوع اور

سجود کے ساتھ کمل طور پر نماز ادا کرنا واجب ہے۔

[کتاب فقہ ص ۸۰۳ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۹۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص بغیر سہارے کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہے لیکن کسی دیوار یا لکڑی وغیرہ کے سہارے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو وہ سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا پابند ہے، اس کو بیٹھ کر نماز جائز نہیں ہے۔

مَسْئَلَةٌ: جتنی دیر بھی مریض کو بغیر سہارے کے بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن ہوتی دیر بغیر سہارے کے بیٹھنا چاہیے، اگر بغیر سہارے کے نہ بیٹھا جاسکے تو سہارا لینا ہی پڑے گا، اس کے لیے لیٹ کر نماز جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی سہارا لے کر یا بغیر سہارے کے بیٹھ کر پڑھنے سے عاجز ہو تو کروٹ لے کر یالیٹ کر نماز پڑھے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۰۳ جلد ۱، امداد الفتاویٰ ص ۳۵۱ جلد اول و در مختار ص ۱۷ جلد اول]

(جس طرح بھی ممکن ہو سکے بغیر کسی پریشانی کے نماز پڑھے۔) [رفعت قاسی]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص محض آنکھ، پلک یا دل سے اشارہ کر سکتا ہے تو اسی حالت میں وہ نماز سے بری الذمہ متصور ہوگا اور اس حالت میں نماز درست نہ ہوگی خواہ عقل قائم ہو یا نہ ہو۔ یا ایسا مرض ہے تو اس پر قضاء بھی واجب نہ ہوگی۔ بشرطیکہ فوت شدہ نمازوں کی تعداد پانچ سے زیادہ ہو جائیں، بصورت دیگر قضاء واجب ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر مریض کو سر کے ساتھ اشارہ کرنے کی طاقت بھی نہ رہے تو ایسی حالت میں نماز اس سے موخر ہوگی۔ آنکھ اور ابرو کا اشارہ معتبر نہیں ہوگا۔ ایسی حالت میں نماز کو موخر کر دے۔ اگر تندرست ہو گیا تو نماز میں قضاء کرے گا۔ [ہدایہ ص ۱۰۹ جلد اول، شرح نفاہ ص ۱۱۸ جلد اول، کبیری ص ۲۶۲]

مَسْئَلَةٌ: کوئی شخص قیام (کھڑے ہونے) پر قادر ہو لیکن رکوع اور سجود پر قادر نہ ہو تو اس پر قیام لازم نہ ہوگا، بلکہ وہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے۔

[ہدایہ ص ۱۰۹ ج ۱ کبیری ص ۲۶۲ و کتاب الفقہ ص ۸۰۶ جلد اول]

رکوع و سجود سے معذوری کا حکم

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص رکوع کرنے یا سجدہ کرنے سے یا ان میں سے کسی ایک کے ادا کرنے سے معذور ہو تو جس امر سے معذور ہو اس کو اشارہ سے ادا کرے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے، صرف رکوع نہیں کر سکتا تو اسے واجب ہے کہ نیت باندھے اور قرأت کرنے کے لیے کھڑا ہو اور رکوع کا صرف اشارہ

کرے پھر سجدہ کر لے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر قیام (کھڑا) تو کر سکتا ہو، لیکن رکوع اور سجود سے عاجز ہو تو تکبیر تحریمہ اور قرات کھڑے ہو کر کرے اور رکوع کے لیے کھڑے کھڑے اشارہ کرے پھر بیٹھ کر اشارہ سے سجدہ کرے۔ [کتاب الفقہ ص ۸۰۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: ایسا زخمی جس کو سجدہ کرنے سے خون بہہ پڑتا ہے، اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں خون نہیں بہتا، تو اس صورت میں اس کے لیے اچھی شکل یہ ہے کہ بیٹھ کر سر کے اشارہ سے نماز ادا کرے، اس لیے کہ اس صورت میں وضو باقی رہتا ہے صرف سجدہ چھوٹتا ہے اور سجدہ کے بغیر نماز شریعت میں موجود ہے۔ مثلاً سواری پر نماز جب عذر درپیش ہو تو سجدہ ترک کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

[در مختار ص ۶۵ جلد ۱، کتاب الصلوٰۃ]

مَسْئَلَةٌ: ایک بیمار جس کے جسم کے نیچے ناپاک کپڑے ہوں اور جب بھی اس کے نیچے کوئی چیز بچائی جاتی ہے فوراً ناپاک ہو جاتی ہے تو وہ اسی حال میں نماز پڑھے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے حکماً پاک قرار دیئے گئے ہیں۔ [در مختار ص ۷۰۹ جلد اول]

جس مریض کو رکعات وغیرہ یاد نہ رہیں؟

مَسْئَلَةٌ: اگر بیمار پر اونگھ کی بیماری کی وجہ سے رکعتوں کی تعداد مشتبہ ہو جائے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں یا سجدے مشتبہ ہو جائیں اور یاد نہ رہیں کہ اس نے کتنے سجدے کیے، تو اس صورت میں اس پر نماز کا ادا کرنا لازم نہیں ہے اگر وہ نمازوں کو دوسرے کے سکھانے اور بتانے سے ادا کرے گا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (نماز ہو جائے گی)۔ [در مختار ص ۷۰۴ جلد اول]

آنکھ کے اشارہ سے نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: مجبور آدمی سر کے اشارہ سے بلاشبہ نماز ادا کر سکتا ہے، مگر اپنی آنکھ، اپنے دل اور اپنے ابرو کے اشارہ سے نماز ادا نہیں کر سکتا ہے۔ [در مختار ص ۷۰۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جس مریض کو چٹ لیٹنے کا حکم دے دیا گیا ہو تو ایسا شخص اشارہ سے نماز پڑھے گا اس لیے کہ اعضائے انسانی کی حرمت جان کی حرمت کے برابر ہے یعنی جس طرح جان کا بچانا فرض

ہے، اعضاء کا بچانا بھی فرض ہے۔ [در مختار ص ۷۸ جلد اول]
 مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کے دونوں ہاتھ کہنی سے اور پاؤں نچنے سے کٹے ہوئے ہوں اور اس کے چہرے پر زخم ہو تو ایسا شخص بغیر وضو اور بغیر تیمم نماز پڑھے گا اور پھر ان نمازوں کو لوٹائے گا بھی نہیں۔

[در مختار ص ۷۸ جلد اول]

(اگر ہاتھ کہنی سے کم کٹا ہوا ہو تو کوئی وضو کرانے والا ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر موجود نہ ہو تو ضروری نہیں ہے۔ [محمد رنعت قاسمی غفرلہ])

پاگل اور بے ہوش کا حکم

مَسْئَلَةٌ: جو شخص پاگل ہو جائے یا اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے پورے چوبیس گھنٹے یہ ہی حال رہے تو بے ہوشی کے ختم ہونے کے بعد ان پانچ وقتوں کی قضاء کرے گا اور اگر اس کا جنون اور بے ہوشی چھٹی نماز کے وقت بڑھ جائے تو پھر وہ ان نمازوں کی قضاء نہیں کرے گا۔ [در مختار ص ۷۰ جلد اول و کتاب الفقه - ۷۸۸ جلد اول]

بھنگ و شراب سے عقل جانے پر نماز کا حکم

مَسْئَلَةٌ: نمازی کی عقل اگر بھنگ یا شراب یا کسی اور دوا کے استعمال سے زائل ہوئی ہے تو اس پر بے عقلی کے زمانہ کی نمازوں کی قضاء لازم ہے، اگرچہ عقل کے زائل ہونے کی مدت لمبی ہو، اس لیے کہ یہ عقل کا زائل ہونا خود بندہ کے فعل سے لاحق ہوا ہے جیسے کوئی سو رہا ہے تو سونے کے زمانے کی نمازوں کی قضاء لازم ہے، ساقط نہیں ہوتی، اسی طرح خود کچھ کھا کر بے ہوش ہوا ہے تو اس کی وجہ سے بھی نماز ساقط نہیں ہوتی ہے۔ [در مختار ص ۷۸ جلد اول]

نماز کی حالت میں پیٹ میں قراقر ہونا؟

مَسْئَلَةٌ: بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے پیٹ میں قراقر ہو کر ایسا شبہ ہوتا ہے کہ شاید ریح نکل گئی ہو، ایسی شک کی حالت میں نماز نہ توڑے، جب تک آواز یا بد بو نہ آجائے نماز سے نہ پھرے۔

[فتاویٰ محمدیہ میاں صاحب ص ۶۸]

(مقصد یہ کہ شک و شبہ نہ کیا جائے جب تک آواز سن کر یا بدبو سونگھ کر رتخ نکلنے کا یقین نہ ہو

جائے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

ریاح روک کر نماز پڑھنا

مَسْئَلَةٌ: ریا ح روک کر نماز ادا کرنے کی صورت میں نماز ہو گئی، البتہ اس میں کراہت ہے (جب کہ) اگر قلب اس کا اس میں زیادہ مشغول ہو تو کراہت تحریمی ہوگی ورنہ تنزیہی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۲۵ جلد ۴ و رد المحتار ص ۶۱۲ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۰ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: پیشاب روک کر جماعت میں شرکت کرنے میں نماز مکروہ تحریمی ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ پیشاب و پاخانہ کی ایسی حاجت ہو کہ اس کا دل اس میں مشغول ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۶ جلد ۴ و رد المحتار ص ۶۰۰ جلد اول]

نماز میں کھجانا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز میں کھجلاہٹ خارش جتنی مرتبہ بھی ہو کھجانا درست ہے، مفسد نماز نہیں ہے، خارش اگر کافی مرتبہ ہو تو وہ عمل کثیر کی تعریف سے خارج ہے۔

مَسْئَلَةٌ: ناک سے میل (چونے) نکالنا یہ برا ہے، اگرچہ نماز اس سے فاسد نہیں ہوتی، مگر یہ مکروہ ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۳۵ جلد ۴ و فتاویٰ محمودیہ ص ۶۰ ج ۱۳]

صحت کے زمانے کی نماز حالت بیماری میں پڑھنا

مَسْئَلَةٌ: مریض اپنی صحت کی حالت میں قضاء شدہ نماز کو اپنے مرض میں جس طرح پڑھنے پر قدرت رکھتا ہوگا اسی طرح ادا کرے گا مثلاً حالت صحت کی نماز قضاء ہوئی تھی اب اگر اس نماز کو بیماری کے زمانے میں بیٹھ کر پڑھے گا تو عذر کی وجہ سے اس کی یہ نماز جائز ہوگی لیکن اگر حالت بیماری کی قضاء شدہ نماز حالت صحت میں بیٹھ کر پڑھے گا تو درست نہیں ہوگی کیونکہ اس وقت اس کو کوئی عذر نہیں ہے۔ [در مختار ص ۳۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

مریض اور معذور کا قبلہ؟

مَسْئَلَةٌ: اس شخص کا قبلہ جو اپنے مرض کی وجہ سے قبلہ رخ ہونے سے مجبور ہو، اور ایسا ہی ہر وہ شخص

جس سے نماز کے ارکان ساقط ہو چکے ہوں، ان سب کا قبلہ ان کی قدرت والی جہت ہے یعنی جس طرف وہ رخ کر کے مجبوری میں نماز پڑھ سکتا ہو نماز پڑھے گا۔ نماز جائز ہوگی، ان مجبوروں کے لیے قبلہ رخ ہونا لازم نہیں ہے، اگرچہ بیمار جو خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا لیکن اس کے پاس ایسا آدمی (بیمار دار) ہے جو اس کو قبلہ رخ کر سکتا ہے تب بھی قبلہ رخ ہونا (بیمار و مجبور کے لیے) لازم نہیں ہے۔ [در مختار ص ۸۷ جلد اول و عالمگیری ص ۵۶ جلد ۳]

(استقبال قبلہ بھی شرط ہے مگر فقہاء نے صراحت کی ہے کہ عاجز کے لیے جہت پر قدرت ہو کافی ہے۔)

سُئِلَ عَنْ مَرِيضٍ كَيْفَ يَكُونُ فِي صَلَاتِهِ: مريض کے نیچے ناپاک کپڑے ہیں اور یہ صورت ہے کہ جو کپڑا بچھاتے ہیں فوراً ناپاک ہو جاتا ہے تو اسی حالت میں نماز پڑھے، اور اگر دوسرا بستر ناپاک نہیں ہوتا لیکن بستر (کپڑے وغیرہ) بدلنے میں مریض کو تکلیف ہوتی ہے تو بستر نہ بدلیں۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۵۶ جلد ۳]

سُئِلَ عَنْ مَرِيضٍ كَيْفَ يَكُونُ فِي صَلَاتِهِ: مریض کا مجبوری کی حالت میں کپڑا ناپاک نہ ہو سکے اور نہ پاک رہ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے (اسی حالت میں) اور اگر کپڑا پاک بدل سکتا تھا اور نہ بدلا تو قضاء لازم ہوگی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۳ جلد ۴، رد المحتار ص ۲۸۱ جلد ۱، باب احکام المعداد]

سُئِلَ عَنْ مَرِيضٍ سَرْدٍ وَغَيْرِهِ كَيْفَ يَكُونُ فِي صَلَاتِهِ: مریض سردی وغیرہ کی وجہ سے اپنے تمام بدن اور منہ کو چادر وغیرہ میں چھپا کر نماز پڑھے تو نماز اس مریض کی صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۳ جلد چہارم، رد المحتار ص ۲۸۰ جلد اول باب شروط الصلوٰۃ]

بے نمازی کی طرف سے فدیہ دیں تو وہ بری ہوگا یا نہیں؟

سُئِلَ عَنْ بَلَاءٍ وَصِيَّتْ مَيْتَ كَيْفَ يَكُونُ فِي صَلَاتِهِ: بلاء و وصیت میت کے اور بلا مال چھوڑنے کے ورثاء کے ذمہ کوئی کفارہ (مرنے والے کی طرف سے) واجب نہیں ہے، اگر تبرعاً کفارہ اس کی نمازوں کا ادا کریں تو درست ہے اور بہت اچھا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں سے درگزر فرمادے اس میں کچھ حرج نہیں ہے، اگرچہ یہ یقین نہیں ہے کہ میت بری ہو جائے گی مگر کچھ امید برات کی ہے اور یہ فدیہ کا دینا نماز چھوڑنے پر دلیر نہیں بنا سکتا۔ (مالداروں کو) کیونکہ اول تو تارک نماز کو کیا یقین ہے کہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کریں گے یا نہیں، دوسرے بغیر وصیت بغیر مال کے چھوڑے، وارثوں کے تبرع (بخش اپنی

طرف) سے فدیہ ادا کرنے سے برات یقینی نہیں ہے۔ بہر حال فریضہ کا چھوڑنا معصیت کبیرہ ہے، اس کا سوال ضرور ہوگا، فدیہ ادا نہ کیا، باقی معافی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ [پارہ ۵ سورہ انشاء]

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۵ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۸۵ ج ۱ باب قضاء الغواصت]

وصیت کے باوجود فدیہ نہ دیا تو؟

مَسْئَلَةٌ: وصیت کے ورثاء وصیت کر جانے اور مال کے چھوڑ جانے کے باوجود اگر وصیت کو ٹکٹ مال میں سے پورا نہ کریں گے تو کتنے گارہوں گے اور وصیت بھی مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمادیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۸ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۸۵ جلد اول باب قضاء الغواصت و فتاویٰ محمودیہ ص ۹۸ جلد ۱]

نمازوں کا فدیہ کتنا ہے؟

مَسْئَلَةٌ: کفارہ نمازوں کا مرنے کے بعد ورثاء کو دینا چاہیے۔ زندگی میں کفارہ کا حکم نہیں ہے، اور کفارہ نماز کا پونے دو سیر گندم ہیں (یعنی ایک کلو ۶۳۳ گرام) دن رات میں چھ نمازیں یعنی چائیس یعنی مع وتر کے۔ پس ایک دن کی نمازوں کا کفارہ ۹ کلو ۹۸ گرام گیسوں ہوئے۔ اختیار ہے کہ خواہ گندم دے یا نقد۔ نقد روپیہ بہتر ہے کہ اس میں سب حوائج پوری ہو سکتی ہیں۔ اور اگر دینی کتب خرید کر دینا چاہیں تو یہ بھی درست ہے لیکن پھر یہ ضروری ہوگا کہ وہ کتابیں (ضرورت مند غریب) طلباء کو تقسیم کر دی جائیں اور ان کی ملک کر دی جائیں۔ مدارس اسلامیہ میں جس طرح کتب وقف رہتی ہیں اس طریقہ سے جائز نہیں ہے۔ اس سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (مالک بیانا ضروری ہے)۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۲ جلد ۴، فتاویٰ محمودیہ ص ۵۰ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ و صدقہ فطر کا مصرف ہے اور زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جو زیادہ حاجت مند ہیں جیسے مقروض وغیرہ اور اگر مدرسہ میں طلبہ کے واسطے بھیجا جائے تو یہ بھی اچھا مصرف ہے، لیکن فیس غنی آرڈر ڈرافٹ وغیرہ اس میں

محسوب (حساب میں شمار) نہ ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۹ جلد ۴]

مریض کا زندگی میں نمازوں کا فدیہ دینا کیسا ہے؟

مَسْئَلَةٌ: شیخ فانی کو (بڑھاپے و زندگی کی آخری اسٹیج پر) روزہ کا فدیہ دینا درست ہے لیکن نماز کا فدیہ (بدلہ) خود اس کو (اپنی زندگی میں) دینا درست نہیں ہے اور نمازیں اس فدیہ سے ساقط (معاف) نہ ہوں گی کیونکہ نماز میں یہ وسعت ہے کہ اگر کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو لیٹ کر پڑھے اور اگر رکوع و سجود کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا تو اشارہ سے پڑھے، البتہ اس کے مرنے کے بعد جو نمازیں اس کے ذمہ رہ جائیں یا روزے رہ جائیں اور وصیت فدیہ دینے کی کرے اور مال بھی چھوڑے تو اس کے وارثوں کے ذمہ فدیہ ادا کرنا ضروری ہے اور حکم اس کا زکوٰۃ کا سا ہے کہ تملیک فقیر (ضرورت مند) اس میں ضروری ہے۔ اگر مدارس اسلامیہ میں طلبہ مساکین کے لیے دیا جائے تو یہ بھی درست ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ علم دین کے لیے طلبہ کی امداد ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۸ جلد ۲، بحوالہ ہدایہ ص ۲۰۴ جلد ۱ کتاب الصوم]

مَسْئَلَةٌ: توبہ سے یا حج سے صرف گناہ معاف ہوتے ہیں، فرائض معاف نہیں ہوتے، جیسے اگر کسی نے حج کیا یا توبہ کر لی تو اس کے ذمہ قرض داروں کا قرض ایسا ہی واجب ہے جیسے حج کرنے سے پہلے تھا، اسی طرح حقوق اللہ کا بھی جو قرض ہے (نماز وغیرہ) وہ ادا کرنے سے ہی ادا ہوگا، توبہ سے نمازوں کی تاخیر کی معصیت معاف ہوگی اور فوراً ادا کرنا جو لازم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر پھر قضاء کرنے میں تاخیر کی تو از سر نو گنہگار ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۷ جلد ۲، شامی ص ۲۷۶ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: قضاء شدہ نمازوں کا کفارہ ان کا ادا کرنا ہے اور حق تعالیٰ شانہ، سے عجز اور ندامت کے ساتھ توبہ کرنا ہے، صدقہ دینا نہیں ہے۔ ہاں اگر صدقہ دے تو چونکہ صدقہ سے غضب الہی دفع ہوتا ہے تو امید ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کا جو عرصہ سبب ترک نماز کے تھا وہ نہ رہے اور کسی غریب کی حاجت براری سے رحمت الہی متوجہ ہو جائے۔ باقی اصل ادا کرنا نماز کا ہے، صدقہ دینے سے نماز (زندگی میں) ساقط نہ ہوگی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۴ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: قضاء نماز و روزے صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے بلکہ قضاء ان کی لازم ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۶۳ جلد ۲، رد المحتار ص ۶۸۰ جلد اول]

حیلہ اسقاط

سوال: اسقاط یعنی حیلہ جوئی کو جنازہ کی نماز سے قبل یا بعد اس طرح دیا جاتا ہے کہ گیہوں ایک من نقد کم از کم سوار و پیہ اور قرآن مجید۔ اور غرض حیلہ دینے والوں کی یہ ہے کہ مردہ کی تمام قضاء شدہ نماز روز حج وغیرہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ جنازہ کی نماز پڑھانے والے کو دیتے ہیں اور حیلہ لینے والے بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ میں قرآن شریف لے لیتے ہیں اور ایک بڑی سی دعا بھی پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا۔

جواب: حیلہ اسقاط مذکورہ وار ثنائی میت پر واجب نہیں اور ایسی وصیت کو بھی فقہاء نے جائز نہیں رکھا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۰ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۶۷۹ ج ۱]

متفرق مسائل

جس ملک میں رات مختصر ہو وہاں پر نماز کا حکم

سوال: حاصل سوال یہ ہے کہ برطانیہ میں عموماً شمالی حصہ میں اکثر گرمی کے موسم میں عشاء کا وقت گیارہ بج کر تین منٹ پر شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ایک بج کر چھیالیس منٹ پر ہو جاتی ہے۔ گویا رات کی مقدار دو گھنٹہ تینتالیس منٹ تک ہو جاتی ہے۔ اس سال رمضان المبارک میں ایسا ہی ہوگا۔ اب اگر وقت شروع ہوتے ہی اذان دے کر بارہ چودہ منٹ پر بھی نماز شروع کر دی جائے تو فرض و تراویح سے فراغت تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں ہوگی اور اس طرح اب رات کا حصہ کم و بیش صرف ایک گھنٹہ بچے گا، اس مختصر وقت میں سحری کھانا پینا اور دوسری ضروریات پوری کرنا اور مسجد جانا وغیرہ سب کچھ کرنا بہت مشکل و دشوار ہوگا تو عمل کی کیا صورت ہوگی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ عزیمت تو یہی ہے کہ سنت کے مطابق پورے ایک ختم قرآن پاک کے ساتھ پوری تراویح پڑھ کر پورا ماہ مبارک مجاہدہ میں گزار دیں ورنہ اگر معذوری ہو، مثلاً کمزوری ہو یا مریض ہو یا ملازمت کی مجبوری ہو تو ﴿اللّٰهُ تَرَكَيْفٌ﴾ (پارہ ۳۰ سورۃ الفیل) اسے بیس رکعات تراویح پوری کر لیں اور اگر اس کی بھی طاقت یا موقع نہ ہو تو فرض اور وتر کے درمیان محض

آٹھ رکعت تراویح کی نیت سے پڑھ لیا کریں۔

(ب) اسکاٹ لینڈ یا جہاں بھی ایسا ہو کہ کسی مہینہ میں مثلاً مئی جون اور وسط جولائی تک پوری رات شفق ابیض بعد مغرب قائم رہتی ہے اور صبح صادق ہونے پر بیاض (سفید) پھیلا کر مکمل روشنی مہیا کر دیتی ہے تو ایسے مقام میں عشاء کا وقت اور سحر کے آخری وقت کا تعین کس طرح کیا جائے اور نماز کس طرح اور کس وقت پڑھی جائے؟

تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگرچہ اکثر فقہائے احناف رحمہم اللہ نے شفق ابیض کے بعد ہی شروع وقت عشاء بیان کیا ہے، لیکن بعض محققین فقہاء شفق احمر کے غروب کے بعد سے ہی وقت عشاء کی ابتداء بیان کرتے ہیں۔

اس لیے مذکورہ حالت میں شفق احمر کے غروب ہوتے ہی عشاء کا وقت تسلیم کر کے نماز عشاء صبح صادق کا بیاض شروع ہونے سے قبل قبل ادا کر لی جائے۔ اور رمضان المبارک میں بھی عشاء کے فرض اور وتر کے درمیان صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہونے سے پہلے تراویح بھی پڑھ لینے کی کوشش کی جائے۔

اگر میں رکعات کا موقع الم تر کیف پڑھ کر بھی نہ ملے تو آٹھ رکعت ہی پڑھ لیا کریں، ہاں جہاں اس کا بھی موقع نہ ہو تو صرف عشاء کے فرض اور وتر ہی پڑھ لیا کریں، اور ادا کی نیت سے پڑھیں جیسا کہ متقیین بلغار کے لیے نماز عشاء کی ادائیگی کی بحث میں فقہاء رحمہم اللہ نے بیان فرمایا ہے کہ اگر شفق ختم ہونے سے قبل ہی صبح صادق شروع ہو جائے اور عشاء کا وقت نہ ملے جب بھی مغرب کی نماز اور فجر کے درمیان مغرب کے بعد کچھ وقفہ دے کر عشاء کے فرض اور وتر بہ نیت ادا پڑھ لینا رائج ہے۔ [نظام الفتاویٰ ص ۲۷ بحوالہ شامی ص ۲۷۵]

جہاں عشاء کا وقت نہ ملے تو نماز عشاء کا حکم

سوال: لندن میں بائیس مئی سے اکیس جولائی تک ان دو ماہ کی راتیں صرف ساڑھے چار گھنٹے فی رات کی ہے۔ ان ایام میں غروب شفق نہیں ہوتا۔ اب اس حال میں نماز عشاء کے متعلق کیا حکم ہے؟ کہ عشاء کا وقت غروب شفق کے بعد ہے؟ لہذا مذکورہ ذیل باتوں کی تفصیل فرمائیں۔

۱۔ جہاں وقت عشاء نہ ہو وہاں عشاء فرض ہے؟

اگر وہ فرض ہوتی ہے تو کب پڑھی جائے؟

کیا طلوع آفتاب کے بعد قضاء کرے، اگر قضاء ہو تو اس کا وقت مقرر کر کے اذان و جماعت کے ساتھ؟

جواب: (اس مسئلہ میں کافی تفصیل و اختلاف ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ) اگر چہ عشاء کا وقت وہاں نہیں آتا، لیکن عشاء کی نماز وہاں بھی فرض ہے اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان بندوں پر پانچ وقت کی نماز فرض فرمائی ہے ان کو ہر جگہ اور ہر وقت پڑھنا چاہیے جیسا کہ حدیث دجال میں وارد ہے کہ ایک دن سال بھر کے برابر ہوگا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نمازوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا: کہ ”اس دن میں سال بھر کی نمازیں پانچوں وقت کا اندازہ کر کے پڑھو، یعنی ہر ایک چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں ادا کرو۔“

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۱ جلد ۲، درمختار ص ۲۰ جلد ۱ کتاب الصلوٰۃ]

(۲) جب عشاء کا وقت ملتا تھا اور نماز عشاء پڑھی جاتی تھی، مغرب بعد اٹنے فاصلہ پر عشاء پڑھی جائے یا گرد و نواح میں جہاں عشاء کا وقت ہوتا ہے اور نماز عشاء اس کے وقت پر ادا ہوتی ہے تو اس حساب سے پڑھی جائے۔ ایک صورت یہ بھی ہے کہ صبح صادق کے بعد عشاء اور وتر ادا کی جائیں پھر فجر کے وقت میں نماز فجر پڑھی جائے۔ (کیونکہ) درمختار میں ہے کہ جس کو عشاء کا وقت نہ ملے وہ بھی عشاء اور وتر کا مکلف ہے یعنی عشاء اور وتر کی ادائیگی اس پر ضروری ہے وہ ان دونوں نمازوں کا اندازہ کر کے پڑھے یعنی جس موسم میں عشاء کا وقت ہوتا تھا اس وقت مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی تھی اتنے فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے اور عشاء اور وتر میں قضاء کی نیت نہ کی جائے۔ (کیونکہ) قضاء وہ ہے جس کا وقت ملے اور فوت ہو جائے، یہاں تو عشاء کا وقت ہی نہیں تو پھر قضاء کا مسئلہ کہاں رہا۔ [درمختار مع شامی ص ۳۳۵ جلد اول]

(۳) طلوع آفتاب کے بعد کسی پرہ کتے ہیں مگر نماز فجر اور عشاء میں ترتیب مشکل ہے۔

لہذا صبح صادق کے بعد نماز فجر سے پہلے عشاء کے فرض اذان، تکبیر اور جماعت، کے ساتھ پڑھے۔

عشاء کا وقت: لیکن وتر باجماعت صرف رمضان المبارک میں ہی ادا کیے جاتے ہیں۔ [جوہرہ نیرہ ص ۴۴]

جلد اول، تفصیل: مکتبہ فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۵۹ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۹۳ جلد ۱، نظام الفتاویٰ ص ۵۹ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم

جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہو تو نماز کیسے پڑھیں؟

مَسْئَلَةٌ: جس مقام پر سورج چھ مہینے مسلسل غروب رہتا ہے اور چھ مہینے مسلسل طلوع رہتا ہے اس مقام پر انسانی آبادی مشکل ہے۔ بہر حال وہاں جو لوگ آباد ہیں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ جس وقت آفتاب غروب ہو، اس وقت سے ہر چوبیس گھنٹہ کو گھڑی دیکھ کر ان کو دن اور رات کا مجموعہ قرار دے کر پانچوں نمازیں جس فصل و انداز سے پڑھتے ہیں پڑھتے رہیں۔ حدیث و جال سے بھی اس طرف روشنی ملتی ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ محدث دہلوی کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

پھر اس طرح جب چھ ماہ مسلسل طلوع رہے، اس وقت بھی وہی سابقہ حساب کے اعتبار سے ہر چوبیس گھنٹہ میں شب و روز کی نمازیں اندازہ کے لحاظ سے پڑھتے رہیں اور اس طرح حساب سے جب رمضان المبارک کا مہینہ آئے تو اس میں روزہ بھی رکھیں، (اسی اعتبار سے) اور جس طرح دنیا کا اپنا ہر کام (سونا، جاگنا، کام کرنا، ڈیوٹی دینا وغیرہ) وقت کے حساب سے کریں گے۔ اسی طرح نماز روزہ بھی حساب کر کے ادا کریں گے۔

جب ایک مرتبہ کوئی نماز پڑھ لی گئی تو پھر اگر اسی نماز کا دوبارہ وقت آئے گا تو دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی، وہ ہی ایک بار کی ایک دن میں پڑھی ہوئی کافی ہوگی۔ یعنی کوئی شخص برق رفتار جہاز سے ظہر کی نماز پڑھ کر مشرق سے مغرب کی طرف سفر کرتا ہے اور منزل پر پہنچنے کے بعد یہاں ظہر کا وقت ہوتا ہے تو اب اس کو نماز ظہر نہیں پڑھنی چاہیے، کیونکہ جو پڑھ کر آیا تھا وہ کافی ہے۔ [انجام الفتاویٰ ص ۷۷ جلد اول بحوالہ مسلم شریف ص ۳۰۱ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰ جلد ۲]

نمازوں میں فصل کرنے کا طریقہ

مَسْئَلَةٌ: جہاں مسلسل کئی دن یا کئی ہفتہ یا کئی ماہ آفتاب غروب نہیں ہوتا یا طلوع نہیں ہوتا تو وہاں بھی چوبیس گھنٹہ کا ایک دورہ یومی و لیلیٰ (دن و رات کا ایک چکر) متعین کر کے اس کے اجزاء میں پانچوں نمازیں ادا کریں گے اور نمازوں کے درمیان فصل و فاصلہ کا وہی تناسب رکھیں گے جو

یہاں معتدل دن کے ملکوں میں ہوتا ہے۔ اور چوبیس گھنٹہ کا ایک دورہ یومی و لیلیٰ معلوم کرنے کے لیے کہ اس کی ابتداء کب سے اور کس طرح کریں تو اس کا آسان اور سہل طریقہ یہی ہے جس دن آفتاب غروب ہو کر طلوع نہ ہونا شروع ہو جائے بلکہ مسلسل غروب ہی رہے، اس دن کے غروب سے چوبیس گھنٹہ کی مقدار کو پورے ایک دن ایک رات کی مقدار شمار کر کے اس میں حسب تصریح بالا پانچوں نمازیں ادا کریں اور پھر چوبیس گھنٹہ کے نصف اول کو رات قرار دے کر اس میں رات کی نماز اور نصف ثانی کو دن قرار دے کر دن کی نمازیں پڑھے چلے جائیں اور دن بڑا ہوتے ہی جس دن آفتاب طلوع ہو کر مسلسل طلوع رہے غروب نہ ہو تو اس میں پہلا دورہ مکمل کرنے کے لیے صرف بارہ گھنٹہ کی مقدار پر ایک دورہ یومی و لیلیٰ (دن و رات) مکمل قرار دیں اور اس بارہ گھنٹہ میں دن کی نمازیں ادا کریں۔ اس بارہ گھنٹہ کا دورہ ختم ہونے کے بعد پھر چوبیس چوبیس گھنٹہ کی مقدار کا دورہ لیلیٰ و یومی (رات و دن) کا مجموعہ مقرر کرتے جائیں اور اس کے نصف اول میں رات کی نمازیں (مغرب و عشاء و فجر) پڑھتے جائیں اور نصف ثانی میں دن کی نمازیں (ظہر و عصر) پڑھتے جائیں۔ [نظام الفتاویٰ ص ۵۹ جلد اول و امداد الاحکام ص ۴۰۲ جلد اول]

چاند و مرتخ پر نماز کا حکم اور طریقہ

سوال: حالات حاضرہ کو دیکھتے ہوئے بعض حضرات سوال کرتے ہیں کہ آج کل لوگ چاند پر اترنے کی باتیں کرتے ہیں تو کیا یہ ممکن ہے؟
اگر چاند پر سکونت اختیار کر لیں تو کیا وہاں پر نماز پڑھنا صحیح ہوگا اور کس طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے؟

جواب: اگر جگہ مل جائے تو جماعت بھی کر سکتے ہیں ورنہ تنہا پڑھ لیں قضاء نہ کریں۔ قبلہ نماز رکھ کر قبلہ معلوم کر سکتے ہیں، ورنہ تحریری (اندازہ اور غور فکر) کر کے سمت قبلہ متعین کر لیں، اگر تحریری میں غلطی بھی واقع ہو جائے اور تحریری کر کے سمت قبلہ متعین کر لیں تو نماز (پھر بھی) ادا ہو جائے گی۔

نماز اگر (جہاز کی) سیٹ سے علیحدہ ہو کر کسی خالی جگہ قیام و رکوع سجدہ کے ساتھ نہ پڑھی جائے تو سیٹ ہی پر بیٹھ بیٹھ اشارہ سے رکوع و سجدہ کر کے پڑھ لیں، پھر (چاند و مرتخ یا دنیا کی) زمین پر اتر کر فرض کا اعادہ کر لیں، چاند کیا بلکہ ذرہ و مرتخ وغیرہ پر بھی جانا اور رہنا ممکن ہے

اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے، اور وہاں نماز پڑھنا بھی صحیح ہوگا، بلکہ وہاں بھی نماز پڑھنے کا حکم اور وجوب اسی طرح باقی رہے گا اور نماز قبلہ رخ ہی پڑھنی ہوگی، قبلہ نما رکھ کر یا کسی اور ذریعہ سے، ورنہ تحری کر کے قبلہ متعین کریں گے اور جس طرح یہاں (روئے زمین پر) نماز فرض ہے اسی طرح وہاں بھی فرض رہے گی۔ [نظام الفتاویٰ ص ۶۷ ج ۱]

اولاد کو نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا

فَسَلِّتَهُ: بچے جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو والدین کو چاہیے کہ ان بچوں کو نماز پڑھنے کی تاکید شروع کر دیں تاکہ انہیں نماز کی عادت پڑ جائے اور جب وہ بالغ ہونے کے قریب ہوں یعنی دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس وقت نماز پڑھنے پر مجبور کرنے کے لیے تاکید ان کی پٹائی بھی کریں، پس بچوں کو شروع ہی سے نہ صرف یہ کہ تاکید کرنی چاہیے، بلکہ نماز کے ارکان و شرائط اور نماز سے متعلق ضروری احکام و مسائل بھی ان کو بتلاتے اور سکھاتے رہنا چاہیے۔

[مظاہر حق ص ۷۰ جلد اول، در مختار ص ۸ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے، یہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے، آپ ﷺ ہی کا ارشاد مبارک ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم دے۔ [فضائل نماز از شیخ زکریا رحمہ اللہ ص ۲۵]

نماز کے لیے جگانا کیسا ہے؟

فَسَلِّتَهُ: بلاشبہ صبح کا وقت غفلت کا وقت ہے، غافلوں کو بیدار کرنے اور نماز باجماعت کا عادی بنانے کے لیے باہمت لوگ نکلتے ہوں تو ان کو روکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تک ضرورت ہو یہ جگانے کا عمل جاری رکھا جاسکتا ہے، مگر کام سلیقہ سے ہونا چاہیے تماشا نہ بنالیا جائے اور باعث ایذائے مسلمین نہ ہو۔ مستورات اور معذورین مکانات میں نماز اور ذکر اللہ میں مشغول ہوں تو ان کا لحاظ رکھا جائے۔ اور لوگوں کو چاہیے کہ غافلین میں اپنا شمار نہ کرائیں (خود ہی نماز کے لیے اٹھ جائیں اور لوگوں کو جگانے کی زحمت سے بچائیں۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۹۱ جلد ۲، بحوالہ کبیری ص ۳۶۱، شاہی ص ۳۶۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سوئے ہوئے آدمی کو مستحب یہ ہے کہ جماعت سے پہلے بیدار کر دیا جائے تاکہ جماعت سے محروم نہ رہے۔ [در مختار ص ۱۲ جلد اول کتاب الصلوٰۃ]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کو نماز کے لیے اٹھانے میں ناگواری ہو اور اس نے نیند کی حالت میں کہہ دیا کہ میں نہیں جاؤں گا تو اس صورت میں تجدید ایمان و تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ تو بہ و استغفار کرتا رہے، کیونکہ اس کا مقصد نماز کی فرضیت سے انکار نہیں، بلکہ اٹھنے سے انکار ہے۔ یعنی کچھ دیر میں نیند پورنی ہونے پر پڑھوں گا۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۵۹ ج ۱۳]

ایک سانس میں سورۃ فاتحہ پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: فرض نمازوں میں امام کا ایک سانس میں الحمد شریف پڑھنا کوئی کمال اور خوبی کی بات نہیں ہے، اور اس کی عادت کر لینا ناپسندیدہ ہے اور کراہت تنزیہی سے خالی نہیں۔ ترتیب اور سعانی میں تدبیر کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیئے، اس کی تائید حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے۔
الحاصل نماز میں ایک سانس میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی عادت قابل ترک ہے۔
[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۵ ج ۷ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۷ جلد اول]

فرض نماز میں بتدریج پورا قرآن پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: کسی نے فرض نماز میں امام ہو کر تمام قرآن کریم تین چار ماہ میں پڑھا۔ آخر پارہ ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورت اور آخر رکعت میں کسی قدر آتم سے مفلحون تک پڑھا تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ اگر پہلی رکعت میں قرآن شریف ختم کرے مثلاً ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الناس] پڑھی تو دوسری رکعت میں سورۃ بقرہ میں سے کچھ آیتیں پڑھیں۔ لیکن فرائض کی ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا تو اچھا نہیں یعنی خلاف اولیٰ ہے۔
[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۰ جلد ۲]

نماز کی حالت میں لکھی ہوئی چیز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

مَسْئَلَةٌ: قصد او ارادۃ دل سے پڑھنا اور سمجھنا مکروہ ہے البتہ نماز فاسد نہ ہوگی، اور اگر پڑھنے میں زبان کو حرکت ہوئی تو یہ تلفظ ہوا، اس سے نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد و ارادۃ اتفاقاً نظر پڑ

جائے تو معاف ہے مگر وہ نہیں ہے مگر نظر جمائے نہ رکھے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۸۹، جلد ۷، شامی ص ۵۹۳، جلد ۱، مراقی الفلاح ص ۱۸۷، آپ کے مسائل ص ۳۱۳ جلد ۳]

وقت کی تنگی کے وقت تیمم سے نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: کوئی صحت مند ہے مگر وقت نماز کا تنگ ہے، غسل کے بعد نماز کا وقت نہیں رہتا تو تنگی وقت کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اگر پڑھ لی تو وہ نماز صحیح نہیں ہوئی، اس کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۲ جلد ۱۰]

نماز فجر کے بعد کتاب سنانا کیسا ہے؟

سوال: صبح کی نماز کے بعد دعا سے قبل یا بعد مصلے پر بیٹھ کر روزانہ کوئی دینی کتاب نمازیوں کو سنانا جب کہ تلاوت قرآن اور وظیفہ پڑھنے والوں اور مسبوق ولاحق کو پریشانی ہو، شرعاً کیسا ہے؟

جواب: حامداً ومصلياً۔ مسلمانوں میں عامۃ دین سے بے رغبتی اور بے عملی ہے اس کے دور کرنے کے لیے دینی معتبر کتاب کا سنانا بہت مفید ہے، اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ سب لوگ جماعت سے نماز پڑھیں، اگر کسی کی رکعت رہ جائے تو وہ اپنی نماز پوری کرے۔ اس کے بعد کتاب سنائی جائے، جن کو قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہو وہ دوسرے وقت بھی کر سکتے ہیں، لیکن نمازیوں کا جمع پھر بغیر نماز کے جمع نہیں ہوگا، اور اگر دوسرے وقت تلاوت نہ کر سکتا ہو تو دوسری جگہ یا ایک طرف کو آہستہ بھی تلاوت کر سکتے ہیں۔ اس طرح سب کے اتفاق کے ساتھ مشورہ سے کام ہو جائے گا اور انشاء اللہ خیر و برکت بھی ہوگی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۷ ج ۲ ص ۱۰]

نصف شب کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: نصف شب کے بعد عشاء کی نماز درست تو ہے اور وہ ادا صحیح ہو جاتی ہے مگر بلا عذر اتنی تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ [امداد الاحکام ص ۴۰۷ جلد اول]

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم

مَسْئَلَةٌ: امام اور منفرد (تہا پڑھنے والا) ہر رکعت کے آغاز میں یعنی ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ))

کے بعد ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری (ہلکی آواز والی ہو یا بلند آواز والی نماز ہو) مقتدی تو قدرتی طور پر بسم اللہ الخ نہ کہے گا، کیونکہ حالت اقتداء میں (امام کے پیچھے) اسے قرآن کریم پڑھنا جائز ہی نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ کے بعد پڑھنی چاہئے، اگر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ یا دُکُّرِ رہی اور بسم اللہ الخ پڑھ لی تو لازم ہے کہ تعوذ کے بعد پھر پڑھے، لیکن اگر بسم اللہ پڑھنا یاد نہیں رہا اور سورۃ فاتحہ شروع کر دی تو اس کو جاری رکھے پھر سے بسم اللہ نہ کہے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھنے کے وقت (نماز میں) بسم اللہ الخ پڑھنا مکروہ تو نہیں ہے، لیکن بہتر یہی ہے کہ نہ کہی جائے (نہ پڑھی جائے) نماز خواہ سری ہو یا جہری سب کا یہی حکم ہے۔

یاد رہے کہ بسم اللہ الخ نہ سورۃ فاتحہ کا جز ہے اور نہ کسی بھی سورت کا جز ہے، البتہ یہ قرآن کریم کا جز ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۰۷ جلد اول]

نماز میں قرأت کتنی اور کیسے؟

ہَمِّیْغَلَدَہ: نماز میں لمبی قراءت جب ہی مسنون ہے کہ امام جانتا ہو کہ مقتدیوں کو گرائی نہ ہوگی، لیکن اگر یہ معلوم ہو کہ ان کو گرائی ہوگی تو لمبی قراءت مکروہ ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار فخر کی نماز میں معوذتین ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الطلاق] اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [پارہ ۳۰ سورۃ الناس] کی سورتوں سے نماز ادا فرمائی۔ بعد میں لوگوں نے تعجب سے سوال کیا کہ آپ ﷺ نے نماز بہت مختصر کر دی آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک بچہ کے، ورنے کی آواز سنی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا اس کی ماں آزمائش میں پڑ جائے۔

اس حدیث کے مفہوم میں کمزور، مریض اور اہل حاجت سب شامل ہیں۔

[کتاب الفقہ ص ۴۱۰ جلد اول]

ہَمِّیْغَلَدَہ: امام کا تکبیروں میں اتنا ہی آواز بلند کرنا جتنا ضروری ہو، سنت ہے ضرورت سے بہت زیادہ اونچے آواز کا لہنا مکروہ ہے، اس میں تکبیر تحریمہ اور دوسری تکبیروں کے درمیان کوئی فرق نہیں

ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۱۲ جلد اول]

ہَمِّیْغَلَدَہ: نماز میں طویل مفصل (یعنی لمبی سورتیں) اور تکرارات سے سورۃ البرود تک ہیں۔

اور درمیانی درجہ کی سورتیں سورہ بروج سے لہر یکن تک ہیں اور چھوٹی لہر یکن سے سورۃ الناس تک، لمبی سورتیں فجر اور ظہر میں پڑھی جائیں (جب کہ مقتدیوں کو گرانی نہ ہو) لیکن ظہر کی سورتیں فجر کی سورتوں سے چھوٹی ہوں، اور درمیانی درجہ کی سورتیں عصر اور عشاء میں اور چھوٹی سورتیں مغرب میں پڑھی جائیں۔ [کتاب الفقہ ص ۳۰۸ جلد اول]

امام کے لیے بلند آواز کا درجہ کیا ہے؟

سوال: ہمارے امام صاحب بہت پست آواز سے قراءت کرتے ہیں کہ پہلی صف والے بھی بہت غور سے سنیں تب بھی ان کو سنانی نہیں دیتا؟

جواب: امام بلند آواز، خوش الحان، تجوید کے مطابق صحیح صحیح قراءت کرنے والا ہونا چاہیے، جو اس قدر بلند آواز سے پڑھے کہ تمام مصلی یا جماعت کا اکثر حصہ اس کی آواز سن سکیں اور اگر امام صاحب کی آواز اتنی پست ہو کہ تمام یا اکثر مصلی ان کی آواز نہ سن سکیں تو کم از کم اگر پہلی صف کے آس پاس کے مصلی ان کی آواز سن سکتے ہوں تو نماز ہو جائے گی مگر ایسے پست آواز والے کو امام بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۶ جلد ۷، درمختار ص ۳۹۸ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۷۹ جلد ۲]

تنہا نماز پڑھنے والا کتنی آواز سے قرأت کرے؟

سوال: سری نماز میں قراءت کس طرح پڑھنی چاہیے۔ صحیح حروف کافی ہے یا کسی قدر آواز ہونا ضروری ہے؟

مفتی اعظم: احوط قول یہ ہے کہ اس طرح پڑھے کہ اپنی آواز خود سن سکے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۳۷ جلد ۷]

جہر و سر کی تشریح

سوال: اگر نماز میں قراءت اتنی آواز سے ہو کہ قریبی شخص کو آواز بھن بھن کی سنانی دے تو اس سے نماز میں کوئی حرج تو نہیں اور کس قدر آواز سے جہر قرار پائے گا؟

جواب: حاد او مصلیٰ۔ اگر ایک دو آدمی کو اس طرح سنانی دے تو نماز میں کوئی خرابی نہیں ہے بلکہ سری ہے۔ امام کی آواز کو پہلی صف عموماً سن لے تو یہ جہر ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۲ جلد ۲]

ضالّین کو دو الین پڑھنا؟

سوال: ضالین کو دو الین پڑھنے سے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: عرب کے قراء و علماء بھی ضالین کو ایسی صورت میں ادا کرتے ہیں کہ دال مضمم کی آواز نکلتی ہے، اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان سب کی نماز نہیں ہوتی حالانکہ وہ جاننے والے اصوات

(آواز) و مخارج حروف کے ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷ جلد چہارم]

مَسْئَلَةٌ: جو شخص ضاد کو صحیح ادا کرنے پر قادر ہو کر اس جگہ دال پڑھے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۱ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں ض کو ط پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہیں؟ تو اس مسئلہ کے متعلق یہ ضروری ہے کہ قصد اظاء پڑھنے سے احتراز کیا جائے کیونکہ اس میں نماز کے فاسد ہونے کی روایت موجود ہے بلکہ شرح فقہ اکبر میں محیط سے نقل کیا ہے کہ تعمد (میشہ عمل، پڑھنا جان بوجھ کر) کفر ہے۔ باوجود ارادہ ادائے ضاد از مخرج اگر مشابہت طاء یا دال کے ساتھ ہو جائے تو نماز صحیح

ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷ جلد ۲، بحوالہ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۵، رد المحتار ص ۵۹۲ جلد ۱، نزہ القاری]

مَسْئَلَةٌ: ضاد کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیے، نہ نکل سکے تو جیسے ادا ہو جائے نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۱ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۵ ج ۲ رد المحتار ص ۵۹۱ ج ۱]

ہونٹ بند کر کے قراءت کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: بعض لوگ نماز میں اس طرح قراءت کرتے ہیں کہ چپ چاپ اپنے ہونٹ بند کیے رکھتے ہیں اور دل میں سوچتے اور تصور کرتے ہیں، اس طرح پڑھنے سے (دل دل میں) قراءت کا رکن ادا نہیں ہوتا ہے۔ قراءت کا رکن ادا ہونے کے لیے کم سے کم درجہ یہ ہے کہ حرف صحیح طور پر نکلیں اور اس کے پاس والا یا خود اپنی قراءت کی آواز سن سکے۔ [صغریٰ ص ۱۵۰]

مَسْئَلَةٌ: قراءت بغیر حرکت لب (ہونٹ) معتبر نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۰ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۴۹۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: زیادہ معتبر اور صحیح یہ ہے کہ نماز میں الحمد شریف اور سورت اس طرح پڑھے کہ اگر کوئی

بالغ نہ ہو تو اپنے کان میں آواز آجائے، اگر نہ آئے تب بھی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۲ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۴۹۸ جلد اول باب فی القراءات و فتاویٰ محمودی ص ۱۹۷ جلد ۲]

(لیکن ہونٹ بند کر کے دل ہی دل میں نہ پڑھے، اور نہ ہی اتنی آواز سے پڑھے کہ قریب

میں نماز پڑھنے والے کو خلل ہو۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں قراءت اس طرح کرنا چاہیے کہ زبان سے صحیح صحیح حروف ادا ہوں اور آواز دوسروں کو نہ سنائی دے (تاکہ خلل نہ ہو) دن کی نمازوں میں (بلند آواز سے) اس طرح قراءت کرنا کہ دوسروں کو سنائی دے مکروہ ہے اور اگر اس طرح دل ہی دل میں پڑھے کہ زبان کو حرکت نہ ہو اور حروف بھی ادا نہ ہوں تو نماز ہی نہیں ہوگی! (کیونکہ) دل ہی دل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی، زبان سے الفاظ کا ادا کرنا ضروری ہے، اپنے آپ کو سنائی دینا شرط نہیں ہے، بلکہ زبان سے صحیح الفاظ کا ادا ہونا شرط ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۰۶ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں قراءت الفاظ میں پڑھنا ضروری ہے، محض خیال سے قراءت کرنے سے نماز نہ ہوگی، جب تک زبان کو حرکت نہ دی جائے۔ نیز اس طرح نماز میں قرآن کریم کے بجائے کسی آیت کا ترجمہ پڑھنا و انہیں ہے۔ [ہدایہ ص ۷ جلد اول، شرح فتاویٰ ص ۸۲ جلد اول، شرح و فتاویٰ ص ۱۴۹ جلد اول]

خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کہ کعبہ شریف کے باہر اس کی محاذات پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرح پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے۔ جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ مگر ہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں اور جس طرح نفس نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ [رد المحتار]

مَسْئَلَةٌ: کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کی محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے۔ سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں، اس لیے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں

کعبہ کی بے تعظیسی ہے اور اس سے نبی ﷺ نے منع بھی فرمایا ہے، اس لیے مکروہ تحریمی ہوگی۔
 مَسْئَلَةٌ: کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی، اور وہاں یہ بھی شرط نہیں
 کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو، اس لیے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور
 ہے کہ مقتدی امام سے آگے نہ بڑھ کر کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو
 تب بھی درست ہے۔ اس لیے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے
 جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی، اس
 لیے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے
 تو یہ کراہت نہ ہوگی۔ [در مختار وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز ہو
 جائے گی۔ لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہو
 گی اس لیے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قدم کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔

[رد المحتار ص ۱۵۸ و ص ۱۵۹ جلد دوم ص ۱۲]

کیا صرف فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے؟

سوال: کیا نمازوں میں صرف فرض ادا کرنے سے نماز ہو جاتی ہے؟ جب کہ سنت، نفل، وتر
 واجب نہ پڑھے جائیں؟ کیونکہ ہمارے ایک عزیز کا کہنا ہے کہ آج کے مشینی دور میں کسی کو اتنی
 فرصت نہیں کہ سنت و نفل پڑھے۔ بعض حضرات غیر ممالک میں صرف فرض پڑھ کر نماز ختم کرتے
 ہیں۔ اگر ان کو منع کیا جائے تو کہتے ہیں کہ انسان کی نیت درست ہونی چاہیے اور بالکل ہی نماز
 چھوڑ دینے سے تو بہتر ہے کہ صرف فرض پڑھ لیے جائیں۔ کیا نماز پڑھنے کا یہ طریقہ درست ہے؟
 جواب: فرض تو فرض ہے اور وتر کی نماز واجب ہے۔ گویا علماء وہ بھی فرض ہے۔ اس کا چھوڑنا
 گناہ ہے۔

اگر وقت پر نہ پڑھ سکے تو قضاء لازم ہے سنت مؤکدہ کا چھوڑنا برا ہے۔ اور اس کے
 چھوڑنے کی عادت بنا لینا بھی گناہ ہے۔ سنت غیر مؤکدہ اور نوافل میں اختیار ہے خواہ پڑھے یا
 چھوڑ دے۔

آج کے مشینی دور کی مصروفیات کے باوجود خرافات کے لیے ”گپ شپ“ کے لیے اور تفریح کے لیے اور نہ معلوم کن کن چیزوں کے لیے وقت نکالا جاتا ہے، تو مشینی دور کی عدیم الفرستی کا نزلہ نماز پر ہی کیوں گرایا جائے۔

رہا یہ کہ ”آدمی کی نیت درست ہونی چاہیے؟“ بالکل بجا ہے، لیکن اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آدمی کا عمل خراب ہونا چاہیے؟ نیت کے ساتھ عمل کا درست ہونا بھی تو ضروری ہے۔ ورنہ نری نیت سے کیا ہوگا۔ [آپ کے مسائل ص ۳۲۸ جلد ۲]

زیر ناف کے بال نہ مونڈنے والے کی نماز کا حکم؟

ہَسْبُكَ لَمَّا: جو شخص زیر ناف کے بال نہ مونڈے اس کی نماز صحیح ہے، لیکن یہ فعل برا ہے اور چالیس دن سے زیادہ موئے زیر ناف کو باقی رکھنا مکروہ ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۰ ج ۳ عالمگیری مصری ص ۳۶۸ ج ۵]

کیا سنگھ بجنے سے نماز میں خرابی آتی ہے؟

ہَسْبُكَ لَمَّا: نماز کے وقت ضد میں سنگھ بجایا جائے اور شور و غل کیا جائے، اگر بذریعہ حکام اس کا انسداد ہو سکے تو انسداد ضروری ہے، کیونکہ اگرچہ نماز میں کسی کے شور و غل اور سنگھ بجانے سے فساد نہیں ہوتا، لیکن نمازیوں کو تشویش و پراگندگی کی خاطر اور عدم خشوع و خضوع اس کی وجہ سے ضرور ہوگا۔ لہذا ضروری ہے کہ حکام کے ذریعہ سے ان کو نماز کے وقت بجانے سے روکا جائے کیونکہ فقہاء نے نماز کے وقت زور سے ذکر کو منع کیا ہے کہ اس سے نماز میں پراگندگی خاطر ہوگی اور ممکن ہے کہ نماز، قرأت وغیرہ بھول جائے۔ پس جب کہ ذکر جہر کو بوقت نماز منع کیا جاتا ہے تو بجا اور سنگھ بجانا نماز کے وقت ظاہر ہے کہ نہایت برا ہے، لیکن چونکہ مسلمانوں کو قدرت نہیں ہے کہ از خود اس کو روکیں، لہذا احکام کے ذریعہ اگر انسداد ہو سکے تو کرایا جائے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۴ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۶۱۸ جلد ۱]

نماز کی حالت میں نابینا کا رخ صحیح کرنا؟

ہَسْبُكَ لَمَّا: نابینا اگر بے رخ نماز پڑھ رہا ہو اس کو ہاتھ سے بھی سیدھا کرنا درست ہے اور زبان

سے بھی، اس سے نماز میں کچھ خلل نہ آئے گا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۳ جلد ۳]
(یعنی غلط رخ پڑھنے والے کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوگا اور سیدھا کرنے والا فرد نماز میں ہے تو اس کو ایک ہاتھ کے اشارہ سے (عمل قلیل سے) صحیح رخ کر دینا چاہیے اور اگر نماز پڑھنے والا زبان سے بولے گا تو بولنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: اگر ایک ہاتھ کے اشارہ اور حرکت سے نماز کے اندر قریب میں کھڑے ہوئے نابینا کے رخ کو ٹھیک کر دے تو اس قدر فعل قلیل ہے اور فعل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر ضرورت دونوں ہاتھوں سے ٹھیک کرنے کی ہو تو یہ فعل کثیر (زیادہ کام) ہے اگر ایسا کرے گا تو ٹھیک کرنے والے کی نماز نہ ہوگی۔ اور بہتر یہی ہے کہ اگر قریب میں کھڑے ہوئے نابینا کے رخ کو یہ نمازی ٹھیک کر لے، تو پھر از سر نو نیت باندھے، اور اگر اس نے ٹھیک نہ کیا تو نابینا کی نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۸ جلد ۴، رد المحتار ص ۵۸۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز کی حالت میں انسان یا حیوان حملہ آور ہو تو نماز توڑ دے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۹ جلد ۴، رد المحتار ص ۵۸۷ جلد اول]

نمازی کو پٹکھا کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: نمازی کو اگر کوئی شخص اوجہ اللہ پٹکھا کرے اور نمازی کو اس سے راحت ہو اور وہ باطمینان نماز پوری کرے تو اس سے نماز میں کچھ فساد اور خلل اور کراہت نہ ہوگی۔ نماز پڑھنے والا اگر اس سے خوش ہو، تب بھی اس کی نماز میں کچھ فساد اور کراہت نہ آئے گی اور مساجد میں جو پٹکھے لگے ہوئے ہیں ان سے کسی کی نماز میں کچھ کراہت نہ ہوگی۔ البتہ نماز پڑھنے والے کو خود یہ حکم کسی کو نہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کو پٹکھا کرے، نماز پڑھتے ہوئے کہ یہ اسر خلاف ادب کے ہے، اگرچہ نماز میں اس سے بھی کچھ کراہت نہ آئے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۱ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: نماز پڑھنے میں اگر پیشانی پر مٹی لگ جائے تو نماز میں نہ پوچھے، اگر نماز کے بعد صاف کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ لیکن اچھا یہ ہے کہ نہ پوچھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۲ جلد ۴، فتاویٰ مستطی ص ۳۳۵]

نماز میں وسوسوں کا آنا اور اس کا علاج

مَسْئَلَةٌ: نماز میں دنیوی خیالات اور وساوس کے پیدا ہونے سے نماز میں فساد نہیں ہوتا، حتیٰ الوسع وسوسوں اور خیالات کو دفع کریں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۶ جلد ۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں وساوس و شکوک و اوہام کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر اس کی طرف التفات نہ کریں اور اس پر عمل نہ کریں اور نماز پوری کرے۔ احادیث میں اس کا یہی علاج وارد ہوا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۷ جلد ۴، مشکوٰۃ شریف ص ۱۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: محض خیالات آنے یا دل سے دعا نکلنے سے نماز میں خلل نہیں آتا۔ خداوند تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا تصور کر کے نماز پڑھے کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور ہر رکن کے آداب کی رعایت رکھی جائے تو انشاء اللہ نماز کا حظ حاصل ہوگا اور خیالات بھی پریشان نہیں کریں گے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۰۹ ج ۲]

احادیث سے ثابت شدہ کلمات آخر سورت میں جماعت کی

نماز میں نہ کہے جائیں!

مَسْئَلَةٌ: علاوہ آخر سورۃ فاتحہ میں آمین ہلکی آواز سے کہنے کے، سورہ بقرہ کے ختم پر آمین۔ بنی اسرائیل کے آخر میں تکبیر، سورہ ملک کے آخر میں ((اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ الْعَالَمِينَ)) سورہ القیمۃ و مرسلات وواتین کے آخر میں کلمات مشہورہ و مسنونہ۔ سورۃ الضحیٰ سے آخر قرآن تک ہر سورت کے آخر میں تکبیر۔ بعض آیات کے آخر میں کچھ الفاظ بطریق مسنون اثنائے تلاوت (دیکھ کر پڑھنے میں) کہے جائیں جیسے سورہ طہ میں ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ((اللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَ اِيْمَانًا وَ يَقِيْنًا)) فرمایا کرتے تھے، وغیرہ وغیرہ۔ یہ اذکار حنفیہ کے نزدیک نوافل (بغیر جماعت) یا مفرداً خارج عن الصلوٰۃ (تہادیکھ کر تلاوت کرنے والے) پر محمول ہیں، فرائض اور نوافل کی جماعت (تراویح وغیرہ میں درست نہیں ہے۔

(یعنی سورہ فاتحہ کے ختم پر بلکی آواز سے آمین کہنے کے علاوہ جماعت کی نماز میں الفاظ

مسنونہ نہ کہے جائیں۔ [محمد رنعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: آیات کا جواب نماز کی جماعت میں دینا جائز نہیں ہے، جواب نہ دینا چاہیئے۔ البتہ خارج نماز سے اگر کوئی آیت مذکورہ پڑھے تو جواب دینا مسنون و مستحب ہے۔ اور حضور اکرم ﷺ سے اکثر یہ جوابات نماز سے خارج میں ہی منقول ہیں۔ نماز میں اگر کہیں وارد ہے تو وہ تعلیم کے لیے ہے، یا ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب تک نماز میں زیادہ قیود نہ تھیں۔ مثلاً باتیں کر لیتے تھے، اپنی مٹھوٹی ہوئی رکعتیں جلدی پڑھ کر امام کے ساتھ مل جاتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ رفتہ رفتہ یہ امور ممنوع ہو گئے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۵ جلد ۲ بحوالہ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ ص ۵۳۶ جلد اول باب القراءة]

نماز فجر میں قراءت کی مقدار

مَسْئَلَةٌ: نماز صبح میں امام کو اتنی مختصر قراءت ﴿الْحَمْدُ نَشْرَحُ﴾ وَالَّتَيْنِ﴾ وغیرہ کی عادت بنالینا خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے، کوئی خاص عذر نہ ہو تو امام اور ایسے ہی منفرد (تنہا پڑھنے والے کے لیے) نماز فجر میں سورہ حجرات سے لے کر سورہ بروج تک کی سورتوں میں سے ایک ایک سورت ایک ایک رکعت میں پڑھے۔ یہ مسنون اور مستحب ہے یا کسی جگہ سے درمیانی درجہ کی کم سے کم چالیس آیتیں یہ کم سے کم ہے، متوسط درجہ یہ ہے کہ پچاس آیتوں سے ساٹھ آیتوں تک اور اس سے بہتر یہ ہے کہ سو آیتوں تک پڑھیں۔ اس سلسلہ میں امام اور مقتدیوں کی ہمت اور شوق کا لحاظ رکھنا چاہیئے، البتہ اگر وقت کی تنگی، یا کسی اور ضرورت یا عذر کی بناء پر قراءت مختصر کرنی پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۱۵۵ جلد اول، کبیری ص ۳۰۳، شامی ص ۵۰۴]

مَسْئَلَةٌ: رمضان المبارک میں فجر کی نماز (عام دنوں سے) وقت سے پہلے پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اولیٰ ہے کہ سب لوگ شرکت کر سکیں گے اور جماعت بڑی ہوگی۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۱۳۲ جلد اول] (نماز کا وقت ہونے پر پڑھیں)۔

رکعت حاصل کرنے کے لیے دوڑنا

سوال: امام صاحب رکوع کریں اس وقت لوگ رکوع کی شرکت کے لیے دوڑتے ہیں جس سے

دوسرے نمازیوں کو بھی خلل ہوتا ہے، تو اس طرح دوڑنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: صورت مسئلہ میں دوڑتے ہیں، دوڑنا منع ہے خواہ رکوع نہ ملے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نماز کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ، اطمینان کے ساتھ چل کر آؤ، رکعت نکل جائے تو اسکو بعد میں ادا کرلو۔ [مسلم شریف ص ۲۲۰ جلد اول]

اس کے علاوہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد میں دوڑنا مسجد کے احترام کے خلاف ہے خصوصاً جب کہ نمازیوں کو بھی تشویش ہو، جس سے اجتناب ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے جب تم اقامت سنو تو نماز کے لیے اطمینان اور وقار سے چلو، دوڑومت۔

[بخاری ص ۸۸ پارہ نمبر ۲، فتاویٰ رحمہ ص ۱۸۸ جلد اول]

نماز کب توڑی جائے؟

ھَيْئَتُكَ: نماز کا توڑنا کبھی حرام ہوتا ہے کبھی مستحب، کبھی مباح اور کبھی واجب، اگر کوئی عذر نہ ہو تو نماز توڑنا حرام ہوگا، اور جماعت ملنے کے لیے توڑنا مستحب ہے۔ اور مال ضائع ہو رہا ہو تو نماز کی نیت توڑنا مباح ہے اور جان بچانے کے لیے نماز کی نیت توڑنا واجب ہے۔ [در مختار ص ۶۳۹ جلد اول]

ھَيْئَتُكَ: نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے۔ مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی شخص کو دیکھے کہ اس کا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لیے جاتا ہے، اور اگر نماز کی تکمیل کے لیے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت میں شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو توڑ دے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لیے قطع کرنا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں فریادری کے لیے بلائے تو ایسی حالت میں بھی توڑ دینا فرض ہے، اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس پر کون سی مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اس کی مدد کر سکتا ہوں۔

ھَيْئَتُكَ: اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت میں اس کے ماں باپ پکاریں تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں، اور اگر وہ اوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش

نہ ہو جائیں۔ [شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۱۲۶ جلد ۲]

مُسْتَعْلَمٌ: جن حالتوں میں نماز کی نیت توڑنے کا حکم ہے یا اس کی اجازت ہے ان حالتوں میں نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں نیت توڑے گا، اس لیے کہ نماز میں بیٹھنا اس وقت ہے جب حلال ہونے کے لیے ہو اور یہاں نماز کو قطع کرنا اور توڑنا ہے، حلال کرنا نہیں ہے، لہذا نماز کی نیت توڑنے میں صرف ایک سلام پر اکتفاء کرے زیادہ صحیح یہی ہے اور اقتداء امام کے پیچھے کرے (یعنی اپنی نماز کو کھڑے ہونے کی حالت میں ایک سلام سے توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں مل جائے)۔ [در مختار ص ۶۳۹ ج ۱]

اگر فرض نماز پڑھ رہا تھا اور پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی تو؟
مُسْتَعْلَمٌ: یہ نماز کا توڑنا اور امام کے ساتھ جماعت میں ملنا اس صورت میں ہے جب کہ اس نے پہلی رکعت کا سجدہ ابھی نہ کیا ہو، یا سجدہ کیا ہو مگر وہ نماز دو رکعت والی ہو جیسے فجر یا تین رکعت والی ہو جیسے مغرب اور اگر چار رکعت والی میں سجدہ کیا ہو تو اس میں دوسری رکعت بطور وجوب کے ملالے تو گنہگار نہیں ہوگا، پھر امام کی اقتداء کرے تاکہ جماعت بھی مل جائے۔ اور نفل کا ثواب بھی مل جائے۔ [در مختار ص ۶۳۵ جلد اول]

(مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ کوئی شخص فرض نماز تنہا شروع کر چکا تھا، پھر اسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی تو اگر اس نے اب تک پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تھا تو اس کو چاہیے کہ نیت توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی اور یہ فجر کی نماز تھی یا مغرب کی نماز جس کو اس نے تنہا شروع کیا تھا تو بھی نیت توڑ کر جماعت کے ساتھ مل جائے اور اگر وہ ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز تھی اور پہلی رکعت کا سجدہ کر چکا تھا اس کے بعد جماعت شروع ہوئی تھی تو اب اس پر واجب یہ ہے کہ اپنی اس نماز میں ایک رکعت اور ملالے تاکہ یہ دو رکعت نفل ہو جائے اور دو رکعت پر اس کو ختم کر کے جماعت میں مل کر فرض ادا کر لے، اس طرح دونوں نمازوں کا ثواب مل جائے گا، اور اگر فجر یا مغرب کی نماز میں جس کو اس نے تنہا پڑھنا شروع کیا تھا اس کی دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تب جماعت شروع ہوئی تھی، تو اب وہ اپنی اس نماز کو پوری کر لے، نیت توڑ کر جماعت میں شامل نہ ہو۔ اور اگر وہ چار رکعتوں والی نماز میں سے تین رکعت پڑھ چکا

تھا تب جماعت شروع ہوئی تو اب وہ نیت نہیں توڑے گا بلکہ وہ اس کو تنہا پوری کرے گا، پھر نفل کی نیت سے امام کی اقتداء کرنا چاہے تو کرے تاکہ جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے، البتہ عصر و فجر کی نماز ہوگی تو وہ نفل کی نیت سے جماعت میں شریک نہ ہوگا کیونکہ عصر و فجر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور تین رکعت پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا پھر جماعت کھڑی ہوئی۔ [محمد رفعت]

نماز میں قبلہ سے سینہ پھر جانا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز میں سینہ قبلہ کی جانب سے ہٹ جائے تو دیکھنا چاہیے کہ ایسا مجبوری سے ہو یا اپنے ارادہ سے ہوا؟ اگر مجبوری سے ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ البتہ اگر کوئی اسی حالت (قبلہ سے سینہ پھر رہے) میں اتنی دیر رہے کہ نماز کا کوئی رکن ادا کیا جاسکے تو نماز باطل ہو جائے گی، لیکن اگر نمازی نے اپنے اختیار سے ایسا کیا، اور بلا کسی سبب کے تو نماز باطل ہو جائے گی، ورنہ نہیں یعنی کسی سبب سے ایسا کیا تو نماز باطل نہ ہوگی، خواہ یہ قبلہ سے پھرنا تھوڑا ہو یا بہت۔

[کتاب الفقہ ص ۳۸۹ جلد اول]

امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر مقتدی نے کسی رکن کی ادائیگی میں امام پر سبقت (پہلے) کی (مثلاً رکوع میں جا کر امام کے اٹھنے سے پہلے ہی اٹھ جائے) اور پھر امام کے ساتھ یا اس کے بعد اس رکن کو نہ دہرایا اور امام کے ساتھ سلام نہ پھیرا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، خواہ یہ سبقت (پہلے کرنا) ارادۃً ہو یا بھولے سے ہوئی، لیکن اگر اسی رکن کو امام کے ساتھ یا اس کے بعد دہرایا۔ اور اس نماز میں امام کے ساتھ ہی سلام پھیرا تو نماز باطل نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۳۹۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز ختم ہونے سے پہلے ہی مقتدی کے قصد اسلام پھیر دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کہ نماز جو وہ (امام کے ساتھ) پڑھ رہا ہے پوری ہو چکی ہے اور اس بھلاوے میں سلام پھیر دیا تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی جب تک کہ سلام کے بعد عمل کثیر

نہ کیا ہو اور کچھ بولا نہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۳۹۵ جلد اول]

امام کا کسی کی رعایت سے قراءت لمبی کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز میں شامل ہونے والے (آنے والے) کی رعایت سے امام کا قراءت کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے یعنی اگر اس کو پچھانتا ہو، ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۶۲ جلد ۱]

نماز کے دوران آنکھیں بند کر لینا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز میں آنکھیں بند کرنا بھی مکروہ ہے، ہاں کسی مصلحت سے ایسا ہو سکتا ہے مثلاً ایسی چیز کے دیکھنے سے آنکھیں بند کر لینا جو انسان کو مجبویاً غافل کر دے۔ اسی طرح نماز کے دوران آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی مکروہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ نماز کی حالت میں جو لوگ آنکھیں اونچی کر کے آسمان کی طرف دیکھتے ہیں ان کی بصارت (نگاہ) جاتی رہے گی یا آنکھ چوندھی ہو جائے گی۔ [بروایت بخاری شریف۔ کتاب الفقہ ص ۴۳۷ جلد اول: آپ کے مسائل ص ۳۱۷ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: خشوع حاصل کرنے کے لیے آنکھیں بند کر لینا اولیٰ ہے، بلا کراہت درست ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۹ جلد ۴ ورد المحتار ص ۶۰۵ جلد ۱ فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱۸ ج ۷]

مَسْئَلَةٌ: آنکھ کے آپریشن کے بعد اگر واقعی رکوع و سجدہ کرنے میں آنکھوں میں ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو یا آنکھوں کو نقصان ہوتا ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز ادا کر سکتے ہیں، رکوع و سجدہ سر کے اشارہ سے کریں، اور سجدہ کا اشارہ رکوع کی بہ نسبت زیادہ جھکا ہوا ہونا چاہیے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۱ جلد ۷]

آتش دان اور تصویر والے گھر میں نماز پڑھنا

مَسْئَلَةٌ: تنور یا آتش دان (آگ) کے سامنے، جس میں انگارے روشن ہوں، نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مجوسیوں کی عبادت سے مشابہ ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۸ جلد اول]

اگر کوئی اور جگہ ہی نہ ہو تو مجبوری ہے۔ [محمد رنعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: کسی جاندار کی تصویر کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، خواہ اس کی طرف توجہ جاتی ہو یا نہ جاتی ہو۔ یہ تصویر خواہ نمازی کے سر کے اوپر یا آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں یا برابر میں ہو، نہایت

شدید کراہت اس میں ہے کہ تصویر نمازی کے آگے ہو۔ اس سے کم کراہت یہ ہے کہ وہ تصویر سر کے اوپر ہو، پھر دائیں جانب اس کے بعد بائیں جانب، اور پھر پیچھے ہونا ہے، ہاں اگر تصویر چھوٹی سی ہو کہ غور سے دیکھے بغیر نظر نہ آئے، جیسے کہ سکہ پر ہوتی ہے (تو وہ مکروہ نہیں ہے) چنانچہ اگر نمازی کے پاس سکے (روپے کرنسی وغیرہ) ہوں تو نماز مکروہ نہیں ہے۔ اور اگر بڑی تصویر سر کٹی ہوئی ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ درخت کی تصویر سامنے ہو تو نماز مکروہ نہیں ہوتی خواہ وہ تصویر جاذب نظر و جاذب توجہ ہو۔ [کتاب الفقہ ص ۴۳۹ ج ۱]

قبر کے سامنے نماز پڑھنا

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے قبر ہو تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے، قبر کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خشوع کے ساتھ (نظر جھکائے ہوئے) نماز پڑھنے کی حالت میں نظر قبر پر پڑتی ہو، اگر قبر پیچھے کی جانب ہو، یا اوپر ہو، یا جہاں نماز پڑھی جا رہی ہو، اس کے نیچے ہو تو اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ کوئی کراہت نہیں ہے۔ واضح رہے کہ کراہت اسی صورت میں ہے جب کہ قبرستان میں نماز کے لیے کوئی مخصوص جگہ ایسی نہ مہیا ہو جو نجاست اور گندگی سے پاک ہو۔ اگر ایسا ہو تو نماز مکروہ نہیں ہے لیکن انبیاء علیہم السلام کے مقبرے اس سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ وہاں پر (قبر سامنے ہو تب بھی) نماز مکروہ نہیں ہے۔

[کتاب الفقہ ص ۴۴۰ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۹۳ جلد ۴، رد المحتار ص ۳۵۲ جلد اول]

نماز میں کھنکارنا یا گلا صاف کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز میں گلا صاف کرنے یا کھنکارنے سے نماز جاتی رہتی ہے، جب کہ اس میں کم از کم دو حروف کی آواز پیدا ہو جائے، البتہ اگر بلا ضرورت ایسا کیا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی، ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً آواز ٹھیک ہو جائے تاکہ قراءت میں حروف اپنے مخارج سے پوری طرح ادا کیے جاسکیں (آواز صحیح ہو جائے) یا امام کو غلطی پر لقمہ دیا جاسکے وغیرہ تو نماز باطل نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اس صورت میں جب کہ طبعی طور پر کھانسی آجائے اور جب تک ایسی ضرورت رہے یعنی بیماری کی وجہ سے ہو تو نماز باطل نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۴۷۸ جلد اول، ہدایہ ص ۸۷ ج ۱ اکبری ص ۴۴۹]

مَسْئَلَةٌ: صرف حسن آواز کے لیے کھانسنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، اگرچہ تین بار یا کم بیش ہو۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۶۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۷۸ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں جسم کو مختلف انداز سے (بلا عذر) حرکت دینا صحیح نہیں ہے مثلاً رکوع کے بعد سیدھے کھڑے نہ ہونا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے نہ بیٹھنا ترک واجب ہے۔ اور ایسی نماز کو لوٹانا واجب ہے، ہاتھوں کو غیر ضروری حرکت دینا اور سجدے کو جاتے ہوئے درمیان میں غیر ضروری توقف کرنا مکروہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۱۲ جلد ۲]

نماز میں وضو کا ٹوٹ جانا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نماز پڑھنے والے کو نماز کی حالت میں حدث لاحق ہو جائے یعنی نماز کے اندر ہی بے وضو ہو جائے تو ایسے شخص کو بلا توقف فوراً ہی وضو کر کے پہلی نماز پر ہی اپنی نماز کی بناء کرنا چاہیے، خواہ یہ بات تشہد کے بعد ہی واقع ہوئی ہو، نیز فقہائے کرام رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ نئے سرے سے نماز پڑھنا افضل ہے۔ [نماز مسنون ص ۵۳۱ و ہدایہ ص ۸۲ جلد اول، شرح نقایہ ص ۹۰ جلد اول و کبیری ص ۴۵۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو ناک پر ہاتھ رکھ کر وضو کرنے کے لیے نکل آئے۔ اور اگر امام کو ایسی حالت پیش آجائے یعنی حدث لاحق ہو تو وہ اپنا نائب (خلیفہ) مقرر کر دے۔ [ہدایہ ص ۸۲ جلد اول و شرح نقایہ ص ۹۰ ج ۱ کبیری ص ۴۵۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی شخص کے پیچھے نابالغ بچہ یا عورت ہے اور اس شخص کو نماز میں حدث ہو جائے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ بچہ اور عورت خلیفہ (قائم مقام) یا نائب بنانے کے اہل نہیں ہیں۔ [شرح و قایہ ص ۱۶۲ جلد اول]

نماز میں قہقہہ کا حکم

مَسْئَلَةٌ: بالغ نمازی کے نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے (رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ یعنی اتنی آواز سے ہنسا کہ ساتھ والا آدمی سن لے، نماز اور وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ۔ [ہدایہ ص ۱۴۱ جلد اول و شرح نقایہ ص ۱۲ جلد اول و نماز مسنون ص ۳۸۶ ج ۱ دارالعلوم ص ۳۵ جلد ۲])

مَسْئَلَةٌ: نماز میں ٹھک (ہنسنے) سے (ایسی ہنسی جس کو خود سن لے) صرف نماز فاسد ہوتی ہے، اور تبسم (مسکرانے) سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضو۔

[شرح فقہیہ ص ۱۲ جلد اول، کبیری ص ۱۴۲، درمختار ص ۶۷۵ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۹ ج ۳]

(تبسم یعنی صرف مسکرانے سے جس میں ہنسنے کی آواز پیدا نہ ہو، اس سے نہ نماز ٹوٹتی ہے

اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ [محمد رعت قاضی غفرلہ]

نماز میں ستر کا کھل جانا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز کے دوران ستر یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا ضروری ہے، بغیر ذاتی عمل کے ایک چوتھائی کھل جائے، مثلاً ہوا کے جھونکے سے کپڑا ہٹ گیا اور اتنی دیر تک کھلا رہا کہ نماز کا ایک رکن ادا کیا جاسکے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اتنا ہی حصہ یا اس سے کم خود نماز پڑھنے والے کے عمل سے کھل گیا تو نماز معاً (فورا) فاسد ہو جائے گی اگرچہ ایک رکن ادا کرنے کی مدت سے کم عرصہ تک کھلا رہا ہو۔

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ہی ستر کا حصہ کھلا ہوا ہو اور اس حالت میں نماز شروع کر دی تو نماز کی نیت ہی نہ بندھے گی یعنی صحیح نہ ہوگی۔ [کتاب الفقہ ص ۳۰۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز میں ستر (ناف سے گھٹنوں تک) کھل جائے اور فوراً چھپالے، ڈھانپ لے، تاخیر نہ ہو، تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵ ج ۳ وغیرہ المستملی ص ۲۱۳]

مَسْئَلَةٌ: اس میں کوئی حرج نہیں ہے (مردوں کے لیے) کہ کپڑا جسم سے اس قدر چسپاں (چپکا ہوا) ہو کہ ستر کی حدود کا امتیاز ہو سکے۔ [کتاب الفقہ ص ۳۰۳ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: ستر کا خود اپنے سے ڈھانکنا (چھپانا) ضروری نہیں ہے، چنانچہ اگر کسی نماز کے دوران خود اپنا ستر (وہ حصہ جس کا چھپانا دوسروں سے ضروری ہے) دیکھ لیا تو نماز باطل نہ ہوگی، اگرچہ یہ فعل مکروہ ہے۔ [کتاب الفقہ ص ۱۰۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: کم عمر بچوں کے لیے کوئی ستر نہیں ہے۔ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور کم عمر بچے کی تعریف چار سال یا اس سے کم عمر کا بچہ ہے۔ لہذا ایسے بچے کے جسم کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا مباح ہے۔ اس عمر سے آگے جب تک کہ دیکھنے سے برا خیال نہ پیدا ہو، تب تک بچے کا ستر صرف اس کی آگے اور

پیچھے کی شرمگاہ ہے لیکن اگر وہ اس حال کو پہنچ جائے کہ اس کے دیکھنے سے برا خیال پیدا ہو تو اس کا ستر بالغ مرد یا عورت کے ستر کی مانند ہے، نماز کی حالت میں بھی اور نماز سے باہر بھی۔

[کتاب الفقہ ص ۳۰۸ جلد اول]

چراغ سامنے رکھ کر نماز کا حکم

مَسْئَلَةٌ: نماز کی جماعت کے وقت اگر سامنے ہو جیسا کہ عامۃً مساجد میں جو از غریبی میں چراغ رکھا ہوتا ہے، تو اس سے نماز خراب نہیں ہوتی۔ اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے چراغ رکھا ہو تو کسی کو اعتراض کا موقع بھی نہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۲ جلد ۱۰، درمختار ص ۳۲۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر قبلہ کا رخ صحیح ہو تو اندھیرے میں نماز پڑھنا منع نہیں ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۷ جلد نمبر ۱۰]

مَسْئَلَةٌ: سانپ، بچھو وغیرہ جانوروں کو نماز کی حالت میں قتل کرنا ناجائز ہے۔

[شرح تھابہ ص ۹۶ جلد اول، کبیری ص ۳۵۴]

اگر صبح کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا؟

مَسْئَلَةٌ: فجر کی نماز میں نیت باندھنے کے بعد یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہو گیا تو ایسی حالت میں نماز ادا نہیں ہوگی۔ (نیز) اگر سب کی نماز فوت ہو گئی تو جماعت سے پڑھیں۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۷ ج ۱۰]

مَسْئَلَةٌ: طلوع آفتاب کے وقت نماز ناجائز ہے، اگر عین نماز میں آفتاب طلوع ہو جائے تو اس نماز کو وہیں ختم کر دے اور آفتاب بلند ہونے پر قضاء پڑھیں اور جب وقت تنگ ہو جائے تو اپنی نماز تہا پڑھے، جماعت کا انتظار نہ کرے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۹۱ جلد ۱۰]

سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد نماز پڑھیں؟

مَسْئَلَةٌ: جب سورج نکلنا شروع ہوتا ہے تو دو منٹ چوبیس سیکنڈ میں پورا نکل آتا ہے۔ پھر جب اس کی طرف نظر نہ کیا جائے (یعنی نگاہ سورج پر نہ ٹھہر سکے) اور بالکل سفید ہو جائے، تب اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے، عامۃً بیس منٹ کے بعد باطل سفید ہو جاتا ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۸ جلد نمبر ۱۰]

(اس کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔) (محمد رفعت قاسمی غفرلہ)

مَسْئَلَةٌ: عین زوال کے وقت یا یوں کہیں کہ استواء اور دوپہر کے وقت قرآن کریم کی تلاوت درست ہے اور نوافل (وغیرہ) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ناجائز ہیں۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۲۳۳ جلد اول]

مغرب کی نماز کب تک ادا کی جاسکتی ہے؟

مَسْئَلَةٌ: غروب کے بعد افاق پر جو سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں۔ جب تک افاق پر سرخی موجود ہو (اور یہ وقت تقریباً ایک گھنٹہ تو ہوتا ہے اور کم و بیش بھی ہو سکتا ہے) تب تک مغرب کی نماز ہو سکتی ہے۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے، ذرا ساندھیرا ہو جائے تو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت ختم ہو گیا، اب عشاء کے ساتھ پڑھ لینا، یہ غلط ہے۔ مغرب کی نماز میں قصد تاخیر مکروہ ہے، لیکن اگر کسی مجبوری سے تاخیر ہو جائے تو شفق غروب ہونے سے قبل ضرور پڑھ لینی چاہیے، ورنہ نماز قضاء ہو جائے گی۔ اور نماز کا قصد اقصاء کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۰۸ جلد ۲]

بڑھے ہوئے ناخنوں کے ساتھ نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر ناخنوں کے اندر کوئی ایسی چیز جم جائے جس کی وجہ سے پانی اندر نہ پہنچ سکے تو نہ وضو ہوگا اور نہ نماز ہوگی۔ اور اگر ناخن اندر سے بالکل صاف ہوں تو نماز صحیح ہوتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۲ جلد ۲]

ٹی وی والے کمرہ میں نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: جس وقت آپ نماز پڑھ رہے ہیں، اس وقت ٹیلی ویژن بند ہے تو اس کمرہ میں نماز بلا کراہت صحیح ہے۔ اور اگر ٹیلی ویژن چل رہا ہے تو ایسی جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جو جگہ لہو و لعب کے لیے مخصوص ہو اس میں بھی نماز مکروہ ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۲ جلد ۲]

غیر مسلم کے گھر میں نماز پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: زمین خشک ہونے کے بعد نماز کے لیے پاک ہو جاتی ہے اور اگر جگہ پاک ہو تو وہاں

نماز پڑھ سکتے ہیں، اس لیے غیر مسلم کے گھر کے خالی فرش پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور اگر کپڑا اچھا لیا جائے تو اور بھی اچھا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۱۸۵ ج ۳]

رشوت خور کی نماز کا حکم

سُئِلَ عَنْ: جو شخص تنخواہ کے علاوہ رشوت لیتا ہے اس کی نماز قبول ہے اور نماز کا ثواب بھی حاصل ہو گا، لیکن رشوت کا گناہ ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۷ جلد ۲]

گونگے کی نماز کا حکم؟

سُئِلَ عَنْ: مادر زاد گونگا، بہرا، جب کہ قراءت پر قادر نہیں تو قراءت اس پر فرض نہیں، باقی جن ارکان میں قیام و قعود پر قادر ہے، ان کو سب لوگوں کی طرح ادا کرتا رہے۔ اگر اس کو اتنی سمجھ ہے کہ نماز فرض ہے اور پھر نماز کو بقدر طاقت ادا نہ کرے گا تو کتنہ گار ہوگا۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۲ بحوالہ رشامی ص ۳۶۳ جلد اول]

نمازی کے سامنے روضہ مبارک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصویر کا ہونا؟

سوال: مدینہ منورہ کا نقشہ جس میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزار کا قبہ (گنبد) بھی ہے، اگر نماز میں سامنے لٹکا ہو تو نماز میں کچھ خرابی تو نہ ہوگی؟

جواب: در مختار ص ۹۴۵ جلد اول سے معلوم ہوا کہ اگرچہ قبر کا نماز کے سامنے ہونا مکروہ ہے، لیکن قبر کے نقشہ کا سامنے ہونا کچھ حرج نہیں، کیونکہ نقشہ قبر کی کوئی پرستش نہیں کرتا، البتہ اگر کسی قوم کی یہ رسم بھی ثابت ہو جائے تو پھر اس میں بھی کراہت ہو جائے گی۔ [امداد الفتاویٰ ص ۴۴۰ جلد اول]

نماز میں نام مبارک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سن کر درود پڑھنا؟

سوال: اگر امام نے نماز میں آیت ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ﴾ [پارہ ۴ سورہ آل عمران] پڑھی اور کسی مقتدی نے یہ سوچ کر کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہیے، اس نے پڑھ دیا تو؟

جواب: اس کا خیال صحیح ہے کہ نام مبارک سن کر درود شریف پڑھنا چاہیے۔ احادیث میں اس کی

بہت تاکید آئی ہے، لیکن یہ حکم خارج نماز کا ہے۔ نماز میں یہ حکم نہیں ہے۔ پس اگر نماز میں درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے کہ کسی نے امام سے اللہ تعالیٰ کا نام سن کر۔ جل جلالہ کہہ دیا، یہ خیال کرتے ہوئے کہ اللہ پاک کا نام سن کر تعظیمی لفظ کہنا چاہیے۔ یا امام سے کسی آیت کو سن کر ﴿صَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ کہہ دیا، ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں قصد جواب ملحوظ ہے۔ اگر بغیر قصد جواب کے درود شریف پڑھا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوئی، کیونکہ درود شریف ایسی چیز نہیں جس کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے، بلکہ نماز میں اس کو مستقلاً پڑھا جاتا ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۴۷ جلد ۲ آپ کے مسائل ص ۳۲۰ ج ۳]

فجر کی نماز پڑھ کر کپڑوں پر منی دیکھی؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کو احتلام ہو جائے اور اسے صبح کو یاد نہ رہے اور اس نے فجر کی نماز ادا کی، پھر دوپہر کو اس نے نجاست دیکھی تو اگر فجر کے بعد نہیں سویا تو نماز فجر کا لوٹنا لازم ہے۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۶ جلد ۲]

نماز کے بعد صف سے کچھ پیچھے ہو جانا؟

سوال: بسا اوقات بعض جگہ طلبہ و اساتذہ جماعت میں شریک رہتے ہیں، جب امام سلام پھیرتا ہے تو جو طالب علم اپنے استاد کے پاس ہوتا ہے وہ پیچھے کھسک جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے؟ جواب: حامداً و مصلیاً: برابر بیٹھے رہنا بھی درست ہے، پیچھے کھسک کر بیٹھنا بھی ادا و درست ہے۔ یہ نہ اصرار کی چیز ہے نہ انکار کی۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۱ ج ۲]

مَسْئَلَةٌ: جماعت کے اختتام پر بعض مقتدی صف سے ذرا سرک کر قبلہ رو بیٹھ کر تسبیح پوری کر کے امام کے ساتھ دعائیں شرکت کر کے فارغ ہو جاتے ہیں تو ایسا کرنے سے وہ منافق بھی نہیں اور گنہگار بھی نہیں۔ [فتاویٰ محمودیہ ص ۲۵۹ جلد ۲]

چوبیس گھنٹے کی نمازیں ایک نظر میں

فرض نمازیں: فرض نمازیں دن رات میں جمعے کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعات ہیں۔ دو رکعت فجر کے وقت، چار رکعت ظہر کے وقت، اور جمعے کے دن بجائے چار رکعت

کے دو رکعت۔ چار عصر کے وقت، تین مغرب کے وقت، چار عشاء کے وقت۔ یہ نمازیں فرض عین ہیں۔ اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔

واجب نمازیں: شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں وتر اور عیدین وتر تین رکعت ہر روز عشاء کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر کے بعد، ان کے علاوہ جو نماز نذر کی جائے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے میں اس کی قضاء ضروری ہے۔

مسنون نمازیں: فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت، ظہر کے وقت چھ رکعت، چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد، مغرب کے وقت دو رکعت، فرض کے بعد عشاء کے وقت دو رکعت فرض کے بعد، نماز تہجد، تحیۃ المسجد، نماز تراویح میں رکعت، نماز احرام، نماز کسوف دو رکعت، نماز خسوف دو رکعت۔

مستحب نمازیں: وتر کے بعد دو رکعت۔ سنت وضو دو رکعت۔ نماز سفر دو رکعت۔ نماز استخارہ دو رکعت۔ نماز حاجت دو رکعت۔ صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت۔ صلوٰۃ التبیح چار رکعت۔ نماز توبہ دو رکعت نماز قتل دو رکعت۔

نماز تہجد: نماز تہجد سنت ہے نبی کریم ﷺ ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے پڑھنے کی بہت ترغیب دیتے تھے۔ اس کے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے۔“ [مسلم]
بعض فقہاء نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے۔

حضرات صوفیہ رحمہم فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجہ ولایت کو نہیں پہنچتا، اس میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم سے لے کر اس وقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔ سنت یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سورہ اس کے بعد اٹھ کر نماز تہجد پڑھے۔ [شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۴۳ جلد ۲]

فَسَيَعْلَمُ: تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ نماز تہجد بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت منقول ہے اور اکثر معمول نبی ﷺ کا آٹھ رکعت پر تھا، ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔

بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہے، مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضور ﷺ نے پڑھی ہیں۔ شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے۔ ((نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ صَلَوةَ التَّهَجُّدِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) نبی ﷺ کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے کچھ پہلے کبھی اس کے بعد تہجد کے لیے اٹھتے تو اس دعا کو جو بیداری کے وقت آپ کا معمول تھی، پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے۔

وہ دعا یہ ہے۔

((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ))

ترجمہ: ”اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے۔“

اس کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ [سفر السعادت]

اس کے بعد مسواک فرماتے، مسواک میں مبالغہ کرنا حضرت ﷺ کی عادت تھی۔ بعد مسواک کے وضو فرماتے۔ بعض روایات میں ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتداء ((إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ)) [پارہ ۴ سورہ آل عمران] سے ہے تلاوت فرماتے اور بعض روایات میں ہے ((رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا)) سے ((لَا تُخْلِفُ الْوَيْعَادَ)) [پارہ ۴ سورہ آل عمران] تک پڑھتے، اس کے بعد نماز شروع کرتے، نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی، کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے، سو اٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے، اکثر عادت آپ ﷺ کی آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی، اس واسطے فقہاء نے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں، وتر کی نماز حضرت ﷺ تہجد کے

بعد پڑھتے تھے، اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے۔ اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے۔

[علم الفقہ ص ۴۴ جلد قرآن کریم المیزان پ ۲۹، بخاری ص ۱۵۳ جلد اول و کتاب الفقہ ص ۵۳۱ جلد اول]

سوال: جو نمازی تہجد گزار ہیں، وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں۔ اگر وتر پہلے ہی عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج تو نہیں؟ کیونکہ بعض کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نفل نہیں ہوتی ہے؟

جواب: اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ جو لوگ تہجد گزار ہیں وہ بھی وتر عشاء کے بعد پڑھ لیں۔ بلکہ یہ احوط ہے، پھر اگر انھیں تو تہجد پڑھ لیں۔ یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں نہ پڑھی جائیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۶۵ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۳۲ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: تہجد کا وقت صبح صادق سے پہلے پہلے رہتا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۴ ج ۳]
مَسْئَلَةٌ: تہجد اور تراویح آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے، رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت تہجد صبح و وتر سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، یعنی اکثر یہ عادت مبارک تھی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۳ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: آنحضرت ﷺ نے چونکہ اکثر آٹھ رکعت تہجد پڑھی ہیں، اور تین رکعت وتر، اس لیے فقہائے حنفیہ نے آٹھ رکعت پر مواظبت کو مستحب فرمایا ہے اور اگر گنجائش نہ ہو تو دو یا چار رکعت بھی کافی ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۴ ج ۴ و شامی ص ۶۴۱ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: جو شخص پچھلی رات میں تہجد پڑھنے پر قادر نہ ہو تو وہ عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے یا وتر کے بعد تہجد کی نیت سے پڑھ لے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۴ جلد ۴]
نیز تہجد کی نفلوں میں قراءت بلند آواز سے مستحب ہے۔

[بحوالہ رد المحتار ص ۴۹۸ جلد اول فصل فی القراءات]

مَسْئَلَةٌ: نماز تہجد کی قضاء نہیں ہے، لیکن دو پہر سے پہلے پڑھ لینا اچھا ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۱ جلد ۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۰ جلد اول]

یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مستقل بارہ مہینے تہجد پڑھتے ہیں، اگر کسی وجہ سے آنکھ نہ کھل سکی تو وہ افسوس نہ کریں کہ تہجد کی نماز نہیں پڑھی، اگر دو پہر سے پہلے پہلے پڑھ لیں تو امید ہے کہ ثواب

سے محروم نہیں رہیں گے۔ [محرقت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز تہجد پڑھ کر سونا نہ چاہیے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے، سو اس کی کچھ اصل نہیں ہے اور بہت آدمی اسی وجہ سے تہجد سے محروم ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے اور سونے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ حالانکہ تہجد کی نماز پڑھ کر سو رہنا درست ہے۔ [اغلاط العوام ص ۵۷]

(ہاں اس کا خیال رہے کہ فجر کی نماز قضاء نہ ہو جائے۔) [محرقت قاسمی]

مَسْئَلَةٌ: صلوة الاوابین و اشراق و چاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا کچھ ضروری نہیں ہے۔ (اگر لے لے تو بہتر ہے)۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۹ جلد ۳]

شکرانے کی نماز کا طریقہ

مَسْئَلَةٌ: جس وقت کوئی بڑی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت زائل ہو تو بہتر ہے کہ شکر یہ کے لیے دو رکعت نماز کم از کم ادا کرے اگر یہ نہ ہو تو سجدہ شکر بھی مستحب ہے، لیکن نماز کے بعد سجدہ شکر کرنا مکروہ و ممنوع ہے کیونکہ ناواقف لوگ اس کو مسنون یا واجب اعتقاد کریں گے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۵ جلد ۷]

مَسْئَلَةٌ: شکرانے کی نماز کا نہ وقت مقرر ہے نہ تعداد، البتہ مکروہ وقت نہیں ہونا چاہیے اور تعداد دو سے کم نہ ہونی چاہیے۔

مَسْئَلَةٌ: نیز دہن (بیوی) کے آنچل پر نماز شکرانہ پڑھنا محض رسم ہے۔ شکرانے کی نماز عام معمول کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۸۰ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: نماز اوابین و اشراق و چاشت سب میں صرف نفل نماز کی نیت کر لینا کافی ہے، کسی خاص نماز اور وقت کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔ عوام کو لمبی لمبی نیت بتلا کر پریشان کرنا جہالت ہے اور جو بھی سورۃ چاہے پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۹ ج ۳ بحوالہ کبیری ص ۲۲۵]

نماز چاشت کے وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے۔ [مرآۃ الفلاح] نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے۔

((نَوَيْتُ أَنْ أُصَلِّيَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صَلَوةِ الضُّحَى سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

”میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت نبی ﷺ کی سنت پڑھوں۔“

یہاں تک جو نمازیں مذکور ہوئیں وہ تھیں جن کو نبی ﷺ ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ ﷺ پڑھتے تھے ان کے لیے کوئی خاص سبب ہوتا تھا مثلاً تحیۃ المسجد، مسجد میں جانے کے لیے پڑھتے تھے۔ نماز خسوف و کسوف، چاند گرہن، سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے۔ اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ سترہ رکعتیں فرض، تین رکعت وتر، بارہ رکعتیں موکدہ سنتیں جو پنج وقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، آٹھ رکعت نماز تہجد، چار رکعت نماز چاشت۔

مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَأَنهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ﴾

[پارہ (سورۃ البقرۃ)]

”بے شک نماز کا پڑھنا دشوار ہے مگر ان لوگوں کو جنہیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے۔“

پس اصلی وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی ہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور ثواب و عذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے۔ ((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ جَمِيعِ مَآكِرَةِ اللّٰهِ)) بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو ہر شب دروازے مرتبہ کریم کا دروازہ طلب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بے شک اس پر سعادت و رحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

[علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۵۳۶ جلد اول]

میں نے نماز اشراق کی پوری فضیلت اور مکمل ثواب کا متحقق وہ شخص ہے جو نماز فجر باجماعت ادا کرے، یا بوجہ معذوری گھر میں پڑھے اور اسی جگہ بیٹھا رہے اور ذکر الہی میں مشغول رہے پھر مکروہ وقت نکل جانے کے بعد دو رکعت یا چار رکعت ادا کرے۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۷ جلد ۳]

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لیے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو [در مختار وغیرہ] اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لیے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے، پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ [در مختار، بحر الرائق، شامی وغیرہ] اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے۔ ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے۔ [در مختار، مراقی الفلاح] اس نماز کی نیت یہ ہے۔ ((نَوَيْتُ أَنْ أَصَلِّيَ رَكَعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ)) میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں، اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی، یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا، اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ [در مختار، مراقی الفلاح، شامی وغیرہ] اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ [در مختار وغیرہ]

نبی ﷺ نے فرمایا: کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے، نہ بیٹھے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا آخر میں۔ [در مختار، شامی، علم الفقہ ص ۴۵ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۲۷ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۶ جلد ۴، رد المحتار ص ۶۳۵ جلد اول، فتاویٰ رحمیہ ص ۲۲۶ جلد اول]

سنت وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ [در مختار، مراقی الفلاح]

اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جائیں، تب بھی کافی ہے، ثواب مل جائے گا۔ [مراتی الفلاح، علم الفقہ ص ۳۵ جلد ۲]
 مسئلہ: عورتیں بھی تحیۃ الوضو پڑھ سکتی ہیں۔ [آپ کے مسائل ص ۸۱ جلد ۳]
 مسئلہ: مسجد کے آداب میں سے یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے والا شخص بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لے، اولاً بیٹھ جانا مسنون نہیں ہے بلکہ خلاف سنت ہے، ہاں کسی عذر کی وجہ سے بیٹھے تو حرج نہیں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۹ جلد اول]

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ [صحیح مسلم]

نبی ﷺ نے شب معراج میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی، صبح کو ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون سا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمہارے چلنے کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں۔ [صحیح بخاری]
 غسل کے بعد یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لیے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے۔ [رد المحتار، علم الفقہ ص ۲۶ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۳۰ جلد ۱]

نمازِ سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ [در مختار وغیرہ]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ [طبرانی]

نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ [صحیح مسلم]

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو

تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

[شامی وغیرہ، علم الفقہ ص ۳۶، کتاب الفقہ ص ۵۳۰ جلد اول، مسائل سفر میں تفصیل دیکھئے مرتبہ احقر]

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ وہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا، اس لیے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کے کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا، ہاں اس میں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر حج آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے۔ [در مختار، مرآۃ الفلاح]

نبی اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا۔ [بخاری، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ]

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے: ((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكَعَتَيْ صَلَوةِ الْاِسْتِخَارَةِ)) میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھی جائے۔

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاسْتَغْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَانَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِیْ وَاجِلِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِیْ وَاجِلِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیْ الْخَیْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ))

اور لفظ امر کی جگہ اپنی حاجت ذکر کرے، مثلاً سفر کے لیے استخارہ کرنا ہو تو ((هَذَا السَّفَرُ)) کہے اور نکاح کے لیے استخارہ کرنا ہو تو ((هَذَا النِّكَاحُ)) کہے، کسی چیز کی خرید و فروخت کے لیے کرنا ہو تو ((هَذَا الْبَیْعُ)) کہے، واپسی کا قیاس۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس

دعاء کے پڑھنے کے باوجود قبلہ رو ہو کر سو جائے، اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے، کرنا چاہیئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہیئے۔

[شای]

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کرے۔ [طحاوی وغیرہ]

مستحب ہے کہ دعاء سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

[علم الفقہ ص ۴۷، جتہ اللہ الباقہ ص ۱۹، بخاری ص ۱۵۵، ترمذی ص ۹۰، کتاب الفقہ ص ۵۳۱ جلد اول]

(اگر ایک دن میں معلوم نہ ہو سکے تو تین دن یا سات دن تک یہ عمل کرے، ان شاء اللہ

معلوم ہو جائے گا۔ [محمد رعت قاضی غفرلہ]

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے سے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو، مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے اس دعاء کو پڑھے۔

((اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ
مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اَثِمٍ لَا تَدْعُ لِيْ
دُنْيًا اِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا حَاجَةً لِّكَ فِيْهَا رَضِيَ اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ))

اس دعا کے بعد جو حاجت اس کو درپیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے، یہ نماز حاجت روائی کے لیے مجرب ہے، بعض بزرگوں نے اپنی ضرورتوں میں اس طریقہ سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی ان کا کام پورا ہو گیا۔ [شای]

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ میرے لیے

دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہوگا، اگر کہو تو میں دعاء کروں، انہوں نے خواہش کی کہ آپ دعاء فرمائیے، اس وقت آپ نے ان کو یہ نماز تعلیم فرمائی۔ [علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۳۲ جلد اول]

صلوۃ الاوابین

نماز اوابین مستحب ہے، نبی اکرم ﷺ نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے۔ نماز اوابین چھ رکعت پڑھنی چاہیے، تین سلام سے نماز مغرب کے بعد۔

[مرآۃ الفلاح، علم الفقہ ص ۳۸ جلد ۲، ترمذی ص ۸۹، ابن ماجہ ص ۹۸]

صلوۃ التسبیح

صلوۃ التسبیح مستحب ہے، ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔ یہ نماز نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے، نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز اس کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، ورنہ ہفتے میں ایک بار، ورنہ مہینہ میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار۔

[ترمذی]

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا۔ [شامی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لیے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے انہوں نے کہا: ہاں ﴿اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ۔ وَالْعَصْرِ۔ قُلْ یَا اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ۔ قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔﴾ [پارہ ۳۰]

صلوۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں۔ اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیے، پوری نماز میں تین سو مرتبہ۔

نماز صلوۃ التسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے نیت کرے۔ ﴿نَوَیْتُ اَنْ اُتِمِّلَیْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صَلَوةَ التَّسْبِیْحِ﴾ ترجمہ:- میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز تسبیح

پڑھوں، تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ)) پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے۔
 ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ)) پھر ((أَعُوذُ
 بِاللَّهِ)) اور ((بِسْمِ اللَّهِ)) پڑھ کر ((الْحَمْدُ)) اور سورت پڑھے، اس کے بعد دس مرتبہ
 وہی تسبیح رکوع میں پڑھے پھر رکوع سے اٹھ کر ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَرَبَّنَا لَكَ
 الْحَمْدُ)) کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں
 ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح
 پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس
 مرتبہ اور رکوع اور قوے اور دونوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اس تسبیح کو پڑھے۔
 اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ)) کے بعد اس
 تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر دس
 مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ اور بعد التحيات کے دس
 مرتبہ پھر اسی طرح تیسری رکعت میں بھی، اور چوتھی رکعت میں بعد رد و شریف کے دس مرتبہ اور
 باقی تسبیحیں بدستور پڑھے، یہ دونوں طریقے ترمذی شریف میں مذکور ہیں، اختیار ہے کہ ان دونوں
 روایتوں میں سے جس روایت کو چاہے اختیار کرے اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل
 کرے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ [شامی]

اس کی تسبیحیں چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہیں یعنی حالت قیام میں پچیس
 یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ اس لیے کہ اس کی تسبیحوں کے گننے کی ضرورت ہو
 گی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہے گا تو نماز میں خشوع نہ ہوگا، لہذا فقہاء نے لکھا ہے کہ ان
 کے گننے کے لیے کوئی علامت مقرر کر دے مثلاً جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو
 دباوے، پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچویں کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے
 ہاتھ کی پانچوں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح دباوے، اس طرح پورے دس عدد ہو جائیں
 گے۔ اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیلی کر کے پھر دبا دے، پندرہ عدد پورے
 ہو جائیں گے، انگلیوں کے پوروں پر نہیں گننا چاہیئے۔ [شامی]

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ [شامی]

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحیں چھوٹ جائیں تو ان کو اس دوسرے مقام میں ادا کر لے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں دو گنی تسبیحیں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قوے کا رکوع سے بڑھا دینا منع ہے۔ پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قوے میں نہ ادا کی جائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیان نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منع ہے، لہذا پہلے سجدے کی چھٹی ہوئی تکبیریں درمیان میں نہ ادا کی جائیں بلکہ دوسرے سجدے میں۔

[شامی، علم الفقہ ص ۵۰ جلد ۲، ابن ماجہ ص ۹۹، ترمذی ص ۹۵، تفصیل دیکھئے مسائل شب برات و شب قدر]

نماز توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اس گناہ کے معاف کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے۔ [طحاوی، شامی وغیرہ]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کے گناہ بخش دے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور سند اس آیت کی تلاوت فرمائی:-

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ﴾ [پارہ ۳، سورۃ النساء]

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہ کی معافی چاہے تو اللہ اسے بخش دیتا ہے چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے، اس لیے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے۔

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی

مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز واستغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔

[طحاوی، مراقی الفلاح وغیرہ]

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے کہیں بھیجا تھا، اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انہیں گرفتار کیا، سوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا۔ جب یہ شہید ہونے لگے تو انہوں نے ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہو گئی۔ [مشکوٰۃ، علم الفقہ ص ۵۱ جلد ۲ بخاری ص ۳۲۸ جلد اول و طحاوی ص ۲۱۹]

نماز تراویح

نماز تراویح رمضان میں سنت موکدہ ہے، مردوں کے لیے بھی اور عورتوں کے لیے بھی۔

[درمختار]

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے۔ اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے، جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے۔ اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ [مراقی الفلاح]

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو، اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت ظاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے، اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ [مراقی الفلاح]

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشاء کے شروع ہوتا ہے۔ اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائیں تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھنا چاہے اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز پڑھ کر رکعتوں کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے بعد تراویح کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ [درمختار وغیرہ]

تاکہ تراویح کے پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔ [درمختار وغیرہ]

نماز تراویح کے بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے۔ اور نصف شب کے بعد خلاف اولیٰ ہے۔ [خطاوی حاشیہ مراقی الفلاح]

نماز تراویح کی بیس رکعت باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ثابت ہیں، ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے۔ [در مختار، بحر الرائق وغیرہ]

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے، ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے، چاہے چپ بیٹھا رہے، مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں، مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں، بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

((سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَبَرِيَاءِ وَالْجَبْرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَنَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ)) [شامی]

اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لیے کہ تراویح عشاء کی تابع ہے، ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہیں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لیے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا، جن کی جماعت درست ہے۔ [در مختار، شامی وغیرہ]

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو گئی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ کر پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے۔ [در مختار]

میں نے ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ لوگوں کی

کا بجلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہت ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے، اسی قدر پڑھا جائے باقی ﴿اللہ تر کیف﴾ سے آخر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ [درمختار، مرقاۃ المفاتیح، بحر الرائق، شامی وغیرہ] ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تا وقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے، اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے اس لیے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورۃ کا جزو نہیں ہے، پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی۔ قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے، مثلاً پندرہ روز میں قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔ نماز تراویح اس نیت سے پڑھے۔

((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكَعَتَي صَلَوةِ التَّرَاوِيحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ))

”میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھوں جو نبی اکرم ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔“

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا۔ نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہیں، رمضان المبارک کی راتوں میں جو عبادت کی جائے اس کا ثواب احادیث میں بہت وارد ہے۔ ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں

میں خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر عبادت کرے، اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

[علم الفقہ ص ۵۴۲ جلد ۲، کتاب الفقہ ص ۵۴۲ جلد اول۔ تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب مکمل و مدلل مسائل تراویح]

نماز احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لیے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ [مراقی الفلاح۔ طحاوی وغیرہ]

اس نماز کی نیت یوں کی جائے۔ ((نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكَعَتَيِ الْاِحْرَامِ سُنَّةَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ)) (ترجمہ) میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز احرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پڑھوں۔

نماز کسوف و خسوف

(کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں، اس کی قرات آہستہ ہونی چاہیئے۔ [فتاویٰ رحمیہ جلد اول ص ۲۲۶])

کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسوف، و خسوف اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے، پس جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔

نماز کسوف و خسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے۔ نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے، بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے۔ [مراقی الفلاح وغیرہ]

نماز کسوف میں وہ سب شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں سوا خطبہ کے [طحاوی مراقی الفلاح] نماز کسوف کے لیے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو پکار دیا جائے۔ [مراقی الفلاح وغیرہ]

نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورہ بقرہ وغیرہ کا پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

اور قرات آہستہ پڑھے۔ [بہشتی زیور ص ۳۷ جلد ۲، بحوالہ شرح التقریر ص ۱۱۷ اوقات وکی رنہ یہ ص ۲۲۶ جلد اول] نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ دعاء میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گریہن موقوف نہ ہو جائے، دعاء میں مصروف رہنا چاہیے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعاء کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے۔ مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے، یا پانی بہت بر سے یا کوئی مرض عام مثل ہیضہ وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی اکرم ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ [مراقی الفلاح وغیرہ]

جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں، ان کے علاوہ بھی جس قدر نوافل کی کثرت کی جائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی اکرم ﷺ نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم نے احادیث کے خیال سے ان کی تفصیل بیان نہیں کی۔

استسقاء کے سلسلہ میں سب سے بڑی چیز توبہ، استغفار، عجز و نیاز اور بارگاہ خداوندی میں بندوں کی گریہ و زاری ہے جو نماز کے علاوہ اور صورتوں سے بھی ہو سکتی ہے، لیکن اگر نماز پڑھنا ہی طے ہو جائے تو پھر ضروری ہے کہ بستی یا شہر کے تمام چھوٹے بڑے مسلمان شہر سے باہر عید گاہ یا کسی وسیع میدان میں جمع ہوں، پورے اخلاص اور دل کی گڑ گڑا ہٹ کے ساتھ توبہ اور استغفار کرتے رہیں۔ جب اجتماع ہو جائے تو جماعت سے دو رکعت نماز پڑھی جائے، امام صاحب قرات جبر سے کریں، سلام پھیرنے کے بعد یہ خطبہ پڑھا جائے، اس کے بعد دوسرا خطبہ وہی پڑھا جائے جو جمعہ کے خطبہ اولیٰ کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ بھی کریں، پھر دعاء

ماگیں قلب رداء صرف امام صاحب کریں، مقتدی قلب رداء نہ کریں یعنی مقتدی حضرات چادر کو نہ پٹیں۔ [ابوداؤد، زاد المعاد و حسن حصین]

نبی اکرم ﷺ سے استسقاء کی جو دعائیں منقول ہیں منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے۔
 ((اللَّهُمَّ اسْقِنَا عَيْثًا مُعِينًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ اللَّهُمَّ
 اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَخِي بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اللَّهُمَّ
 أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ
 وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاءً إِلَى حِينٍ))

استسقاء کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انھیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں۔ [علم الفقہ
 ص ۵۷ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۲۱ جلد اول، کبیری ص ۴۲۷ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۹ جلد ۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۲ جلد ۱ تفصیل
 دیکھئے خطبات ماٹورہ]

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ یا کوئی اژدھا وغیرہ
 اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سوار یوں
 سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سوار یوں پہ بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز
 پڑھ لیں، استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر ایک دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو
 وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں، اس وقت نماز نہ پڑھیں،
 اطمینان کے بعد اس کی قضاء پڑھ لیں۔

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ
 سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنی چاہیے۔ اس قاعدے سے نماز پڑھیں۔ تمام
 مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں، ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے۔ اور دوسرا حصہ نماز
 شروع کر دے، اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو، جیسے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء بشرطیکہ یہ لوگ
 مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں۔ تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے
 لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر، جمعہ، عید بن کی نماز یا ظہر، عصر، عشاء کی

نماز قصر کی حالت میں، اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے۔ اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آ کر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کر لیں، اس لیے کہ وہ نوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آ کر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لیے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لیے آتے وقت پایادہ چلنا چاہیے، اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اسی قدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو، اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اشی

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آ کر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آ کر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر لے، تب دشمن کے مقابلے میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں۔ تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ [در مختار، ثانی وغیرہ]

یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لیے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدہ سے نماز پڑھی، بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ شروع کی گئی ہے، بے ضرورت تہدید اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً باغی

لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لیے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آ جائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیے۔ اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو، اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

مَسْئَلَةٌ: نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں، بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگرچہ ایک مقام کی متعدد مساجد میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی۔ اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنی چاہیے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اس کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ [بحر الرائق، در مختار، علم الفقہ ص ۱۵۳ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ دونوں اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکر یہ کے پڑھنا واجب ہے، جمعہ کی نماز کے صحت و وجوب کے جو شرائط ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے، جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے اور عیدین کی نماز میں شرط نہیں ہے۔ جمعہ کا خطبہ فرض ہے، عیدین کا خطبہ سنت، مگر عیدین کے خطبہ کا سننا بھی مثل جمعہ کے واجب ہے، جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے، اور عیدین کا نماز کے بعد سننا ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۵۳ جلد ۲] تفصیل دیکھئے ”مسائل نماز جمعہ“ اور ”مسائل عیدین و قربانی“

نماز عشق

مَسْئَلَةٌ: نماز عشق بعض حضرات جو کہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ قیام میں بیس دفعہ اللہ کا ذکر کرتے

ہیں اس کے بعد دس دس دفعہ تومہ، سجدہ اور جلسہ میں پڑھتے ہیں، اس کی شریعت میں کچھ اصل نہیں ہے اور طریقت میں بھی وہی عبادت معتبر ہے جو شریعت سے ثابت ہو اور شرعاً جائز ہو۔ یہ خلاف طریق سنت ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۳ جلد ۲]

سجدہ سہو کا بیان

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں (یعنی چھوٹ جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہو یا عدا چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تذکرہ نہیں جس کی وجہ سے نماز کا لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عدا چھوڑ دی جائے تو اس کا تذکرہ نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عدا نہیں بلکہ سہو چھوٹ جائے تو اس کا تذکرہ ہو سکتا ہے، اور وہ تذکرہ یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ میں پوری التحیات پڑھنے کے بعد واپسی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کر لیے جائیں اور سجدہ کے بعد پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور رد و شریف اور دعا، حسب معمول پڑھ کر پھر سلام پھیرا جائے، ان سجدوں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔

اتنی بات سمجھ لیجئے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے ان اقوال میں جو شرعی چیزوں کی خبر دینے اور دینی احکام کے بیان سے متعلق ہیں نہ کبھی سہو ہوا ہے، اور نہ یہ ممکن ہے۔ ہاں آپ ﷺ کے افعال میں سہو ہوتا تھا، وہ بھی اس حکمت و صلیحت کے پیش نظر تا کہ امت کے لوگ اس طرح سہو کے مسائل سیکھ لیں۔ [مظاہر حق ص ۲۱ جلد ۲]

سجدہ سہو کے اصول

مسئلہ: سجدہ سہو حسب ذیل وجہوں سے واجب ہوتا ہے۔

❶ نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کر دے (چھوڑ دے)

❷ کسی واجب کو اس کے محل سے مؤخر کر دے

❸ کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی متعارف کر دے

کسی واجب کو دو مرتبہ ادا کرے۔

کسی واجب کو متغیر کر دے جیسے جبری (بلند آواز والی) نماز میں آہستہ اور آہستہ نماز میں بلند آواز سے قرات کر دے۔

نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے موخر کر دے

کسی فرض کو اس کے محل (جگہ) سے مقدم کر دے

کسی فرض کو مکرر (یعنی دو مرتبہ بھولے سے ادا کر لے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۲ و در مختار ص ۶۷۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سہو (بھول) کی وجہ سے اگر نماز میں کوئی ایسی خرابی ہو گئی ہے، مثلاً کسی رکن کو مقدم یا موخر کر دیا یا رکوع قرات سے پہلے کر دیا، یا سجدہ رکوع سے پہلے کر دیا، یا ایک رکن کو مکرر کر دیا تو دو سجدے سہو کے واجب ہوں گے۔ [شرح فقہ ص ۱۱۱ جلد ۱ کبیری ص ۲۵۵ نماز مسنون ص ۵۱۳]

مَسْئَلَةٌ: در اصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم ہوتا ہے مگر چونکہ تاخیر واجب میں بھی ترک واجب لازم آتا ہے، اس لیے تاخیر واجب سے بھی سہو لازم آتا ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۵ جلد ۲] مَسْئَلَةٌ: نماز کے سنن اور مستحب کے ترک سے نماز میں کچھ خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے، ہاں جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمہ آ جاتی ہے ان کے ترک سے البتہ نماز کا اعادہ کر لینا چاہیے، اس لیے کہ جو نماز کراہت کے ساتھ ادا کی جائے اس نماز کا لوٹنا واجب ہے۔ [شامی]

مَسْئَلَةٌ: سجدہ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو واجب کے چھوٹ جانے سے پیش آتی تھی وہ دور ہو جاتی ہے خواہ جس قدر بھی واجب چھوٹ گئے ہوں دو سجدے سہو کے کافی ہیں یہاں تک کہ اگر کسی سے نماز کے تمام واجبات چھوٹ گئے ہوں، اس کو بھی دو ہی سجدے کرنے چاہئیں، دو سے زیادہ سجدہ سہو مشروع نہیں ہے۔

مَسْئَلَةٌ: سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔

[علم الفقہ ص ۷۷ جلد ۲، در مختار ص ۶۸۱ جلد اول]

سجدہ سہو کا طریقہ

مَسْئَلَةٌ: سجدہ سہو کسی نقصان کی وجہ سے ہو یا کسی زیادتی کی وجہ سے اس کے ادا کرنے کا طریقہ

احناف کے نزدیک یہ ہے کہ آخری قعدہ میں تشہد (التحیات) پڑھنے کے بعد پہلے داہنی طرف (ایک ہی) سلام پھیرے اس کے بعد دوسرے کرے پھر تشہد (التحیات) درود شریف اور دعاء بدستور پڑھ کر نماز سے نکلنے کے لیے (دونوں طرف) سلام پھیرے۔

[مسائل جحدہ سہو ص ۶۷ ہدایہ ص ۱۰۴ جلد اول کبیری ص ۴۷۱ شرح نقایہ ص ۱۱۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: افضل یہ ہی ہے کہ داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد یہ جحدہ کیے جائیں اگر بغیر سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہہ کر جحدہ کر لیے جائیں تب بھی جائز ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۷۷ جلد ۲]
مَسْئَلَةٌ: جحدہ سہو کرنا تھا، لیکن دونوں طرف سلام پھیر دیا، تب بھی کچھ حرج نہیں پھر بھی جحدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کر لے۔ (اگر بولانہ ہو)

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۶ جلد ۴ بحوالہ درمختار ص ۵۷۵ ج اول، فتاویٰ رحمیہ ص ۲۳۶ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا، اس کے بعد جحدہ سہو کیا تو اس پر (مزید) جحدہ سہو کے لئے دوسرے واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد ۱]
مَسْئَلَةٌ: جحدہ سہو کے لئے دوسرے واجب ہیں، اگر جحدہ سہو میں بجائے دوسرے کے ایک ہی جحدہ کیا تو یہ کافی نہیں، لہذا نماز قابل اعادہ ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۶۶ جلد ۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۳۶ جلد اول]
مَسْئَلَةٌ: اگر امام نے جحدہ سہو کیا اس کے بعد کسی شخص نے آکر جماعت میں شرکت کی تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسی نیت اور اسی تحریمہ سے اپنی نماز پوری کر لے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۳ جلد ۲، مخطوطی ص ۲۵۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) جحدہ سہو میں تو امام کی متابعت کرے گا مگر اس کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا، اگر مقتدی نے یہ بات یاد ہوتے ہوئے کہ میری نماز باقی ہے سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر بھولے سے سلام پھیر دیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور جحدہ سہو بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ وہ اس وقت مقتدی ہے اور مقتدی پر اس کی غلطی سے جحدہ سہو لازم نہیں ہوتا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۹ جلد ۳، کبیری ص ۴۶۵ فتاویٰ رحمیہ ص ۲۳ جلد ۵ بحوالہ بدائع الصنائع ص ۶۷۱ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۷۰ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: جب امام دوسری طرف کا سلام شروع کرے تو مسبوق (جس کی رکعت رہ گئی ہو) کھڑا ہو جائے ایک طرف سلام پھیرنے پر کھڑا نہ ہو، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام کے ذمہ جحدہ سہو ہو۔ [آپ

کے مسائل ص ۲۹۳ جلد ۳ فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۰ جلد ۱۱ اور رد المحتار ص ۵۵۹ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۴ جلد ۳ (یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سجدہ سہو میں امام کے ساتھ لوٹنا پڑ جائے۔ [رفع قاسمی])

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے بجائے داہنی جانب کے بائیں جانب سلام پھیر دیا تو فقط داہنی جانب سلام پھیر لے، بائیں جانب سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کی ضرورت ہے، نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۴۷ جلد اول جو ہرہ نہرہ ص ۱۵۵]

(دوبارہ بائیں جانب سلام پھیرنا اس پر لازم نہیں ہے۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

امام کو غلطی بتانے کا حکم

مَسْئَلَةٌ: اگر امام نماز میں کوئی آیت بھول جائے مثلاً پڑھتے پڑھتے انک گیا یا پس و پیش میں پڑ گیا۔ تو مقتدی کے لیے جو اس کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے جائز ہے کہ بتادے، لیکن صرف غلطی بتانا مقصود ہو، اپنی قرأت مقصود نہ ہو کیونکہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

واضح ہو کہ مقتدی کے لیے امام کو لقمہ دینے (غلطی بتانے) میں پیش دستی مکروہ ہے، یعنی جلدی نہیں کرنی چاہیے، اور اسی طرح امام کے لیے بھی مکروہ ہے کہ مقتدی کی رہنمائی کا متوقع ہو۔ اسے چاہیے کہ کسی اور سورت میں سے ضروری قرأت پڑھ لے، یا کوئی اور سورت پڑھ لے، یا پھر رکوع میں چلا جائے، بشرطیکہ مقدار فرض یا واجب قرأت پوری ہو چکی ہو۔

مقتدی کا امام کے سوا کسی اور کو غلطی بتانا، مثلاً اپنے جیسے کسی دوسرے مقتدی کو یا کسی اور امام کو جو اس کا امام نہیں ہے، یا تنہا نماز پڑھنے والے کو یا کسی شخص کو جو نماز میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے، اس سے نماز باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر تلاوت کے ارادہ سے نہ کہ بتانے کی غرض سے کچھ پڑھا تو نماز باطل نہیں ہوگی، تاہم ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح کوئی نمازی دوسرے کے بتانے پر عمل کرے تو نماز جاتی رہے گی، ہاں امام اپنے مقتدی کا لقمہ (غلطی) لے سکتا ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی پس امام یا مفسرد (تنہا پڑھنے والا) کوئی آیت بھول جائے اور کوئی دوسرا جو نماز میں شامل نہ ہو نماز کے باہر سے بتادے اور اس کے بتائے پر عمل کرے تو نماز باطل ہو جائے گی، ہاں اگر خود ہی اس کو بھولی ہوئی آیت وغیرہ یاد آ جائے تو اس پر عمل کرنے سے نماز باطل نہ ہوگی۔

ہیں۔ اگر امام قلمہ (غلطی) نہ لے تو قلمہ دینے والے اور امام کی نماز فاسد نہ ہوگی نماز صحیح ہوگی، سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہے، اگر غلطی سے سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز صحیح ہوگی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۸ جلد ۳]

ہیں۔ واضح ہو کہ جس طرح قرأت میں کسی دوسرے کے بتائے ہوئے پر عمل کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے، اسی طرح کسی اور کی (جو نماز میں شامل نہیں ہے) بتائی ہوئی کسی بات پر بھی عمل کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ مثلاً صف میں کوئی جگہ خالی ہے اور کسی نے (باہر سے) نمازی سے کہا کہ اس جگہ کو پر کر لو، اور نمازی نے اس کا کہنا مان لیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ اگر ایسی صورت ہو تو چاہیے کہ قدرے توقف کرے اور پھر بخوشی خود یعنی کسی کے کہنے کی بنا پر نہیں بلکہ خود وہ کام کر لے۔ [کتاب الفقہ ص ۲۸۱ جلد ۱۔ ہدایہ ص ۹۷ جلد اول، شرح نقایہ ص ۹۲ جلد اول، کبیری ص ۴۴۰، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳ جلد ۳]

ہیں۔ اگر امام بقدر تین آیت کے بعد سورۃ فاتحہ کے پڑھ چکا ہے تو قلمہ دینے (بتانے) کا انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ فوراً رکوع کرنا چاہیے، اور اگر تین آیت سے پہلے بھول گیا تو بہتر یہ ہے کہ کسی دوسری جگہ سے پڑھنا شروع کرے، اگر ایسا نہ کیا، دوسری جگہ سے پڑھنا شروع نہیں کیا تو جب مقتدی پر ثابت ہو جائے کہ امام کو آگے یا نہیں آ رہا ہے۔ تو قلمہ دے دے، بغیر مہلت کے قلمہ دینا مکروہ ہے، نماز بہر حال صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۰۶ جلد ۲، بحوالہ شامی ۶۵۰ جلد اول، فتاویٰ رحمیہ ص ۱۵۵ جلد ۱، فتاویٰ عالمگیری ص ۹۵ جلد ۱]

ہیں۔ نماز میں اگر امام کو حدث (وضو ٹوٹ جائے) ہو جائے تو خلیفہ بنانا درست ہے، ضروری نہیں، اگر عوام مسئلہ سے ناواقف ہیں تو ایسی حالت میں استیناف (نماز کا توڑنا) افضل ہے۔ پس پہلے نماز کو قطع کر دے اور کوئی عمل منافی نہ کرے، پھر وضو کے بعد از سر نو نماز شروع کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۱ جلد ۳، رد المحتار ص ۵۶۲ جلد اول]

ہیں۔ اگر امام سجدہ کی حالت میں فوت ہو جائے تو وہ نماز فاسد ہوگئی پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہیے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۷ جلد ۴، رد المحتار ص ۵۵۳ جلد ۱]

ہیں۔ اگر امام نے ناپاکی کی حالت میں، یا بغیر وضو نماز پڑھا دی تو امام کو چاہیے کہ حتیٰ الوسع جو جو مقتدیوں میں سے یاد آجائیں ان کو اطلاع کر دے کہ فلاں وقت کی نماز کا اعادہ کر لیں، کیونکہ

وہ نماز نہیں ہوئی تھی اور جو یاد نہ آئیں ان کی نماز ہو گئی۔ ان کو اطلاع نہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے، اگر کبھی یاد آ جائیں تو ان کو بھی اطلاع کر دی جائے، اور خود امام کو بھی اس نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور اس گناہ سے توبہ و استغفار کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۷ جلد ۳ و فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۶۴ جلد ۲ شامی ص ۵۵۳ جلد اول و در مختار ص ۵۲۵ جلد اول]

نماز میں قراءت کی غلطی کا قاعدہ کلیہ

ہیئت الائمہ: نماز کی قراءت میں غلطی واقع ہونے کے سلسلہ میں فقہاء نے یہ قاعدہ کلیہ لکھا ہے کہ وہ غلطی جس سے معنی میں ایسا زبردست تغیر ہو گیا ہو کہ اس کے اعتقاد سے کفر لازم آتا ہو تو نماز ہر جگہ فاسد ہو جائے گی، خواہ تین آیت کے پہلے ایسی غلطی ہوئی ہو یا تین آیت کے بعد اور وہ غلطی جس سے حرف کی ہیئت میں فرق آ گیا ہو، مثلاً زیر زبر، پیش بدل جائے یا تشدید، تخفیف یا مد و قصر میں فرق ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، البتہ اگر بہت تغیر ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اسی طرح کسی حرف میں تغیر ہو جائے جس کے سبب مراد سے بہت دور معنی بن جائیں، جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی ورنہ نہیں، خواہ تغیر ایک حرف میں ہو یا زیادہ میں۔ اسی طرح ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا اور معنی بدل گیا، پس اگر ان دونوں حرفوں میں کسی مشقت کے بغیر فرق کر سکتا تھا، اگر نہیں کیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ان دونوں حرفوں میں فرق کرنا دشوار رہا جیسے سین اور صاد میں اور طاء اور ضاد میں اور طاء اور تاء میں پس اگر کسی نے قصد ایسا پڑھا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر بلا قصد اس طرح زبان سے نکل گیا یا ایسا ناواقف اور جاہل ہے کہ ان دونوں میں فرق کو نہیں جانتا تھا تو نماز ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے کوئی لفظ زیادہ کر کے پڑھ دیا اور معنی میں تغیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، خواہ وہ زائد لفظ قرآن شریف میں کسی جگہ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اور اگر اس لفظ کے زیادہ کرنے سے معنی میں تغیر نہیں ہوا، لیکن قرآن شریف میں کہیں وہ لفظ موجود ہے تو نماز بالاتفاق درست ہے، اور اگر وہ لفظ قرآن کریم میں کسی جگہ نہیں آیا تو اس میں اختلاف ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور دوسرے ائمہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

بہر حال مذکورہ بالا صورتوں میں علماء متاخرین اکثر جگہ گنجائش پیدا کرتے ہیں اور آسانی کا لحاظ کرتے ہیں اور نماز کے درست ہونے کا حکم دیتے ہیں اور متقدمین حضرات نماز کو لوٹانے کو کہتے ہیں اور نماز جیسی اہم عبادت میں احتیاط کا لحاظ کرتے ہیں۔

لہذا نماز پڑھنے والوں کو ان مسائل میں احتیاط سے کام لینا بہتر ہے، اور ضرورت کے وقت اپنے مقامی علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

۱۰۔ مسائل جلد ۴۲ بحوالہ شامی ص ۳۲۴ فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۸ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۹۲ جلد اول [مسئلہ ۱۰]: نماز کی قراءت میں ایسی غلطی ہوئی جس سے نماز کا فاسد ہونا لازم آتا ہو لیکن پھر اس کی تصحیح کر لی تو نماز صحیح ہوگئی، اگر غلطی کی اصلاح نہیں ہوگی تو نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۳۰۸ جلد ۴]

مسئلہ ۱۱: لفظ انا ضمیر متکلم جو کہ قرآن شریف میں برسم خط باثبات الف ہے تو ”انا“ کو باثبات الف پڑھنے سے اگرچہ نماز ہو جائے گی لیکن یہ کھن (غلطی) فی القراءت ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۳ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۸۹ جلد اول]

مسئلہ ۱۲: جن موقعوں میں راء اور لام کو پر کر کے پڑھنا چاہیے وہاں پر باریک پڑھنے سے نماز صحیح ہے، نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

مسئلہ ۱۳: جس جگہ میم اور نون غنہ کر کے پڑھا جاتا ہے اس جگہ میم اور نون کو ظاہر کر کے پڑھے تو یہ ظاہر ہے کہ حسب قاعدہ تجوید اس جگہ مد نہیں ہے لہذا یہ کھن ہے اور خطا ہے مگر نماز ہو جاتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۸۰ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۹۲ جلد اول]

(خواص کو اس مسئلہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیئے، کیونکہ جان بوجہ کر اس طرح پڑھنے سے نماز میں خلل واقع ہوگا۔) [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

نماز میں خلاف ترتیب پڑھنا؟

مسئلہ ۱۴: کسی نے دوسری رکعت میں خلاف ترتیب پہلے کی سورت پڑھ دی مثلاً پہلی رکعت میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ الخ پڑھی اور دوسری رکعت میں ﴿الَّذِينَ تَرَكُوا﴾ پڑھی، پس اگر بھول کر ایسا کیا ہے تو نماز بلا کراہت درست ہے، اور اگر قصد اختلاف ترتیب پڑھا تو نماز مکروہ

ہوئی اور اگر سہوا ہو جائے تو کچھ حرج نہیں اور دونوں صورتوں میں سے کسی میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور نماز بہر حال صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۰ جلد ۴، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۹ ج ۳، شامی ص ۵۱۰ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۷ جلد ۱۰]

مَسْئَلَةٌ: ایک ایک رکعت میں کئی کئی سورتیں پڑھنا فرائض میں نامناسب ہے، نوافل میں مضائقہ نہیں۔ [مخطاوی ص ۱۹۴ جلد ۱۰ فتاویٰ محمودیہ ص ۱۵۶ جلد ۲، فتاویٰ رحمیہ ص ۳۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے دوسری رکعت میں بھول کر خلاف ترتیب شروع کی اور شروع کرتے ہی یاد آ گیا پھر اس نے اسے چھوڑ کر دوسری سورت ترتیب کی رعایت سے پڑھی تو اس کی نماز درست ہے مگر مکروہ ہوئی (تذریبی) اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں۔ البتہ اس کے لیے وہ سورت چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا بہتر نہیں۔ [شامی ص ۵۱۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: درمیان میں چھوٹی سورت چھوڑ دی مثلاً پہلی رکعت میں ﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي﴾ اور دوسری میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ پڑھی یعنی درمیان میں ﴿إِنَّا آعْطَيْنَا﴾ کی سورت چھوڑ دی تو یہ مکروہ تذریبی ہے، سجدہ کرنا واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۳۲۵]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں قراءت کرتے ہوئے بھولے سے کسی لفظ کا ترجمہ پڑھ دیا تو نماز فاسد ہوگئی اور سجدہ سہو سے وہ نماز صحیح نہ ہوگی، اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ [شامی ص ۳۴۰ جلد اول]

تجوید کی رعایت کے بغیر پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے بلند آواز میں تجوید کی رعایت کیے بغیر قرآن مجید پڑھا تو اس سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا، البتہ اگر کوئی ایسی غلطی کی ہے جس سے نماز میں فساد آتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۹ جلد ۴، عالمگیری ص ۶۶ جلد اول، رد المحتار ص ۹۰ جلد اول]

ایک سورت کو دو رکعت میں پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے دو رکعتوں میں ایک ہی سورۃ دوبارہ پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۳۲ و شامی ص ۵۱۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں پوری پوری (چھوٹی) سورت پڑھے۔ اگر ایک رکعت میں

کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن بلا ضرورت یہ افضل نہیں ہے۔

[عالمگیری ص ۳۰ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۷۷ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: ایک ہی رکوع کو کم کر دو دنوں رکعتوں میں پڑھنے سے نماز ہو جائے گی اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۵ و فتاویٰ محمودیہ ص ۹۵ ج ۷]

فَسَيُكَلِّمُكَ: جو لوگ اول رکعت میں رکوع اور دوسری رکعت میں سورت جو رکوع سے بڑی نہیں ہوتی، پڑھتے ہیں، اس میں کچھ کراہت نہیں ہے، البتہ فضیلت اس میں ہے کہ دونوں رکعتوں میں پوری سورت پڑھی جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۳۵ ج ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۱۰ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنا خلاف اولیٰ ہے، مگر نماز ہو جاتی ہے، اور خلاف اولیٰ سے مراد کراہت تنزیہی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۵۵ ج ۲ بحوالہ فتح القدیر ص ۲۹۹ جلد اول]

فَسَيُكَلِّمُكَ: وقت کی تنگی کے وقت فجر کی نماز میں چھوٹی سورتیں درست ہیں۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے صبح کی نماز میں ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جب کہ وقت تھوڑا ہو یا سفر وغیرہ میں عجلت ہو تو چھوٹی سورتوں کا فجر کی نماز میں پڑھنا درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۷ ج ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۰۵ جلد ۱]

رموز و اوقاف پر ٹھہرنے اور نہ ٹھہرنے کی بحث

سوال: ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْغَنَاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ (۳) عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾ آیت ”لا“ پر اگر سانس ختم یا بند ہو جانے کی وجہ سے وقف کرے اور آخر لفظ کو نہ دہرا کر آگے بڑھتا چلے تو نماز میں کیا خلل ہے؟ نیز تیسری مثال میں اگر وقف کر لیا ہو تو آگے ﴿الَّذِي﴾ کہہ کر پڑھا جائے یا ﴿بِالَّذِي﴾ کہہ کر؟

الجواب: آیت ”لا“ پر ضرورت وقف کر دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور لفظ ماقبل کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور نماز میں کچھ خلل نہیں ہے۔ (اگر دہرا لیا تو) اور تیسری مثال میں ﴿الَّذِي﴾ اور ﴿بِالَّذِي﴾ پڑھنا دونوں طرح درست ہے۔ مگر وقف میں ﴿الَّذِي﴾ پڑھنا

جائز ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۷ جلد ۲]

بعض لفظوں میں دو قرائتیں

سوال: قرآن شریف میں بعض جگہ چھوٹے حروف لکھے ہوئے ہوتے ہیں مثلاً ﴿بَصَّطَةُ هُمْ﴾
 الْمُصْطَفُونَ عَلَيْهِمْ بِمُصْطَفٍ﴾ ان میں سے کون سا حرف دوسرے پڑھا جائے؟
 الجواب: لفظ ﴿بَصَّطُ﴾ اور ﴿هُمُ الْمُصْطَفُونَ﴾ اور ﴿عَلَيْهِمْ بِمُصْطَفٍ﴾ کے اوپر س
 لکھنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ لفظ سین سے پڑھا گیا ہے اور صاد سے بھی یعنی تلاوت کرنے والا خواہ
 سین پڑھے خواہ صاد، نماز صحیح ہے، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ ایسے کلمات کو دو دفعہ پڑھے، بلکہ جس
 قاری کا اتباع کرے اسی کے موافق پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۲ جلد ۲ بحوالہ جلالین سورہ غاشیہ ص ۴۹۸]

صیغہ واحد کو جمع اور جمع کو واحد پڑھنا؟

مَسْئَلَةٌ: نماز میں بوقت قرات واحد کو بصیغہ جمع اور جمع کو بصیغہ واحد پڑھنا مثلاً آیت کو آیات
 پڑھنا غلطی ہے، عہد ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ اور اگر غلطی سے ایسا پڑھا گیا تو نماز صحیح ہے یعنی
 نماز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا کرنا نہیں چاہیے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۷ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۵۹۱ جلد اول و زلّٰہ القاری]

قراءت میں سہو (بھول ہو جانے) کے مسائل

مَسْئَلَةٌ: نماز میں پڑھتے پڑھتے بھول جائے یا متشابہ لگ کر دوسری جگہ کی دو تین آیات پڑھے
 اور پھر یاد آئے پر یا بھولنے کی وجہ سے ابتداء سے قرات پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو
 واجب نہیں ہے اور غلطی سے اگر سجدہ سہو کر لیا تب بھی نماز ہو گئی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۳ جلد ۲ و رد المحتار ص ۵۶۰ جلد اول و شامی ص ۱۸۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز جمعہ میں امام نے پہلی رکعت میں سورہ دھر شروع کی نصف سورت پڑھ کر آگے نہ
 پڑھ سکا، دو بارہ سہ بارہ پڑھ کر اول سے جب پوری ہوئی، ایسی صورت میں نماز ہو گئی، سجدہ سہو
 لازم نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۴ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: مقتدی نے بار بار لقمہ دیا جس میں ایک رکن کی مقدار (تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کے

برابر ہے) تاخیر ہوگئی تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو واجب نہیں اور نہ لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوگی۔ [شامی ص ۲۱۸ جلد اول]

سُئِلَ: بقدر واجب قراءت کے بعد قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو نہیں آتا، لیکن اگر غلطی ایسی ہے جو مفسد صلوٰۃ (نماز کو توڑنے والی) ہے تو نماز کا لوٹانا لازم ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۸۷ جلد ۳]
سُئِلَ: اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ (الحمد شریف) یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع کے یاد آ جائے تو اس کو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور سجدہ سہو کرے، اس لیے کہ رکوع ادا کرنے میں تاخیر ہوگئی اور اگر سورہ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت میں یاد آ جائے تو اگر دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورہ فاتحہ چھوٹی ہو تو اس کو نہ پڑھے، ورنہ ایک رکعت میں دو سورہ فاتحہ ہو جائیں گی اور تکرار سورہ فاتحہ کی مشروع نہیں۔ اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۷ جلد ۲ و فتاویٰ رحمہ ص ۱۵۶ جلد اول و شامی ص ۶۲۷ جلد اول]

سُئِلَ: پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے تکرار (دو مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہو گا)۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ جلد ۲ و فتاویٰ رحمہ ص ۲۱ جلد ۱]

سُئِلَ: اگر کوئی شخص سورہ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اسی وقت اس کو خیال آ جائے تو چاہیے کہ سورہ فاتحہ کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدہ سہو کرے، اس لیے کہ دوسری سورت کا سورہ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہاں اس کے خلاف ہوا ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۷ ج ۱ و عالمگیری ص ۶۵ ج ۲ و فتاویٰ رحمہ ص ۷۱ ج ۱]

نماز میں سورہ فاتحہ یا صرف سورت پڑھی؟

سُئِلَ: اگر کسی نے صرف سورہ فاتحہ پڑھی یا صرف کوئی سورت پڑھی اور رکوع میں چلا گیا تو ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔ [در مختار ص ۴۲۳ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۳ جلد ۱]

سُئِلَ: اگر کسی نے سورہ فاتحہ کے بعد صرف چھوٹی دو آیتیں پڑھیں اور بھول کر رکوع میں چلا گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر قصد رکوع میں چلا جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۸ ج ۳]

کیونکہ چھوٹی تین آیتیں یا بڑی ایک آیت ضروری ہے۔ [محمد رفعت قاسمی]

مَسْئَلَةٌ: اگر پہلی یا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ سے پہلے سورت پڑھی تو سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

[کبیری ص ۳۷۱]

نیز فرائض کی طرح نوافل (وسنن وغیرہ) میں بھول جانے سے سجدہ سہو کرنا ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۹، کبیری ص ۳۷۱]

سورۃ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ لی؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے فرض کی پہلی یا دوسری رکعت میں بھول کر دو مرتبہ الحمد شریف پڑھ لی یا اکثر حصہ دوبارہ لوٹا یا تو ان دونوں صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا اور اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں دو مرتبہ الحمد پڑھ دی تو سجدہ سہو واجب نہیں، یہ مسئلہ فرضوں کا ہے، لیکن اگر نوافل کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد شریف دو مرتبہ پڑھ لی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے سورۃ فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا اور تھوڑا سا حصہ بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر تھوڑا سا حصہ پڑھا اور اکثر حصہ رہ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

[عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۸ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۰ جلد ۷ ص ۱۸۵ جلد ۲]

سورۃ فاتحہ کے بجائے کوئی سورت پڑھ لی؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے پہلی یا دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اور بھول کر دوسری کوئی سورت شروع کر دی، پھر یاد آیا تو سورت چھوڑ کر پہلے سورۃ فاتحہ پڑھے اور پھر اس کے بعد کوئی سورت ملائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے، اسی طرح اگر سورۃ فاتحہ چھوڑ کر مکمل کوئی سورت پڑھ لی، یا رکوع میں چلا گیا یا رکوع سے بھی اٹھ گیا، تو ان سب صورتوں میں لوٹ کر سورۃ فاتحہ پڑھے اور پھر ترتیب کے مطابق بقیہ کام کرے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۲۹، عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: الحمد شریف کو سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر سورت کا کوئی جملہ بھی الحمد سے پہلے پڑھا گیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: فرض کی پہلی دو رکعتوں کو قراءت کے لیے متعین کرنا بھی واجب ہے۔

[شرح نقایہ ص ۷۰ جلد ۱، کبیری ص ۲۹۵]

مَسْئَلَةٌ: اگر پہلی رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت نہ پڑھی تو آخری رکعتوں میں فاتحہ کے بعد

سورت پڑھے اور پھر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: چار رکعت والی فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد اور سورت پڑھے تو سجدہ سہو لازم نہیں ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۲ جلد ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۳۲۷ جلد اول]

فاتحہ کے بعد جس سورت کا ارادہ کیا وہ نہیں پڑھی؟

مَسْئَلَةٌ: کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد ایک سورت پڑھنے کا ارادہ کیا، لیکن غلطی سے دوسری رکعت پڑھ ڈالی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [عائگیری ص ۶۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: کوئی سورت شروع کی پھر دوسری سورت پڑھی تو اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۵ جلد ۲]

التحیات کے بجائے فاتحہ یا فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ لی؟

مَسْئَلَةٌ: التحیات کے بجائے فاتحہ پڑھ دی یا د آنے پر التحیات پڑھی تو سجدہ سہو نہیں ہے، مگر تفصیل یہ ہے کہ اگر سورۃ فاتحہ تشہد کی جگہ پڑھی یا پہلے سورۃ فاتحہ پڑھی پھر تشہد تو دونوں صورتوں میں سجدہ سہو آئے گا اور اگر پہلے تشہد پڑھا پھر فاتحہ تو سجدہ سہو نہیں لازم ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۲ جلد ۲ و فتاویٰ رحمیہ ص ۳۳۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی شخص نے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد التحیات پڑھ ڈالی تو اس پر سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اگر سورۃ فاتحہ سے پہلے التحیات پڑھی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[عائگیری ص ۶۶ جلد اول]

فاتحہ کے بعد دیر تک خاموش کھڑا رہا؟

مَسْئَلَةٌ: کسی نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور چپ ہو گیا اور ایک لمبی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کے برابر خاموش کھڑا رہا، اس کے بعد سورت ملائی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۷ ج ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۶۵۳ جلد اول و عائگیری ص ۳۹۳ جلد اول]

تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے؟

ہَسْبُكَ لَمْ: اگر کوئی شخص نماز میں ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ مثلاً (۱) سورہ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اس قدر خاموش رہے جس میں کوئی رکن ادا ہو سکے۔ (۲) کوئی شخص قراءت کے بعد اتنی ہی دیر تک خاموش کھڑا رہے۔ (۳) کوئی شخص قعدہ اولیٰ میں التحيات کے بعد اتنی ہی دیر تک خاموش چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے، ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۰۱ ج ۳ رد المحتار ص ۴۲۷ جلد اول]

ہَسْبُكَ لَمْ: نمازی کے لیے قراءت، رکوع، سجود میں ترتیب قائم رکھنا بھی واجب ہے، پہلے قیام، پھر تحریمہ، پھر قراءت، پھر رکوع، دونوں سجدے اور آخر میں قعدہ۔

[شرح نقایہ ص ۶۹ جلد اول، ہدایہ ص ۶۳ جلد اول]

فرض کی آخری رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھا؟

ہَسْبُكَ لَمْ: اگر فرض کی خالی رکعتوں میں یعنی تیسری یا چوتھی رکعت میں کسی نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے (اگرچہ کچھ بھی نہ پڑھے بلکہ خاموش کھڑا رہا تو نماز درست ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[محمد رنعت قاسمی غفرلہ]

ہَسْبُكَ لَمْ: اگر فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھولے سے یا قصداً پڑھ لی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۸۷ جلد اول و عالمگیری ص ۹۵ جلد اول]

ہَسْبُكَ لَمْ: چار فرض کی آخری دو رکعت میں سورت ملانے سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ آخرین میں اکتفاء فاتحہ پر واجب نہیں ہے کہ زیادتی سے ترک واجب ہوتا ہو بلکہ سورت ملانے اور نہ ملانے کا اختیار دیا گیا ہے، اگرچہ نہ پڑھنا سورت کا اولیٰ (بہتر) اور مستنون ہے بخلاف قعدہ اولیٰ کے اس پر اکتفاء تشہد پر اور درود شریف نہ پڑھنا واجب ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ جلد ۲ ص ۷۵ ج ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ جلد ۱۳]

فرض کی پہلی رکعتوں میں سورت ملانا بھول جائے؟

مَسْئَلَةٌ: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہولاً لازم آتا ہے، کیونکہ سورت ملانا واجب ہے اور اس کے ترک سے سجدہ سہولاً لازم آتا ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۹ جلد ۲۰ و عالمگیری ص ۱۸ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: سنت یا نفل یا فرض کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت ملانا بھول جائے اور رکوع کر دے تو اب قومہ کر کے (یعنی کھڑے ہو کر) سجدے میں جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ مذکورہ صورت میں بہتر یہ ہے کہ لوٹ کر سورت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ گویہ صورت بھی درست ہے کہ رکوع کے بعد سجدہ میں چلا جائے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۸ ج ۴ بحوالہ الدکتا ص ۶۸۳ جلد اول و ص ۳۹۹ جلد اول و الفتاویٰ ص ۵۳۱ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر رکوع مکرر (دو مرتبہ) کیا یا تین سجدے کر لیے یا تشہد کے بعد چار رکعت والی نماز میں درود شریف پڑھ لیا، جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہولاً لازم ہو گا۔ [شرح نقایہ ص ۱۱۱ جلد اول، کبیری ص ۳۵۲]

مَسْئَلَةٌ: فرض کی تیسری یا چوتھی یا دونوں رکعتوں میں غلطی سے سورت ملالی تو نماز صحیح ہے اور سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ [فتاویٰ رضویہ ص ۴۰۵ ج ۳ و شامی ص ۳۲۷ جلد اول و فتاویٰ رضویہ ص ۷۷۷ جلد اول]

آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر آہستہ آواز کی نماز (ظہر، عصر) میں کوئی شخص بلند آواز سے قراءت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے، ہاں اگر آواز کی نماز (فجر، مغرب، عشاء) میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لیے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

[عظم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۵ جلد اول، کبیری ص ۳۲۴ شامی ص ۲۹۳ جلد اول، فتاویٰ رضویہ ص ۱۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام نے جہری نماز میں بھول کر آہستہ پڑھنا شروع کیا اور چھوٹی تین آیتیں پڑھنے کے بعد اسے یاد آیا کسی نے لقمہ دیا تو اس کو سورۃ فاتحہ شروع سے بلند آواز کے ساتھ پڑھنا ضروری

ہے اور آخر میں سجدہ سہو بھی کرے۔

فَسَلِّ عَلَيْنَا: اگر امام نے ظہر یا عصر کی نماز میں پھوٹی تین آیتیں بلند آواز سے پڑھ دیں اور اس کے بعد یاد آیا کہ یہ آہستہ قراءت والی نماز ہے تو جس قدر پڑھ چکا ہے اس کے بعد آہستہ آواز سے پڑھے، شروع سے آواز کے ساتھ قراءت دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

[شامی ص ۶۹۲ جلد اول، مسائل سجدہ سہو ص ۳۲]

فَسَلِّ عَلَيْنَا: اگر کوئی امام عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر (بلند آواز سے قراءت) کرے تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا کیونکہ عشاء کی آخری رکعتوں میں اگر قراءت پڑھے تو سر (آہستہ) لازم ہے، نیز ظہر کی آخرین میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔ کیونکہ عشاء کی آخری رکعتوں میں اگرچہ قراءت واجب نہیں ہے لیکن اگر قراءت کرے تو اخفاء (آہستہ پڑھنا) لازم ہے۔

نیز ظہر کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۹ جلد ۳ ص ۳۹۰ بحوالہ ہدایہ ص ۱۴۱ جلد اول و شامی ص ۴۹۷ جلد اول]

فَسَلِّ عَلَيْنَا: جس میں جہر واجب نہیں ہے، اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا اور جس میں جہر واجب ہے اس میں ترک جہر سے سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا، مگر جمعہ و عیدین میں سجدہ سہو کا حکم نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۳ جلد ۴]

فَسَلِّ عَلَيْنَا: امام کے لیے فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور صرف رمضان المبارک میں وتر کی نماز میں بلند آواز سے قراءت واجب ہے، اسی طرح ظہر و عصر کی نماز میں آہستہ آواز سے قراءت واجب ہے۔ [ہدایہ ص ۷۳ جلد اول، شرح نقایہ ص ۸۳ جلد اول]

فَسَلِّ عَلَيْنَا: منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا اگر جہری نماز میں آہستہ سے اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قراءت کر دے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۸۲ مسائل سجدہ سہو ص ۳۲، رد مختار ص ۶۸۲ جلد اول]

((والحاصل ان الجهر في الجهرية لا يجب على المنفرد اتفاقاً
وانما الخلاف في وجوب الاخفاء عليه في السرية وظاهر
الرواية عدم الوجوب كما صرح بذلك في التتارخانية عن

المحیط وكذا فى الذخيرة و شروح الهداية كالنهاية والكفاية
والعناية و معراج الدراية و صرحوا بان وجوب السهو عليه اذا
جهر فيما يخافت فيه وانما هو على الامام فقط)) [شامی ص ۳۹۸]
امام پر جہری نماز میں جہر اور سری نماز میں سر واجب ہے اس لیے اس کے ترک پر سجدہ سہو
واجب ہوگا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے زور سے یعنی بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔
مَسْئَلَةٌ: جہری (بلند آواز سے قراءت والی) نماز میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد جب
مَسْبُوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لیے اٹھے تو اس کو اختیار ہے جی چاہے تو زور
سے قراءت کرے اور اگر جی چاہے تو آہستہ آواز سے قراءت کرے۔ مَسْبُوق اپنی باقی ماندہ
رکعت میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کی حیثیت رکھتا ہے۔ البتہ زور سے پڑھنے کی صورت
میں جہر کے ادنیٰ درجہ پر عمل کرے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۹۰، رد المحتار ص ۳۹۸ جلد اول]

سجدہ تلاوت کی تاخیر سے سجدہ سہو کا حکم

مَسْئَلَةٌ: نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے۔ اگر چھوٹی
تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بعد سجدہ تلاوت کیا تو سجدہ تلاوت کر کے آخر میں سجدہ سہو کرنا
واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدہ تلاوت کر لیا ہے تو پھر سجدہ سہو واجب نہیں
ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۵۴ بحوالہ شامی ۲۱ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۹ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اگر سجدہ تلاوت اس رکعت میں کرنا بھول گیا جس میں سجدہ کی آیت پڑھی تھی تو دوسری
تیسری رکعت میں جب یاد آئے کر لے اور پھر سجدہ سہو کرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۳ جلد ۴ بحوالہ عالمگیری ص ۱۳۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد یا دو تین آیت پڑھ کر رکوع کیا اور اس میں نیت
سجدہ تلاوت کی کر لی تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا اور مقتدیوں کو بھی نیت کرنے کی ضرورت ہے
بغیر نیت کے ان کے ذمہ سے سجدہ تلاوت ادا نہ ہوگا اور تین آیات سے زیادہ میں فوریت منقطع ہو
جاتی ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۳ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۱۷۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام نے وہ آیت

پڑھ کر سجدہ تلاوت کیا تو یہ سجدہ کافی ہے، اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں ہیں۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۴۹ جلد ۳]

شک کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوا، محض شک اور شبہ کی وجہ سے سجدہ سہو نہ کرنا چاہیے اور اگر اتفاق سے غلطی سے سجدہ سہو کر لیا تو نماز ہو جائے گی، لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے اور آئندہ محض شبہ اور شک میں سجدہ سہو نہ کرنا چاہیے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۶ جلد ۲ و شامی ۵۶۰ جلد اول و امداد الاحكام ص ۵۴۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر سجدہ سہو واجب ہو اور نہ کیا تو نماز لوٹانا واجب ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۴ جلد ۲، بحوالہ رد المحتار ص ۲۲۴ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اور جب یہ علم نہ ہو کہ اس بھول سے سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں تو سجدہ سہو کر لینا احوط ہے یعنی سجدہ سہو کر لینے میں احتیاط ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۸ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: اور اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا تھا، اور سجدہ سہو کرنا اس کو یاد نہیں رہا، یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دیا، اس کے بعد اس کو سجدہ سہو کا خیال آیا تو اب بھی سجدہ سہو کر سکتا ہے، تا وقتیکہ قبلے سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ جلد ۲]

سجدہ سہو میں تمام نمازیں برابر ہیں

مَسْئَلَةٌ: نماز فرض ہو یا واجب و سنت یا نفل، تمام نمازوں میں سجدہ سہو کا حکم یکساں ہے، البتہ نماز عیدین اور جمعہ میں جب کہ مجمع بہت زیادہ ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہو جائے اور تشویش میں پڑ جائیں اور نمازیں خراب کر لیں تو ایسی صورت میں سجدہ سہو معاف ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کسی جگہ نماز تراویح میں بھی مجمع کثیر ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سہو معاف ہو جائے گا۔ اور نماز کے لوٹانے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۲ جلد ۵ و رد مختار ص ۶۹۵ ج ۱]

سنت و نوافل میں پہلے قعدہ کا حکم

سوال: چار رکعت واپلی سنت کے قعدہ اولیٰ یا دو رکعت واپلی سنت و نفل کے اندر التحیات بھول

جائے، پھر اس حالت میں بیٹھ کر سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: حامداً و مصلیاً! چار رکعت والی سنت میں قعدہ اولیٰ اور تشہد (التحیات) واجب ہے، اس کے چھوٹنے سے سجدہ سہو لازم ہے اور نفل میں دو رکعت پر قعدہ فرض ہے، اس کے ترک سے نماز درست نہ ہوگی، پس اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو سجدہ سے پہلے پہلے جب یاد آ جائے فوراً بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو چوتھی رکعت بھی اس کے ساتھ ملائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کر دے، لیکن اس صورت میں دو رکعت معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعت قعدہ چھوٹنے کی وجہ سے فاسد ہوں گی اور اسی تحریمہ پر شفعہ ثانیہ کی بنا، صحیح ہوگی، مگر سجدہ سہو ضروری ہے۔ تشہد بہر حال واجب ہے، اس کے ترک سے سجدہ سہو لازم ہو گا۔ قعود (بیٹھنا) واجب اگر سہواً چھوڑ دیا اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، اس کے بعد یاد آیا تو بیٹھنا نہیں چاہیے، اگر بیٹھے گا تو اس میں فقہاء کے دو قول ہیں، ایک یہ کہ نماز فاسد ہو جائے گی، کیونکہ فرض کو ترک کر کے واجب کی طرف عود کیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہاں فرض کو ترک نہیں کیا بلکہ موخر کیا ہے۔ [فتاویٰ مجموعیہ ص ۱۸۹ جلد ۷ بحوالہ درمختار ص ۷۹ جلد اول]

مسئلہ ۱۸: دعائے قنوت واجب ہے اگر بھول جائے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز صحیح ہو جائے گی۔

[آپ کے مسائل ص ۳۶۸ جلد ۳]

قرأت میں درمیان سے آیت کا چھوٹنا؟

مسئلہ ۱۹: جہی نماز کے اندر قرأت کے دوران تین آیت پڑھنے کے بعد اگر پوری آیت چھوڑ دی گئی یا کچھ الفاظ قرآن یہ چھوڑ دیئے گئے اور اس کے چھوڑنے سے معنی کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہوئی تو ایسی صورت میں نہ نماز کا اعادہ واجب ہے نہ سجدہ سہو لازم ہے، نماز درست ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۷۲ جلد ۳، عالمگیری ص ۶۵ جلد اول]

اگر رکعت کی تعداد میں شک ہو گیا تو؟

مسئلہ ۲۰: اگر کوئی شخص بھول گیا اور اس کو یاد نہیں رہا کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار؟ اگر اس کا بھولنا پہلی مرتبہ ہوا ہے تو اس کے لیے نئے سرے سے یعنی دوبارہ نماز پڑھنی افضل ہے، اور

اگر بار بار شک ہوا کرتا ہے (بھولتا ہے) تو پھر گمان غالب پر عمل کرنا چاہیے، یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں، اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کسی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرے اور ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۲۰ ج ۲، ہدایہ ص ۱۰۸ جلد اول،

شرح فقہیہ ص ۱۱۳ ج ۱، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۳ جلد ۴، کتاب الفقہ ص ۲۱ جلد اول]

ہَسْبُكَ: اگر شک نمازی کو اس طرح مشغول کر دے کہ ایک رکن کی مقدار (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے تک) شک میں گذر جائے اور شک کی حالت میں قراءت و تسبیح میں مشغول نہیں تھا، تو شک کی ان تمام صورتوں میں اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا، خواہ اس نے ظن غالب پر عمل کیا ہو، اور اس کی وجہ سے سوچنے میں دیر ہوئی ہو، یہ سجدہ سہو رکن کے موخر ہونے کی وجہ سے واجب ہوا ہے۔

[در مختار ص ۲۹۶ جلد اول]

ہَسْبُكَ: اگر کسی نے بھول کر فجر کی نماز دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھ لی یا عصر کی نماز چار رکعت کے بجائے چھ رکعت پڑھ لی، پس اگر قعدہ اخیرہ کر کے زائد رکعتیں پڑھی ہیں تو اس کا فرض ادا ہو گیا اور دو رکعت زائد نفل ہو جائیں گی، البتہ آخر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا، اور پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۲ جلد ۴، رد المحتار ص ۷۰۰ جلد اول]

(فجر اور عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اس صورت میں زائد رکعت نفل پڑھنا ہو رہا ہے تو اس پر مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پڑھنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ مکروہ جب ہے جب کہ قصد پڑھے اور اگر بھول کر یا کسی مجبوری سے پڑھ لی تو مکروہ نہیں ہے۔

[محمد رفعت قاسمی]

ہَسْبُكَ: امام جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا اور پانچویں رکعت میں کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کر کے بیٹھا تو قعدہ اخیرہ کے فوت ہونے کی وجہ سے امام کی نماز نہیں ہوئی اور جب امام کی نماز نہیں ہوئی تو کسی بھی مقتدی کی نہیں ہوئی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۵ جلد ۴، ہدایہ ص ۱۴۲ جلد اول، رد المحتار ص ۵۶۰ جلد اول باب الامامت]

قعدہ اخیرہ میں بیٹھنا ضروری ہے اگر بغیر بیٹھے اٹھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مَسْئَلَةٌ: امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہوا کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملا لے اور سجدہ سہو کرے، فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۸ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۱۰۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا تو اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آ جائے تو لوٹ آئے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس کو چاہیے کہ وہ چھٹی رکعت بھی ملا لے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے، اس کے چار فرض صحیح ہو جائیں گے اور آخر کی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔

[عائگیری ص ۶۷ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۶۸ جلد ۲]

قعدہ اولیٰ میں بھول کر سلام پھیر دیا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے قعدہ اولیٰ میں بھول کر ایک طرف یا دونوں طرف سلام پھیر دیا، اس کے فوراً بعد یاد آیا، پس اگر کوئی بات چیت نہیں کی تو تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، کیونکہ سہوا سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، باقی رکعت پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کر لے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۷۵ جلد اول و فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۶۹ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: پہلا قعدہ واجب ہے اور اگر نماز کا واجب بھول جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ سجدہ سہو لازم آتا ہے اس لیے اگر کوئی شخص بھول سے کھڑا ہو گیا تو اب نہ بیٹھے بلکہ آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ نماز صحیح ہو جائے گی۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: آخری قعدہ فرض ہے، اگر کوئی شخص بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو اس کو لوٹ آنا چاہیے، فرض میں تاخیر کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو واجب ہے، لیکن اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز باطل ہو جائے گی ایک اور رکعت ملا کر نماز پوری کر لے اور فرض نماز پھر نئے سرے سے پڑھے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۲ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھ گیا، پھر دوسری یا چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہو گیا، پس اگر ایک۔ رکن کی مقدار بیٹھا رہا تو آخر میں سجدہ سہو واجب ہوگا۔ [عائگیری ص ۶۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر پہلا قعدہ کیے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو اگر بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے تو واپس نہ آئے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے، اور اگر بالکل سیدھا نہیں کھڑا ہوا تھا تو واپس بیٹھ جائے، ایسی صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، کبیری ص ۴۵۹، شرح نقایہ ص ۱۱۲، ہدایہ ص ۱۰۶ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۸ جلد ۲، درمختار ص ۶۸۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: امام دو رکعت کے بعد بیٹھ گیا اور مقتدی بھول سے کھڑا ہو گیا، امام کے ساتھ قعدہ میں نہیں بیٹھا تو مقتدی پر واجب ہے کہ وہ بھی بیٹھ جائے اور بیٹھ کر التیحات پڑھے۔ [درمختار ص ۶۸۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے ظہر کے فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ میں چار رکعتیں پڑھ چکا ہوں، سلام پھیر دیا اور سلام پھیرنے کے بعد خیال آیا تو اس کو چاہیے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز کو پوری کر دے اور سجدہ سہو کر لے۔ [علم الفقہ ص ۱۲۰ ج ۲]

بشرطیکہ بولانا نہ ہو یعنی کلام نہ کیا ہو اور قبلہ سے نہ پھرا ہو، [رفعت قاسمی]

اگر قیام کی حالت میں التیحات پڑھ لی؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص حالت قیام میں التیحات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو، اور سورۃ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہیں ہے، اس لیے کہ تحریمہ اور سورۃ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التیحات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قراءت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے خواہ قراءت سے پہلے یا قراءت کے بعد اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیے اس لیے کہ قراءت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے۔ اور دوسری رکعت کی ابتداء بھی قراءت سے کرنا واجب ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدوں کے درمیان میں جلسہ نہ کرے (یعنی نہ بیٹھے) تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲]

اگر قعدہ اخیرہ بھول جائے؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے، سجدہ کرنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس کو بیٹھ جانا چاہیے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اس کی یہ نماز اگر فرض کی

نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہے کہ اس ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا لے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعت یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے، اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرضوں کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہیں بلکہ نفل ہو گئی ہیں۔ پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت نہیں، مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے، دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوگی۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، در مختار ص ۶۸۷ جلد اول]

مُسْتَلَمًا: اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ میں اس قدر بیٹھنے کے بعد جس میں التحیات پڑھی جاسکے کھڑا ہو جائے (بغیر التحیات کے) تو اگر سجدہ نہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر لے۔ اس لیے کہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی۔ اور اگر سجدہ سہو کر چکا ہو تو اس کو چاہیے کہ ایک رکعت اور ملا لے تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو، اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھیں تو فرض ہی رہیں گی، نفل نہ ہوں گی (کیونکہ قعدہ اخیرہ بالکل نہیں بھولا بلکہ جتنی دیر میں التحیات پڑھتے ہیں بیٹھا رہا)۔

عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر اور فجر کے فرضوں کے بعد قصد نفل پڑھنا مکروہ ہے، اگر سہو پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت نہیں ہے۔ اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں یہ ان سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر و مغرب و عشاء کے وقت مستنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا نئی تحریمہ سے ادا کرنا نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ [علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، ہدایہ ص ۱۰۷ جلد اول، بحر ص ۱۰۳ جلد ۲، عالمگیری ص ۶۶ جلد اول، فتاویٰ رحمیہ ص ۳۶ جلد ۳، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۷۱ جلد ۱۰، در مختار ص ۶۸۹ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۹۵ جلد ۲]

تین حالتوں کا ایک حکم

سوال: اگر آخری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھے یا سلام بھیر کر تشہد سجدہ سہو کا پڑھے۔ ایک صورت یہ کہ پورا کھڑے ہونے کے بعد فوراً بیٹھ گیا۔ دوسری شکل یہ کہ کچھ پڑھ کر، تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر تین حالات کا ایک حکم ہے یا مختلف؟

جواب: ہر سہ حالات میں بیٹھ کر پھر تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۳ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۷۰۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: نماز کے اندر آخری قعدہ کر کے نمازی کھڑا ہو گیا اور پھر یاد آنے پر بیٹھا تو اب سجدہ سہو کے واسطے دوبارہ التحیات پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قعدہ و تشہد پہلے ہو چکا بیٹھنے ہی سلام پھیر کر سجدہ سہو کر لے پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام ختم کا پھیرے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۵ جلد ۴، بحوالہ شامی ص ۷۰۰ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: قعدہ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد کچھ دیر تک سکوت کیا (خاموش رہا) اور سلام نہیں پھیرا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۰ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۷۰۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: قعدہ اخیرہ میں دومرتبہ التحیات پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۷۳ جلد ۳، عالمگیری ص ۱۱۹ جلد اول]

قعدہ (بیٹھنے) میں سہو کے مسائل

مَسْئَلَةٌ: فرض یا واجب یا سنن مودکہ چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کے تشہد کے بعد بھول کر اگر التحیات کے بعد چند الفاظ درود شریف کے پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۲ جلد ۴، بحوالہ رد المحتار ص ۶۹۴ جلد اول، کبیری ص ۴۶۰، شامی ص ۷۸۸ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے، وتر کی تین رکعات مثل مغرب کے ہے، اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔ پس اس میں اگر قعدہ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور سنن میں بھی چار رکعت والی میں بھی سجدہ سہو ہے۔ اور قعدہ اولیٰ کے ترک میں وہی احکام ہیں جو فرض کے قعدہ اولیٰ کے ترک میں، کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور اگر زیادہ قریب کھڑے ہونے کے ہو تو نہ بیٹھے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۴ جلد ۴، شامی ص ۶۲۳ جلد اول، در مختار ص ۶۸۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص پورا درود شریف یا اس کا نصف ﴿اللَّهُمَّ بَارِكْ سَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ﴾ تک مکرر (دوبارہ) قعدہ اخیرہ میں پڑھے، اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۱ جلد ۴، بحوالہ شامی ص ۶۹۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر درود شریف قعدہ اخیرہ میں بھول کر نہ پڑھا جائے اور دعائے ماثورہ پڑھتے وقت یاد آئے تو باقی ماندہ دعا کو چھوڑ کر درود شریف پڑھے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۲ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۳۵ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے نصف درود شریف پڑھ کر بھولے سے دعائے ماثورہ شروع کر دی پھر خیال آئے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ دعاء چھوڑ کر پہلے درود شریف پورا پڑھے اور اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [شامی ص ۴۳۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر مسبوق نے (جس کی کچھ رکعت رہ گئی تھیں) امام کے پیچھے قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھ کر درود شریف اور دعائے ماثورہ وغیرہ بھی پڑھ لی تو اس پر بعد میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۹۱]

مَسْئَلَةٌ: مقتدی نے امام کے پیچھے اگر سہواً تشہد نہیں پڑھا تو اعادہ لازم نہیں اور اگر عمداً چھوڑا ہے تو نماز تو اس صورت میں بھی ہوگئی، مگر لوٹانا نماز کا ضروری ہے تاکہ ترک واجب عمداً سے جو غفلت آگیا ہے وہ دور ہو جائے۔ [امداد الاحکام ص ۴۸۳ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے قعدہ اولیٰ یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھی اور اس کا کچھ حصہ چھوٹ گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے خواہ فرض نماز ہو یا نفل۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: قعدہ اولیٰ میں اگر کسی نے دو مرتبہ التحیات پڑھ لی تو سجدہ سہو کرنا واجب نہیں ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر قعدہ اولیٰ میں التحیات پڑھ کر کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا، اگر اس کی یہ خاموشی ایک رکن (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کے برابر ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے اور اگر ایک رکن سے کم خاموشی رہی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص التحیات پڑھنا بھول گیا اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر یاد آیا تو تشہد پڑھے اور سجدہ سہو کرے، پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: التحیات نفل واجب ہے، اکثر یا بعض حصہ چھوٹ جانے سے بھی سجدہ سہو لازم ہوتا ہے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۰ جلد ۵]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کے ذمہ سجدہ سہو واجب تھا اس کا التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرنا یا نہ رہا، یہاں تک کہ درود شریف پڑھنے کے بعد یاد آیا تو یاد آتے ہی اس وقت سجدہ سہو کر لے، پھر التحیات وغیرہ

پڑھ کر سلام پھیرے۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے قعدہ اخیرہ میں التحیات، درود شریف وغیرہ پڑھنے کے بعد سلام نہیں پھیرا بلکہ کسی سوچ میں دیر تک خاموش رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[شامی ص ۷۰۷ و فتاویٰ رحمہ ص ۱۹ ج ۵، عالمگیری ص ۸۲ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام کے پیچھے نماز میں کسی نے التحیات نہیں پڑھی تو اس کا لوٹنا ضروری نہیں ہے۔

اور نہ مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ [شامی ص ۶۹۵ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام نے سلام پھیر دیا اور مقتدی کی التحیات ابھی تک ختم نہیں ہوئی تھی تو مقتدی کو چاہیے کہ اپنی التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود و دعائے ماثورہ رہ گئی ہو تو اس کے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں ہے، امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے اور اگر امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا بہتر ہے اور اگر پوری کیے بغیر ہی امام کے ساتھ کھڑا ہو گیا جب بھی نماز ہو جائے گی۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۶۹ و امداد الفتاویٰ ص ۵۱۱ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر نماز میں کسی پر سجدہ سہو واجب ہوا اس نے سجدہ سہو کرنے کے بعد التحیات پڑھنے کے بجائے سورہ فاتحہ پڑھ ڈالی تو اس پر دوبارہ سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد پھر تشهد وغیرہ پڑھ کر نماز پوری کرے اس کی نماز صحیح اور درست ہے۔ [عالمگیری ص ۶۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے رکوع یا سجدہ میں التحیات پڑھ لی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

[طحاوی ص ۳۵۰ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر آخری التحیات کے بعد سہو (غلطی) ہو جائے تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے، نماز پوری ہوگی۔ [آپ کے مسائل ص ۳۶۸ ج ۳]

مَسْئَلَةٌ: اگر التحیات کی جگہ کوئی سورت پڑھ لیں یا التحیات غلط پڑھ لیں تو اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۰ ج ۳]

اذکار اور تسبیحات میں سہو کے مسائل

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے نماز میں ﴿اعُوذُ بِاللّٰهِ يَاسُمِ اللّٰهُ يَا اِنَّا﴾ ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ“

چھوڑی تو سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۵ ج ۱ آپ کے مسائل ص ۳۶۵ جلد ۱۳]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص رکوع یا سجدہ کی تسبیح پڑھنے کے بجائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ [ہدایہ ص ۱۶۰ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے بلند آواز سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ یَا بِسْمِ اللّٰهِ یَا اَمِیْن کہہ دی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے نماز کی حالت میں دوسرے شخص سے فاتحہ سن لی، اور اس کے وِلا الضالین کہنے پر نمازی نے آمین کہہ دی تو آمین کہنے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اسی طرح کسی شخص

کے دعا مانگنے پر نماز کی حالت میں آمین کہہ دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۷۶] مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ﴾ کو اس طرح پڑھتا ہو کہ ”لیسن“ سنائی دیتا ہو تو اس طرح پڑھنا اس شخص کا باعتبار قراءت کے غلط ہے، صحیح نہیں ہے، قراءت کے قاعدہ میں یہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ (پیش اور زیر) میں صرف بو او او اور یا، کی آجائے نہ یہ کہ صریح واو اور یا، یعنی ”ہو لیسن“ پڑھا جائے یہ بالکل غلط ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۸۸ جلد ۲]

مَسْئَلَةٌ: رکوع میں اتنی دیر ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے اور ایک مرتبہ ((سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ)) کہا جاسکے واجب ہے۔ اگر بھول کر اس کو چھوڑ دیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا، اور اگر قصد ایسا کیا تو دوبارہ نماز ضروری ہے۔ [المطاہد ص ۶۶ ج ۱]

(یعنی رکوع میں تسبیح پڑھنا تو سنت ہے، لیکن ایک تسبیح کی مقدار رکوع میں ٹھہرنا کہ ہر عضو اپنے موقع پر برقرار ہو جائے واجب ہے، اگر بھول کر اتنی دیر بھی رکوع میں نہ ٹھہر سکا تو سجدہ سہو واجب ہے، اور اگر قصد ایسا کیا تو نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

رکوع و سجدہ میں سہو کے مسائل

مَسْئَلَةٌ: ایک رکعت میں دو رکوع کرنے سے بھی سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز ٹوٹانی پڑے گی، لیکن اگر یہ مسئلہ نماز عیدین میں پیش آجائے تو بیجا اثر و حاکم اشیر کے ترک سجدہ سہو

سے نماز صحیح ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۹ جلد ۳ و رد المحتار ص ۵۰۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: کوئی شخص سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھنے کے بعد رکوع میں جانے کے بجائے بھول کر سجدہ

میں چلا گیا، اور دوسری رکعت سے پہلے یاد آیا تو اس کو چاہئے کہ اسی وقت اٹھ کر رکوع کرے اور پھر دوبارہ سجدہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے یاد نہیں آیا تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع تصور کیا جائے گا اور یہ دوسری رکعت بھی پہلی رکعت سمجھی جائے گی اور یہ دوسری رکعت کا عدم ہو جائے گی۔ اس کے عوض میں اور رکعت اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

[علم الفقہ ص ۱۱۹ جلد ۲، عالمگیری ص ۶۷ ج ۱، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۶ جلد ۴]

فَسَلِّتَ: اگر کسی رکعت میں بھول کر دو سجدوں کے بجائے تین سجدے کرے تو اس سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ [آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد ۳]

فَسَلِّتَ: اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کرے اور دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا دوسری رکعت کے بعد یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے سے پہلے یاد آ جائے تو اس سجدے کو ادا کرے اور سجدہ سہو کرے اور اگر قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد یاد آئے تو اس سجدے کو ادا کر کے پھر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ [بحر ص ۹۴ جلد ۲، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۲ جلد ۲، علم الفقہ ص ۱۱۸ جلد ۲، عالمگیری مصری ص ۱۱۸، فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۸ جلد ۲، کبیری ص ۳۵۵]

فَسَلِّتَ: اگر بھولے سے امام تیسرے سجدے میں چلا گیا تو مقتدی اس کا اتباع نہ کریں البتہ امام پر سجدہ سہو واجب ہوگا اور سجدہ سہو میں مقتدی اتباع کریں گے۔

[شان ص ۳۳۹ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۶ جلد ۴]

فَسَلِّتَ: اگر کسی نے نماز میں کسی رکن کو مقدم یا موخر کر دیا مثلاً پہلے سجدہ کر لیا بعد میں رکوع کر لیا، یا کسی رکن کو ٹکڑا کر لیا مثلاً دو رکوع کر لیے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[فتاویٰ عالمگیری ص ۶۹ جلد اول]

امام کے ساتھ رکوع یا سجدہ رہ گیا تو؟

فَسَلِّتَ: امام کے پیچھے نماز میں اگر کسی کا رکوع یا سجدہ چھوٹ جائے تو اسے چاہئے کہ جس وقت یاد آئے فوراً رکوع یا سجدہ کر کے امام کے ساتھ ہو جائے، اور اگر اس وقت نہیں کیا تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد رکوع یا سجدہ کر کے پھر سجدہ سہو (خود) کرے، اگر ان دونوں صورتوں میں سے

کوئی صورت اختیار نہیں کی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور اس نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہوگا۔

[مسائل مجددہ سہو بحوالہ عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: امام کے پیچھے کوئی واجب چھوٹ جائے مثلاً التحیات کے، تو اس کا اعادہ بعد میں نہیں ہے اور سجدہ سہو بھی اس پر واجب نہیں ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۰۴ جلد ۲ بحوالہ رد المحتار ص ۶۹۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام پر سجدہ سہو واجب ہو، اور اسے سجدہ سہو کرنا یاد نہیں رہا تو مقتدیوں پر سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔ [عالمگیری ص ۶۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر جماعت میں مقتدی سے سہو (غلطی) ہو تو نہ مقتدی پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اور نہ امام پر۔ [بدایہ ص ۱۰۶ جلد اول، بکیری ص ۴۶۴]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام بھول جائے تو مقتدی پر بھی اس کی اقتداء کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

[شرح نقایہ ص ۱۱۲]

مَسْئَلَةٌ: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

[بہشتی زیور ص ۶۶ جلد ۱۱ اوشای ص ۴۰۹ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: رکوع چھوٹ گیا یا صرف ایک ہی سجدہ کیا تو نماز کے اندر اندر فوت شدہ رکوع اور سجدہ ادا کر لے، اور پھر آخر میں سجدہ سہو کر لے تو نماز کی اصلاح ہو جائے گی۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۵ جلد ۵ و عالمگیری ص ۸۱ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر کوئی شخص قراءت کرنے کے بعد اور رکوع میں جانے سے پہلے ایک رکن کی مقدار یعنی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھا جاسکے، کھڑا سوچتا رہا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ [عالمگیری ص ۶۵ جلد اول، فتاویٰ رحمیہ ص ۱۸ جلد اول]

اگر رکوع میں سجدہ کی تسبیح پڑھ دی؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے رکوع میں سجدہ کی تسبیح یا سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھ دی تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے، البتہ مکروہ تنزیہی ہے یا دیا جائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو

جائے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۵ جلد ۲، رد المحتار بر حاشیہ شامی ص ۴۶۱ جلد اول، آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: رکوع کی تسبیح سجدہ میں کہہ رہا تھا، سجدہ ہی میں یاد آئے پر سجدہ کی تسبیح کہنی چاہیے تاکہ

سنت کے موافق ہو۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۵ جلد ۴]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں بہ مجبوری زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: رکوع میں بجائے تسبیح کے کوئی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پڑھ جائے تو سجدہ سہولاً لازم نہیں آتا کیونکہ رکوع کی تسبیح واجب نہیں ہے۔ اور تشہد (التحیات) واجب ہے اس میں ایسا کرنے سے یعنی تشہد چھوڑنے سے سجدہ سہولاً لازم ہوگا۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ جلد ۴ ہدایہ ص ۱۴۰ جلد اول باب سجود السہو]

مَسْئَلَةٌ: نماز میں تکبیر تحریمہ فرض ہے۔ اس کے علاوہ باقی نماز کی تکبیرات سنت ہیں۔ اس لیے اگر رکوع کو جاتے ہوئے تکبیر بھول گیا تو نماز ہوگئی، سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہے۔

[آپ کے مسائل ص ۳۱۵ جلد ۳]

اگر سجدہ کرنے میں شک ہو گیا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی شخص کو نماز میں یہ شک ہو کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو، پس ایسی صورت میں اگر کسی طرف ظن غالب نہیں ہے تو ایک سجدہ اور کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

[در مختار ص ۱۰۳ جلد اول، فتاویٰ دارالعلوم ص ۴۱۸ ج ۴]

سجدہ سہو میں شک ہو گیا تو؟

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی پر سجدہ سہو واجب تھا لیکن قعدہ اخیرہ میں اس کو سجدہ سہو کے بارے میں شک ہو گیا کہ میں نے سجدہ سہو کیا یا نہیں کیا تو ایسی صورت میں غلبہ ظن پر عمل کر لے، اور اگر کسی جانب رجحان نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں سجدہ سہو کرے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۴۸ بحوالہ شامی ص ۵۲۹ جلد اول]

تکبیرات کا صحیح طریقہ

سوال: تکبیر تحریمہ کب کہے ہاتھ باندھنے سے پہلے یا ہاتھ باندھ کر (۱) اگر امام کان تک ہاتھ اٹھانے کے بعد جب ناف تک پہنچے اس وقت تکبیر تحریمہ کہے تو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ (۲) اگر امام

صاحب کا ہاتھ ناف تک پہنچے اس وقت تکبیر تحریمہ کا ایک جزو کہے اور ہاتھ باندھنے کے بعد دوسرا جزو نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ غرض یہ کہ تکبیر تحریمہ کب شروع کرے اور کب ختم کرے، نیز رکوع و سجود کی تکبیرات کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ یا تکبیر اولیٰ اور رفع یدین کے بارے میں تین قول ہیں۔ (۱) پہلے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر (اللہ اکبر) شروع کرے اور تکبیر ختم ہوتے ہی ہاتھ باندھ لے۔ (۲) تکبیر اور رفع یدین دونوں ایک ساتھ شروع کرے۔ اور ایک ساتھ ختم کرے۔ (۳) پہلے تکبیر شروع کر کے فوراً ہاتھ اٹھا کر ایک ساتھ ختم کر دے۔

[بحر الرائق ص ۳۰۵ جلد ۱، شامی ص ۴۶۵ جلد اول]

مذکورہ تینوں صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت افضل ہے، تیسری صورت بھی جائز ہے مگر معمول بہا نہیں ہے۔ [حدایہ ص ۸۴ جلد اول]

اور جوہرہ میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اولاً نمازی دونوں ہاتھ اٹھائے جب دونوں ہاتھ کان کے محاذات میں پہنچ کر قرار پکڑیں تب تکبیر شروع کرے۔ [جوہرہ ص ۱۱۹]

صورت مسئلہ میں نماز ہوگئی لیکن ہاتھ باندھنے تک تکبیر کو موخر کرنے کی عادت غلط اور مکروہ ہے۔ یہ ثناء ﴿سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ الْخ﴾ پڑھنے کا عمل (جگہ) ہے نہ تکبیر کہنے کا، تکبیر ہاتھ باندھنے تک ختم ہونی چاہیے۔ ہاتھ باندھنے تک موخر کرنے میں یہ بھی خرابی ہے کہ اونچا سننے والا اور بہرا مقتدی امام کی رفع یدین کو دیکھ کر تکبیر تحریمہ کہہ لے گا تو امام سے پہلے تکبیر کہنے کی بناء پر اس کی اقتداء اور نماز صحیح نہ ہوگی، کیونکہ اگر تکبیر کا پہلا لفظ ”اللہ“ کہنے میں مقتدی سبقت کرے یا لفظ ”اللہ“ امام کے ساتھ شروع کرے مگر لفظ ”اکبر“ امام کے ختم کرنے سے پہلے ختم کر دے، تب بھی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ [در مختار مع شامی ص ۴۲۸ ج ۱] لہذا امام کو یہ عادت چھوڑ دینی چاہیے۔

جواب (۲): رکوع و سجود کی تکبیرات کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رکوع کے لیے جھکنے کے ساتھ تکبیر شروع کرے اور (رکوع میں پہنچتے ہی) ختم کرے، اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت بھی تکبیر شروع کرے اور (سجدہ میں پہنچتے ہی) ختم کرے، رکوع و سجود میں پہنچ کر تکبیر کہنا خلاف سنت اور مکروہ ہے اور اس میں دو کراہت لازم آتی ہیں، ایک کراہت ترک محل کی کیونکہ یہ تکبیریں تکبیرات انتقال کہلاتی ہیں، رکوع اور سجدہ کی طرف منتقل ہونے یعنی رکوع کے نیچے جھکنے اور سجدہ میں

جانے کے وقت ان کو کہنا چاہیے تھا، یہ ان کا محل تھا جس کو ترک کر دیا۔ دوسری کراہت اداۓ بے محل کی یعنی جس وقت تکبیر کہہ رہا ہے وہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ يَا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى﴾ کہنے کا وقت تھا، تکبیر کہنے کا وقت نہیں تھا، اس وقت تکبیر بے محل ہے۔ [منیۃ المصلیٰ ص ۸۸، کبیری ص ۳۴۵] مختصر یہ کہ امام کا یہ عمل خلاف سنت ہے۔ انہیں سنت کے مطابق عمل کرنا لازم ہے۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۲۳۳ جلد اول ص ۲ جلد ۲]

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے یا چھوڑ دے؟

مَسْئَلَةٌ: تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں دعائے قنوت سے قبل، اسی طرح نماز عیدین کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر باندھ لیے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کسی سے ثابت نہیں ہے، اختلاف اس بات میں ہے کہ ثناء اور قراءت پڑھنے کی حالت میں ہاتھ باندھے جائیں یا چھوڑیں رکھے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۷۷ جلد ۳، نور الایضاح ص ۶۷ و امداد الاحکام ص ۶۱۵ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر تکبیر تحریمہ کھڑے کھڑے کہی اور پھر توقف نہ کیا، قیام اور تکبیر دونوں کا فرض (اتنی مقدار کھڑے رہنے سے) ادا ہو چکا، بعد اس کے قیام میں توقف کرنا اس کو لازم نہیں، اس لیے کہ جس قدر قیام پایا گیا وہ ہی کافی ہے۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۳۱۴ جلد ۳، و فتاویٰ قاضی خاں ص ۷۷ جلد اول]

(یعنی مقتدی نے قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہی، اس کے بعد بلا توقف رکوع میں چلا گیا اور امام کو رکوع میں پایا تو بحالت قیام تکبیر کہنے کی مقدار کافی ہے۔ [محمد رفعت قاضی غفرلہ])

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی نے تکبیر تحریمہ بحالت قیام نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے اور رکوع میں جاتے ہوئے کہی ہے اس لیے وہ نماز میں داخل نہیں ہوگا، جب داخل ہونا نماز میں صحیح نہ ہو تو رکعت کیسے معتبر ہوگی بلکہ نماز ہی صحیح نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ نماز میں داخل ہونے کی شرط تکبیر کا بحالت قیام میں کہنا ہے، لہذا اگر قیام میں ”اللہ“ کہا اور رکوع میں ”اکبر“ کہا تو نماز میں داخل نہیں ہوگا۔

[فتاویٰ رحمیہ ص ۳۱۵ جلد ۳ و فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۱ ج ۲]

مَسْئَلَةٌ: بعض مقتدی ایسی غلطی کر لیتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی ”اللہ اکبر“ کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ ”اللہ“ ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ ”اللہ“ کہہ دیتے ہیں۔

ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا ان مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ پھر دوبارہ ”اللہ اکبر“ کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔ [صغریٰ ص ۱۳۳]

فَسَيُكَلِّمُكَ: جب کوئی امام کے ساتھ رکوع میں آ کر شامل ہو تو تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔ اگر ہاتھ نہ باندھے اور ویسے ہی رکوع یا سجدے میں چلا گیا تو بھی نماز صحیح ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۹ جلد ۳، ج ۱، ص ۳۲۰]

فَسَيُكَلِّمُكَ: جب امام رکوع میں ہو تو آنے والے کو تکبیر تحریمہ کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں جانا چاہیے، یہ طریقہ مسنون ہے لیکن اگر صرف تکبیر تحریمہ کہہ کر بغیر دوسری تکبیر کہے رکوع میں چلا گیا اور امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو وہ رکعت اس کو مل گئی اور نماز بھی صحیح ہو گئی۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۸ جلد ۳ و شامی ص ۴۳۳ ج ۱]

فَسَيُكَلِّمُكَ: مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلاتا خیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں، رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ، سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ، غرضیکہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں، اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں، سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں، ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیے۔

[علم الفقہ ص ۹۸ ج ۲]

بعد میں آنے والا رکوع میں کس طرح جائے؟

فَسَيُكَلِّمُكَ: حکم یہ ہے کہ بعد میں آنے والا شخص کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ کر رکوع میں چلا جائے، تکبیر کے بعد قیام کی حالت میں ٹھہرنا کوئی ضروری نہیں۔ پھر امام کو عین رکوع کی حالت میں جا ملا، تو رکعت مل گئی خواہ اس رکوع میں جانے کے بعد امام فوراً ہی اٹھ جائے اور اس کو رکوع کی تسبیح پڑھنے کا موقع بھی نہ ملے۔ (جب بھی رکعت کا ملنا شمار ہوگا)۔ اور اگر ایسا ہوا کہ اس کے رکوع میں پہنچنے سے پہلے امام رکوع سے اٹھ گیا تو رکعت نہیں ملی۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۱ جلد ۳]

رکوع وسجود کی تسبیحات زور سے پڑھیں یا آہستہ؟

مَسْئَلَةٌ: فرض وغیرہ میں ثناء اور رکوع وسجود کی تسبیحات وغیرہ یا تلاوت قرآن کریم، ذکر واوراد اور وظیفہ وغیرہ اس قدر زور سے پڑھنا کہ دوسروں کی توجہ بٹے، نماز پڑھنے والوں کو خلجان، وہ بھول جائیں یا ان کے خشوع وخضوع میں، یا اعتکاف کرنے والوں کی یکسوئی میں فرق آئے، یا سونے والوں کی نیند میں خلل پڑے، (اس طرح پڑھنا) درست نہیں، گناہ کا موجب ہے۔ (یعنی بعض حضرات کی عادت ہوتی ہے کہ نمازوں میں ثناء اور رکوع وسجود کی تسبیحات و تکبیرات انتقالات وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں کہ قریب والوں کو حرج ہوتا ہے)۔ لہذا ایسی عادت چھوڑ دینی چاہیے کہ حرج ہو۔ [فتاویٰ رحمیہ ص ۲۳ جلد ۳ شامی ص ۶۱۸ جلد اول]

تکبیرات میں سہو کے مسائل

مَسْئَلَةٌ: ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے وقت مثلاً رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت یا سجدہ سے اٹھتے وقت جو تکبیرات یعنی ”اللہ اکبر“ کہی جاتی ہیں، ان تکبیروں میں سے کوئی تکبیر کہنا بھول گیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں، البتہ عیدین کی نمازوں میں دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر چھوڑ دی تو سجدہ سہو واجب ہوگا، مگر چونکہ عیدین کی نمازوں میں مجمع زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے سجدہ سہو راجح قول کے مطابق نہیں ہے۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۵ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۳۷۱ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: کسی شخص نے تکبیر تحریمہ کے ساتھ نماز شروع کی اور قرات بھی کر لی، اس کے بعد تکبیر تحریمہ کے بارے میں شک ہوا تو اس نے دوبارہ تکبیر تحریمہ کہی اور قراءت پھر دوبارہ شروع کی، اس کے بعد خیال آیا کہ تکبیر تحریمہ تو شروع میں کہہ لی تھی تو اس کے اوپر اخیر میں سجدہ سہو واجب ہے۔ [مسائل سجدہ سہو ص ۷۰ بحوالہ مبسوط ص ۲۳۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر امام بھول کر پہلی رکعت یا تیسری میں بیٹھ گیا پیچھے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا یا خود ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہیے۔ [کبری ص ۳۱۳]

مُسبوق و لاحق کی تعریف اور متعلقہ مسائل

مُسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو نماز کا کچھ حصہ یا اکثر حصہ امام کے ساتھ نہ مل سکے۔
مُسبوق کا حکم یہ ہے کہ اس کا جتنا حصہ نماز کا امام کے ساتھ رہ گیا ہو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھے گا، یہ بالکل منفرد (تہا نماز پڑھنے والے) کے حکم میں ہوتا ہے۔ جس طرح منفرد آدمی نماز پڑھنے میں ثناء (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ الْخ تَعُوذُ أَعُوذُ بِاللَّهِ الْخ تَسْمِیہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الْخ﴾ اور قراءت کرتا ہے، اسی طرح یہ بھی باقی ماندہ نماز میں کرے گا، اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۹۶ جلد ۲]

مدرک وہ شخص جس کو شروع سے آخر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے۔ اور اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔ [علم الفقہ ص ۷ جلد ۲]

لاحق وہ ہوتا ہے جو امام کے ساتھ ابتداء میں شریک ہوتا ہے، لیکن کسی عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے امام کے ساتھ اقتداء کرنے کے بعد اس کی بعض رکعات یا تمام رکعات رہ جائیں، مثلاً غفلت کی وجہ سے، یا بھیڑ کی وجہ سے یا حدیث لاحق ہونے (بے وضو ہو جانے) کی وجہ سے، یا بلا عذر کے، مثلاً اپنے امام سے پہلے رکوع، سجود کر لیا، اور اس طرح وہ رکعت رہ گئی، یا مقیم شخص جو مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے، یا نماز خوف میں پہلی ایک یا دو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھتا ہے یہ لاحق ہوگا۔ اس کا حکم مقتدی کا سا حکم ہوتا ہے یہ باقی ماندہ نماز میں قراءت نہیں کرے گا، نہ سجدہ سہو کرے گا (اگر بھول گیا اور سجدہ سہو اس پر واجب ہوا) اور نہ اس کا فرض اقامت کی نیت سے تبدیل ہوگا۔ ایسا شخص مسبوق کے برعکس پہلے اس حصہ کو قضاء کرے گا جو امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ گیا ہے۔ اور اگر جماعت باقی ہے تو یہ امام کے ساتھ شریک ہوگا۔

لاحق سے جو رکعت رہ گئی ہیں ان میں وہ مقتدی سمجھا جائے گا اور امام کے ساتھ جیسے مقتدی قراءت نہیں کرتا، ایسے ہی لاحق بھی قراءت نہیں کرے گا بلکہ سکوت (خاموشی) اختیار کرے گا۔ اور خاموش کھڑا رہے گا، اور اگر اس سے سجدہ سہو ہو جائے گا تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

[علم الفقہ ص ۹۶ جلد ۲]

فَیَسْتَلِیْہِ : مسبوق سے جو رکعتیں رہ گئی ہوں ان کو اس طرح ادا کرے، پہلے قراءت والی رکعت

پڑھے اور پھر وہ رکعت جو بغیر قراءت کے ہوں، اور قعدہ میں ان رکعات کے مطابق بیٹھنا ہوگا جو امام کے ساتھ پڑھی ہیں۔ مثلاً ظہر کی تین رکعات ہونے کے بعد وہ امام کے ساتھ شریک نماز ہوا ہو۔ اس کو ایک ہی رکعت امام کے ساتھ ملی ہو، اب یہ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ دوسری سورت ملا کر پڑھے گا اور پھر قعدہ میں بیٹھے گا، اور پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد اور سورت ملائے گا قعدہ نہ کرے گا، کیونکہ اس کی یہ تیسری رکعت بنتی ہے، چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت نہ ملائے اور قعدہ میں نہ بیٹھے یہ آخری قعدہ ہوگا۔ [کتاب الفقہ ص ۷۲۱ جلد اول و نظم الفقہ ص ۹۷ جلد ۲ فتاویٰ دارالعلوم ص ۷۷ جلد ۳ و رد المحتار ص ۵۵۷ ج ۵۵۷ فتاویٰ رحیمیہ ص ۳۴۴ جلد ۴]

(نوٹ: تفصیل آگے مسئلہ میں آرہی ہے)۔

مَسْئَلَةٌ: مقتدی چار رکعت والی نماز میں جماعت کے ساتھ ایک رکعت پائے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اول کی دو رکعت میں قراءت پڑھے گا۔ اور آخر کی ایک رکعت میں صرف الحمد پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۴ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: اگر چار رکعت والی نماز میں جماعت کے ساتھ صرف دو رکعت ملی ہیں تو امام کے سلام کے بعد باقی دو رکعت میں الحمد اور سورت دونوں پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۸ جلد ۳ بحوالہ رد المحتار ص ۵۵۷ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: اگر ایک رکعت رہ گئی ہو تو اٹھ کر (امام کے سلام کے بعد) جس طرح رکعت پڑھی جاتی ہے۔ سبحانک اللهم سے شروع کر دے اور سورہ فاتحہ اور دیگر سورت پڑھ کر رکعت پوری کرے۔ اور اگر دو رکعتیں رہ گئی ہوں تو اٹھ کر پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھے یعنی پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ سے شروع کرے اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھ کر رکوع کرے، دوسری رکعت سورہ فاتحہ سے شروع کرے۔ اور اگر تین رکعت رہ گئی ہوں تو پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ شروع کر کے سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ کرے۔ دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور تیسری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور آخری قعدہ کرے۔

[آپ کے مسائل ص ۲۹۰ ج ۳]

مَسْئَلَةٌ: باقی ماندہ رکعتیں قراءت کے اعتبار سے تو پہلی ہوتی ہیں لیکن التیات میں بیٹھنے کے لحاظ سے یہ رکعتیں آخری ہیں، پس اگر امام کے ساتھ ایک رکعت ملی ہو تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ

کرنا ضروری ہے اور باقی دو رکعتیں ایک قعدہ سے ادا کرے۔ [آپ کے مسائل ص ۲۹۰ جلد ۳]
 ۱۱۱۱: جس کو مغرب کی دو رکعت امام کے ساتھ ملی تو وہ قعدہ میں امام کے ساتھ صرف التیحات
 پڑھ کر خاموش بیٹھا رہے، پھر جب ایک رکعت باقی ماندہ ادا کرے، اس وقت سب کچھ پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۳ ج ۳، غنیۃ المستملی ص ۴۴۱]

۱۱۱۲: مغرب کی نماز میں جب امام کے ساتھ ایک رکعت آخر کی ملی تو باقی دونوں رکعتوں میں
 بیٹھنا اور التیحات پڑھنی ہوگی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ جلد ۳، فتاویٰ ردیہ ص ۳۴۴ جلد ۴]

۱۱۱۳: جس شخص کو چار رکعت والی نماز میں مثلاً ظہر یا عصر میں ایک رکعت امام کے ساتھ ملے تو
 وہ شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی ماندہ رکعات اس طرح ادا کرے کہ اٹھ کر تعوذ اور
 ثناء پڑھ کر الحمد اور سورت اس رکعت میں پڑھے اور رکوع و سجدہ کر کے بیٹھ جائے اور التیحات
 پڑھے کیونکہ اس کی دوسری رکعت ہوگئی۔ ایک امام کے ساتھ اور ایک خود اٹھ کر پڑھی۔ التیحات
 پڑھ کر اٹھ جائے اور الحمد اور سورت پڑھ کر رکوع و سجدہ کرے۔ یہ اس کی تیسری رکعت ہوئی، سجدہ
 کے بعد فوراً اٹھ کر چوتھی رکعت صرف الحمد کے ساتھ پڑھے، یہ چوتھی رکعت ہوگئی۔ رکوع و سجدہ
 کر کے التیحات اور درود شریف اور دعا (رَبَّنَا آتِنَا لَیْلًا وَنَهَارًا سَلَامًا) پڑھ کر سلام پھیر دے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۷ ج ۳، رد المحتار ص ۵۵۷]

۱۱۱۴: عصر کی ایک رکعت پانے والے کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر
 قعدہ درمیانی کرنا ہوگا۔ اور پھر دو رکعت پڑھ کر آخر میں بیٹھنا ہوگا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۶ ج ۳، بحوالہ
 رد المحتار ص ۵۵۷]

۱۱۱۵: اگر مسبوق سے رکعت میں کوئی فرض چھوٹ گیا، اگر اس نے اس فرض کا اعادہ نہیں کیا تو
 نماز پھر سے پڑھے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۰ ج ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۴۱۱ ج ۱]
 ۱۱۱۶: اگر کسی کو مغرب کی نماز امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی اور دو رکعتیں چھوٹ گئیں تو
 امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعت اس طرح پوری کیں کہ درمیانی قعدہ اولی نہیں کیا تو
 اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سجدہ سہو نہ کیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۷ ج ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۶۹۵ جلد اول]

۱۱۱۷: امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس نے سجدہ سہو کیا، اس کے بعد التیحات پڑھنے کی حالت میں

کسی نے اقتداء کی تو یہ اقتداء درست اور صحیح ہے۔ بعد میں اس کے ذمہ سہو واجب نہیں ہے۔

[شامی ص ۵۲۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: امام پر سجدہ سہو واجب تھا اس لیے اُس نے سجدہ سہو کیا، جب دوسرے سجدہ میں تھا تو کسی نے آکر اس کی اقتداء کی یعنی دوسرے سجدہ سہو کے سجدہ میں آکر شریک ہو گیا تو پہلے سجدہ کی قضاء اس کے ذمہ نہیں ہے۔ [عالمگیری ص ۶۶ جلد اول و مسائل سجدہ سہو ص ۸۶]

مَسْئَلَةٌ: جو شخص جماعت میں کچھ رکعت ہونے کے بعد شامل نماز ہوا، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اپنی نماز پوری کر لی۔ اگر کسی سبب سے امام کی نماز نہیں ہوئی تو مسبوق (بعد میں شریک ہونے والے) کی بھی نماز اس صورت میں نہ ہوگی یعنی مسبوق کی نماز امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۱۹ جلد ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۵۵۳ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: مسبوق کو حکم یہ ہے کہ جس وقت رکعت باقی ماندہ پڑھنے کے لیے کھڑا ہو، اس وقت ثناء و تعوذ پڑھے اور جس وقت امام کے ساتھ شریک ہو اس وقت نہ پڑھے چاہے قراءت جہری ہو یا سری، پھر جب اپنی رکعت پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو اس وقت پڑھے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۲ جلد ۳، بحوالہ رد المحتار ص ۳۵۶ ج ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر جہری نماز تہا پڑھے تو آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ جب کہ دوسروں کے لیے جہری یعنی بلند آواز سے قراءت کرنا تکلیف دہ نہ ہو۔

مَسْئَلَةٌ: اگر سب کی نمازیں قضاء ہو گئی ہوں تو پھر امام زور سے ہی پڑھے۔

[ہدایہ ص ۷۴ جلد اول۔ شرح نقایہ ص ۸۲ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: مسبوق (کچھ رکعت نکلنے کے بعد شامل ہونے والے) نے اگر سہو (بھولے سے) امام کے ساتھ سلام پھیر دیا خواہ ایک طرف یا دونوں طرف اس طرح کہ مسبوق کا سلام امام کے سلام کے کچھ بعد واقع ہوا جیسا کہ عادت ہے یعنی بعد میں ہی سلام پھیرا جاتا ہے، تو مسبوق اٹھ کر اپنی باقی رکعات پوری کر سکتا ہے، نماز اس کی فاسد نہیں ہوئی۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۸ جلد ۳، رد

مختار باب جود السہو ص ۶۹۶ ج ۱، امداد الفتاویٰ ص ۵۱۲ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۸۵ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: مسبوق نے امام کے ساتھ سلام پھیر دیا، اگر وہ مسبوق دوسرے کے بتلانے سے اور یا د دلانے سے اٹھا اور خود بھی اس کو یاد دلانے سے یاد آ گیا اور اسی بناء پر وہ اٹھا تو سجدہ سہو کرنے سے

اس کی نماز ہو گئی۔ اور ایسی حالت میں ایسا ہی کرنا چاہئے کہ اگر کوئی شخص بتلا دے اور یاد دلا دے تو خود یاد کر کے اپنی یاد پر اس فعل کو کرے تاکہ نماز میں کچھ خلل نہ ہو۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۳ جلد ۳، رد المحتار ص ۵۸۱ جلد اول، فتاویٰ محمودیہ ص ۱۳۰ جلد ۲]

(اگر بتلانے اور یاد دلانے پر فوراً کھڑا ہو گیا، اپنی یاد سے کام نہ لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، ایسی حالت میں یہ ہی شکل کرنی چاہئے کہ بتلانے پر اپنی یادداشت پر زور ڈال کر اپنی رائے کے مطابق اٹھ کر پوری کر کے عہدہ سہو کر لے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

مَسْبُوقٌ: مسبوق بغیر کسی کلام کیے اور کچھ بولے بغیر اگر اٹھ گیا (رکعت پوری کرنے کے لیے) اگرچہ سلام پھیر دیا اور ہاتھ اٹھا کر (عربی میں) دعا بھی مانگ لی، اس کی نماز ہو گئی۔ آخر میں عہدہ سہو کر لے۔ (یعنی باقی ماندہ رکعت پوری کر کے)۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۸۲ جلد ۳، رد المحتار ص ۵۶۰ جلد اول باب الاختلاف]

باقی ماندہ نماز پڑھنے والے کی اقتداء کرنا؟

مَسْبُوقٌ: مسبوق کا اقتداء (جو شخص امام کے سلام کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو اور کوئی آکر اس کے پیچھے نیت باندھ لے) درست نہیں ہے وہ بحالت انفراد بعد فراغ امام کے دوسروں کا امام نہیں ہو سکتا۔ [فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۶ جلد ۳]

(یعنی اپنی بقیہ نماز پوری کرنے کی حالت میں کسی کا امام نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود امام سابق کا مقتدی ہے اپنی رکعت پوری کر رہا ہے۔ [محمد رفعت قاسمی غفرلہ]

ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرا مسبوق اپنی فوت شدہ رکعتیں پوری کرے؟

سوال: دو آدمی ایک ساتھ جماعت میں شریک ہوئے، امام کے سلام کے بعد اپنی بقیہ رکعتوں میں شک ہوا کہ کتنی رکعتیں فوت ہوئی ہیں؟ تو اس نے اپنے ساتھی کو دیکھ کر اس کے مانند اپنی نماز ختم کی تو نماز صحیح ہوئی یا دہرائی پڑے گی؟

جواب: صورت مسئلہ میں نماز صحیح ہوگی، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، ہاں اگر اس نے ساتھی کی امامت سے اقتداء کی ہے تو نماز نہیں ہوگی۔

[فتاویٰ رحمہ ص ۱۳۸ جلد اول بحوالہ درمختار شامی ص ۵۵۸ جلد اول]

حرم شریف میں بھیڑ کے وقت مسبوق کے لیے حکم

سوال: حرم شریف میں حجاج کو اکثر دروازے میں جہاں سے لوگوں کی آمد و رفت ہے نماز کے لیے جگہ ملتی ہے (اور جس کی رکعت نکل جاتی ہے) امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کو پڑھنا دشوار ہو جاتا ہے لوگ باہر نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں مسبوق امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑے ہو کر اپنی فوت شدہ نماز جلدی سے پڑھ کر امام کے سلام کے بعد لوگوں کے اٹھنے سے پہلے فارغ ہو جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: ایسے حالات میں جب کہ فوت شدہ رکعتیں پڑھنے کا امکان نہ ہو تو امام کے ہمراہ قعدہ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے اور اپنی فوت شدہ رکعتیں جلدی سے ادا کر لے، نماز صحیح ہو جائے گی۔ (کبیری ص ۳۳۹ میں ہے کہ ”خطرہ ہے کہ لوگ اس کے سامنے سے گزریں گے یا اس طرح کا کوئی اور خدشہ ہے تو اس وقت یہ بات مکروہ نہیں ہے کہ امام جب قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھ چکے یعنی اتنی دیر گزر جائے جتنی دیر میں التحیات پڑھی جاسکتی ہے تو وہ (مقتدی) کھڑا ہو جائے مگر اس کا پورا خیال رکھے کہ اس سے پہلے (یعنی جتنی دیر میں التحیات پڑھی جاتی ہے اس سے پہلے) ہرگز کھڑا نہ ہو۔ [فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: عمیدین، جمعہ وغیرہ کے نجوم (بھیڑ) میں تنگی کی وجہ سے پچھلے صف والے اگلی صف والوں کی (اگر جگہ نہ ہو تو) پشت پر بھی سجدہ کر سکتے ہیں۔ [شرح نقیہ ص ۷۹ ج ۱، کبیری ص ۲۸۶]

نوٹ: ان دونوں مسائل کا ہر جگہ فائدہ نہ اٹھایا جائے تاکہ عوام الناس پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ [محرر فتاویٰ غفرلہ]

مسبوق پر سجدہ سہو کا حکم

مَسْئَلَةٌ: مسبوق جس کی رکعت امام کے ساتھ رہ گئی ہو وہ اپنے امام کے ساتھ ہر حال میں سجدہ سہو کرے گا، خواہ یہ بھول امام سے اس کے ملنے سے پہلے ہوئی ہو، یا اس کے ملنے کے بعد ہوئی (امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرے گا بلکہ صرف سجدہ سہو میں شریک ہوگا) سجدہ سہو کے بعد جب امام سلام پھیرے گا تو اس کے بعد مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پورا کرے گا اور اگر

مبسوق اپنی ان چھوٹی ہوئی رکعتوں میں جن کو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کر رہا ہے، کوئی سجدہ سہو واجب کرنے والی غلطی ہو جائے، یہ اس میں تنہا الگ سے سجدہ سہو کرے گا، اس لیے کہ یہ اپنی ان رکعتوں میں منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) کے حکم میں ہے۔ [در مختار ص ۶۸۳ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۹۱ جلد ۳ بحوالہ شامی ص ۵۵۵ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۵۵ ج ۱۳ و مبسوط ص ۲۲۹ جلد اول]

یعنی الگ سے اس کو آخر میں دوبارہ سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ [رفعت قاسی]

منفرد و مقتدی پر سجدہ سہو کا حکم

مَسْئَلَةٌ: واجب کے چھوڑنے سے سجدہ سہو منفرد پر بھی واجب ہوتا ہے اور مقتدی پر بھی، مگر مقتدی پر اس کے امام کے سہو کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر اس کا امام سجدہ سہو کرے گا تو اس کی پیروی میں مقتدی کو بھی کرنا ہوگا، مقتدی کے خود اپنے سہو (غلطی) سے اس پر سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے۔ (یعنی امام کے پیچھے اگر مقتدی سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو مقتدی پر سجدہ سہو نہیں ہے، ہاں مبسوق پر ہے یعنی جس کی رکعت رہ گئی ہو) نہ سلام سے پہلے نہ سلام کے بعد کیونکہ اگر سلام سے پہلے مقتدی سجدہ سہو کرے گا تو امام کی مخالفت لازم آئے گی اور امام کے سلام کے بعد وہ نماز سے نکل چکا ہوگا۔ [در مختار ص ۶۸۳ جلد اول و آپ کے مسائل ص ۳۶۳ جلد ۳]

مقیم، مقتدی، مسافر امام کے پیچھے سجدہ سہو کیسے کرے؟

مَسْئَلَةٌ: ایک مقیم، ایک مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا تھا، امام سے بھول (غلطی) ہو گئی اور اس نے سجدہ سہو کیا، تو اب سوال یہ ہے کہ مقیم مقتدی کیا کرے؟

اس میں دو قول ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ وہ اپنے امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ مقیم مقتدی سجدہ سہو میں امام کی پیروی نہ کرے، بلکہ امام کے سلام کے بعد جس وہ اپنی بقیہ رکعتیں پوری کر لے تب وہ سجدہ سہو کرے۔ [در مختار ص ۶۸۴ جلد اول]

لاحق پر سجدہ سہو کا حکم

مَسْئَلَةٌ: لاحق پر بھی (جو امام کے ساتھ نماز میں تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتا ہے، لیکن کسی عذر کی

وجہ سے یعنی وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے کچھ رکعتیں نکل گئیں تو) اپنے امام کے بھول ہو جانے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے مگر لاحق اپنی نماز کے آخر میں سجدہ سہو کرے گا، اگرچہ اس نے سجدہ سہو کر لیا تھا تو بھی اپنی نماز کے آخر میں دوبارہ سجدہ سہو کرے گا، اس لیے کہ ملنے کے وقت اس نے عزم کیا تھا کہ وہ پوری نماز میں اپنے امام کی پیروی کرے گا اور جب اس کے امام نے اخیر میں سجدہ سہو کیا ہے تو یہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ [در مختار ص ۶۸۴ ج ۱]

مسئلہ: اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے، اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، مگر اس میں امام کی متابعت کا خیال رکھے، بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال: عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شریک ہو اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا، اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھیں اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قراءت نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے۔ اس لیے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لیے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی اس لیے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ [علم الفقہ ص ۹۷ جلد ۲ و رد المحتار وغیرہ و نماز مسنون ص ۱۲۸]

مسئلہ: نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق کا حکم رکھتا ہے جو باقی ماندہ ایک یا دو رکعت بغیر قراءت کے ادا کرے گا۔ اور نماز خوف میں دوسرا گروہ مسبوق کا حکم رکھتا ہے۔ جو اپنی باقی ماندہ نماز منفرد کی طرح پڑھے گا۔ [نماز مسنون ص ۸۲ تا ۸۴]۔ اسی طرح جو مقیم شخص مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھتا

ہے وہ مسافر امام کی نماز ختم کرنے کے بعد لاحق ہوگا۔ [بحوالہ مسلم ص ۲۲۰ جداول واعلاء السنن ص ۱۳۷]

فَسَيُكَلِّمُ: امام نے سلام کے کچھ دیر بعد سجدہ کیا تو مسبوق کیا کرے؟

فَسَيُكَلِّمُ: امام پر سجدہ ہو واجب تھا اس کو یا نہیں رہا اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا اور مسبوق (بعد میں شامل ہونے والا) اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ مجھ پر سجدہ ہو واجب تھا (امام نے کلام نہیں کیا اور قبلہ سے بھی نہیں ہٹا تھا) لہذا امام فوراً سجدہ ہو میں چلا گیا تو اس مسبوق کو چاہیے کہ اگر اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اسے آئے اور امام کے ساتھ سجدہ ہو میں شریک ہو جائے اور پھر جس وقت امام آخری سلام پھیرے تو اٹھ کر بقیہ اپنی نماز پوری کر لے۔ اور اس درمیان جو مسبوق نے قیام قرأت اور رکوع کیا ہے وہ کالعدم تصور کیا جائے گا اور اگر مقتدی نے اوٹ کر امام کے ساتھ ہو نہیں کیا جب بھی نماز صحیح ہو جائیگی، لیکن اخیر میں سجدہ ہو کر نا واجب ہوگا البتہ اگر وہ مسبوق اپنی باقی ماندہ رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو پھر نہ لوٹے ایسی صورت میں اگر لوٹے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۶ جداول]

فَسَيُكَلِّمُ: اگر کسی مسبوق نے امام کے ساتھ سجدہ ہو نہیں کیا اور اٹھ کر اپنی بقیہ رکعتیں پوری کرنے لگا اور پھر اس سے بھی کوئی سب (غلطی) ہو گیا تو ایک ہی مرتبہ اخیر میں سجدہ ہو کر لینا کافی ہے البتہ وہ مسبوق سلام کا انتظار کیے بغیر اٹھ جانے پر گنہگار ہوگا۔ [فتاویٰ عالمگیری ص ۶۶ جداول]

امام کو سہو ہونے کے بعد وضو بھی ٹوٹ گیا؟

فَسَيُكَلِّمُ: کسی امام کو نماز میں سہو ہوا اور اس کے بعد اس کو حدث بھی لاحق ہو گیا یعنی وضو بھی ٹوٹ گیا، امام نے صف میں سے ایک مسبوق کو (جس کی رکعت نفل گئی ہو) اپنی جگہ خلیفہ (امام) بنا دیا تو وہ مسبوق سلام تک نماز پوری کر دے لیکن سلام نہ پھیرے جس وقت سلام پھیرنا ہو تو کسی مدرک کو (جس کو پوری نماز ملتی ہے) آگے کر دے اور وہ مدرک آ کر سجدہ ہو کرے اور پھر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے مسبوق بھی اس کے ساتھ سجدہ ہو کرے گا۔ [عالمگیری ص ۶۶]

نماز میں حدث (بے وضو) ہو جانے کا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر

حدث اصغر ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں، اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لیے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ۔ جنون بے ہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، پاخانہ، مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہیں ہوگی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کر لے اور اگر نماز کا اعادہ کر لے تو بہتر ہے۔

اس صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

- ① کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔
- ② کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے۔ مثلاً جب وضو کو جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کر لے، اس لیے کہ قراءت نماز کا رکن ہے۔
- ③ کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔
- ④ بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لیے جائے، ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔
- ⑤ مقتدی کو ہر حال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہیں پڑھنا جہاں پہلے شروع کی تھی۔

⑥ امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

منفرد ہو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحب کے ساتھ کرنا چاہیے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے، پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے، حاصل یہ کہ جس قدر حرکت

سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے، بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی نماز تمام کر لے چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے۔

مُسْتَعْلَمٌ: امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے لیے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امام کے لائق سمجھتا ہو، اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے، مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اوپر باقی ہیں رکعتوں کے لیے انگلی سے اشارہ کرے، مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھاوے، دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر، قراءت باقی ہو تو منہ پر، سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر، پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے، اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کر لے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، چاہے کرے اور چاہے نہ کرے، بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ [شامی وغیرہ]

مُسْتَعْلَمٌ: خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کر لے، تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترہ سے آگے نہ بڑھا ہو، اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہیئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کر لے۔

مُسْتَعْلَمٌ: مقتدی کو ہر حال میں اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہیئے، خواہ جماعت باقی ہو یا نہیں۔ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہیئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں، ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی

رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مَسْئَلَةٌ: اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عہد احدث اصغر (یعنی وضو توڑے) کر لے، یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا لوٹنا ضروری ہوگا۔ [علم الفقہ ص ۱۱۱ تا ص ۱۱۳ جلد ۱] (اس مسئلہ کی تفصیل دیکھئے احقر کی مرتب کردہ کتاب ”مسائل امامت“ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)۔

امام نے سورہ الناس پڑھی تو مسبوق کون سی پڑھے؟

مَسْئَلَةٌ: ایک شخص مغرب کی نماز میں دوسری رکعت میں شامل ہوا اور امام نے دوسری رکعت میں ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھی تو اس صورت میں مسبوق کو اپنی باقی ماندہ رکعت میں اختیار ہے۔ پورے قرآن شریف میں سے جو سورت چاہے اور جہاں سے چاہے پڑھے کیونکہ قراءت کے سلسلہ میں باقی ماندہ نماز ابتداء کے حکم میں ہوتی ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۷۷ جلد ۳، بحوالہ درمختار ص ۵۵۷ جلد اول]

مَسْئَلَةٌ: جن رکعتوں کو آپ امام کے سلام پھیرنے کے بعد پوری کریں گے ان میں آپ امام کے تابع نہیں بلکہ اپنی اکیلے نماز پڑھنے کے حکم میں ہیں، اس لیے ان رکعتوں میں آپ کو اپنی قراءت کی ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری نہیں ہے مثلاً اگر آپ کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو پہلی رکعت میں آپ نے جو سورت پڑھی ہے دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھیں، اس سے پہلے کی نہ پڑھیں، لیکن امام کی قراءت کی ترتیب کا لحاظ آپ کے ذمہ ضروری نہیں ہے۔ پس امام نے جو سورتیں پڑھی ہیں آپ بقیہ رکعت میں اس سے پہلے کی سورت بھی پڑھ سکتے ہیں اور بعد کی بھی۔ [آپ کے مسائل ص ۲۱۲ جلد ۳]

مَسْئَلَةٌ: احناف رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ مسبوق جو رکعات امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھتا ہے وہ قراءت کے لحاظ سے اول ہیں یعنی حکماً اس کی نماز کا پہلا حصہ ہے، اگرچہ حصہ وہ آخر ہے اور تشہد کے اعتبار سے یہ آخر ہیں اور امام کے ساتھ جو رکعتیں اس نے پائی ہیں وہ تشہد کے اعتبار سے اول ہیں، قراءت کے اعتبار سے آخر میں ہیں۔ [نماز مسنون ص ۸۳۱، کتاب الفقہ ص ۷۰۱ جلد اول]

جماعت کے لوٹانے میں نئے نمازی کا شرکت کرنا؟

مَسْئَلَةٌ: اگر فرض کے چھوٹنے کی وجہ سے نماز کا اعادہ ہوا ہے۔ (یعنی نماز دوبارہ پڑھی گئی) تو اس میں شریک ہونا نئے نمازی کا درست ہے، کیونکہ پہلی نماز باطل ہوگی اور اگر واجب کے چھوٹنے کی وجہ سے اعادہ ہوا ہے تو نئے آدمی کی شرکت درست نہیں ہے کیونکہ فرض پہلی نماز سے ادا ہو چکا ہے اور یہ صرف تکمیل ہے۔

[فتاویٰ محمودیہ ص ۲۶۸ جلد ۱۰، طحاوی ص ۳۴ جلد ۱، فتاویٰ دارالعلوم ص ۵۱ جلد ۳، بحار رواجنا ص ۳۶ ج ۱] مَسْئَلَةٌ: اگر کسی شخص (یا امام) کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہوا تھا اور وہ بھول گیا، بھول کر ادا نہیں کر سکا تو وہ نماز ناقص ہوگی، اس کا لوٹانا ضروری ہے لیکن دوبارہ لوٹانے کی صورت میں وہ نماز نفل ہوگی، فرض اس کا ادا ہو چکا ہے گو وہ ناقص ادا ہوا۔ یہ دوبارہ نماز تکمیل ثواب کے لیے ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جماعت کے ساتھ اگر دوبارہ پڑھی گئی اور اسی حالت میں کسی نے فرض کی نیت سے امام کی اقتداء کی تو اس مقتدی کا فرض ادا نہ ہوگا، اس کو دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔

[مسائل سجدہ سہو ص ۴۷ بحوالہ شامی ص ۴۴۳، فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۶ جلد ۱، فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۷ جلد ۲] مَسْئَلَةٌ: بلا تاخیر نماز شروع کریں تو اقامت یعنی تکبیر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں، پہلی اقامت کافی ہے، اور اگر تاخیر ہوگئی ہے تو اقامت (تکبیر) دوبارہ کہے۔

[فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۱ جلد ۳، شامی ص ۳۷۲ جلد ۱]

مَسْئَلَةٌ: اگر دوبارہ تکبیر کہہ دی تو پھر بھی کچھ حرج نہیں ہے۔

[فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۱۰ جلد ۲، بحوالہ رواجنا ص ۳۷۱ جلد ۱]

ختم شد

بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ اس خدمت سے عوام و خواص کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع عنایت فرمائے اور خاکسار کی محنت کو فلاح دارین کا ذریعہ بنا کر آئندہ بھی دینی خدمت کی مقبولیت کا موقع عنایت فرماتا رہے۔ آمین

((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ خَالِصًا لَوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ
دُعَاءَ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ))

محمد رفعت قاسمی

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند یو، پی (انڈیا)

مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۶ ہجری

مطابق ۷ فروری ۱۹۹۶ء

فضائل و آداب دعا

مسمیٰ بہ احکام الرجاء فی احکام الدعاء یعنی قرآن کریم اور حدیث شریف میں دعاء کے جو طریقے اور آداب تعلیم فرمائے گئے ہیں ان پر مکمل اور جامع کتاب (احکام دعاء سے انتخاب اور ترتیب جدید کے ساتھ) (ادارہ)

احادیث معتبرہ میں دعاء کے لیے مفصلہ ذیل آداب کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ جن کو ملحوظ رکھ کر دعاء کرنا بلاشبہ کلید کامیابی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی وقت ان تمام یا بعض آداب کو جمع نہ کر سکے تو یہ نہیں چاہیے کہ دعائی کو چھوڑ دے بلکہ دعا ہر حال میں مفید ہی مفید ہے اور ہر حال میں حق تعالیٰ سے قبول کی امید ہے۔

یہ آداب مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں، پوری حدیث نقل کرنے میں رسالہ طویل ہوتا ہے اس لیے صرف خلاصہ مضمون اور اس کتاب کے حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس میں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔

۱] ادب کھانے پینے، پہننے اور کمانے میں حرام سے بچنا (رواہ مسلم والترمذی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

۲] ادب اخلاص کے ساتھ دعاء کرنا یعنی دل سے یہ سمجھنا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی ہمارا مقصد پورا نہیں کر سکتا۔ [الحکم فی المسند رک]

۳] ادب دعاء سے پہلے کوئی نیک کام کرنا اور بوقت دعاء اس کا اس طرح ذکر کرنا کہ یا اللہ میں نے آپ کی رضا کے لیے فلاں عمل کیا ہے آپ اس کی برکت سے میرا فلاں کام کر

دیکھئے۔ [مسلم، ترمذی، ابوداؤد]

۴ ادب پاک و صاف ہو کر دعاء کرنا [سنن اربعہ، ابن حبان، مستدرک حاکم]

۵ ادب وضو کرنا [صحاح ستہ، ابن مویٰ، الاشرعی]

۶ ادب دعاء کے وقت قبلہ رو ہونا [صحاح ستہ، ابن مویٰ، زید بن عاصم، بیہق]

۷ ادب دو زانو ہو کر بیٹھنا [ابوعوانہ، سعد بن وقاص، بیہق]

۸ ادب دعاء کے اول و آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنا [صحاح ستہ، انس، بیہق]

۹ ادب اسی طرح اول و آخر میں نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا۔

[ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان، مستدرک]

۱۰ ادب دعاء کے لیے دونوں ہاتھ پھیلا کر [ترمذی، مستدرک، حاکم]

۱۱ ادب دونوں ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھانا [ابوداؤد، مسند احمد، حاکم]

۱۲ ادب تواضع کے ساتھ بیٹھنا [مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی]

۱۳ ادب محتاجی اور عاجزی کو ذکر کرنا [ترمذی]

۱۴ ادب دعاء کے وقت آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا [مسلم]

۱۵ ادب اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ ذکر کر کے دعاء کرنا [ابن حبان، مستدرک،

اسماء، نسائی آخر سالہ میں لکھ دیئے گئے ہیں، وہاں دیکھ لیا جاوے]

۱۶ ادب الفاظ دعاء میں قافیہ بندی کے تکلف سے بچنا [بخاری]

۱۷ ادب دعاء اگر نظم میں ہو تو گانے کی صورت سے بچنا [حسن، برز، موصوف]

۱۸ ادب دعاء کے وقت انبیاء، ﷺ اور دوسرے مقبول و صالح بندوں کے ساتھ توسل کرنا یعنی

یہ کہنا کہ یا اللہ ان بزرگوں کے طفیل سے میری دعاء قبول فرما [بخاری، بزار، حاکم]

۱۹ ادب دعا میں آواز پست کرنا [صحاح ستہ، ابن مویٰ، بیہق]

۲۰ ادب ان دعاؤں کے ساتھ دعاء کرنا جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں کیونکہ آپ نے

دین و دنیا کی کوئی حاجت چھوڑی نہیں جس کی دعاء تعلیم نہ فرمائی ہو۔

[ابوداؤد، نسائی، ابن مویٰ، نسائی]

۲۱ ادب ایسی دعا کرنا جو اکثر حاجات دینی و دنیوی کو حاوی و شامل ہو۔ [ابوداؤد]

۳۲] ادب دعاء میں اول اپنے لیے دعاء کرنا اور پھر اپنے والدین اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو شریک کرنا [مسلم]

۳۳] ادب اگر امام ہو تو تنہا اپنے لیے دعاء نہ کرے بلکہ سب شرکائے جماعت کو دعاء میں شریک کرے۔ [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ]

روایت: ابوداؤد میں ہے کہ جو امام اپنے نفس کو دعاء میں خاص کرے اس نے قوم سے خیانت کی۔ مراد یہ ہے کہ نماز کے اندر امام ایسی دعاء نہ مانگے جو صرف اس کی ذات کے ساتھ مخصوص ہو مثلاً یہ کہے کہ اَللّٰهُمَّ اشْفِ ابْنِي یعنی اے اللہ میرے بیٹے کو شفا دے یا اَرْجِعْ اِلَيَّ صَالَتِي یعنی میری گمشدہ چیز کو واپس دے دے بلکہ ایسی دعاء مانگے جو سب مقتدیوں کو شامل ہو سکے۔ جیسے: ((اللهم اغفر لي وارحمني وغيره هذا ما افاده شيخنا حكيم الامة حضرت مولانا اشرف علي رحمه الله تعالى و لشرح الحديث فيه مقالات يا باها نسق الحديث والله اعلم))

۳۴] ادب عزم کے ساتھ دعاء کرے (یعنی یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہے تو میرا کام پورا کر دے [صحاح ستہ])

۳۵] ادب رغبت و شوق کے ساتھ دعاء کرے [ابن حبان، ابوعوانہ، عن ابی ہریرۃ]

۳۶] ادب جس قدر ممکن ہو حضور قلب کی کوشش کرے اور قبول دعاء کی امید قوی رکھے۔ [مسند رک، حاکم]

۳۷] ادب دعاء میں تکرار کرنا یعنی بار بار دعاء کرنا [بخاری، مسلم] اور کم سے کم مرتبہ تکرار کا تین مرتبہ ہے۔ [ابوداؤد، ابن السنی]

(ف) ایک ہی مجلس میں تین مرتبہ دعاء کو مکرر کرے یا تین مجلسوں میں تکرار دونوں طرح تکرار دعاء صادق ہے۔

۳۸] ادب دعاء میں الحاح و اصرار کرے [نسائی، حاکم، ابوعوانہ]

اس میں صیغہ مفرد ہونے کی وجہ سے شبہ نہ کیا جائے کیونکہ صیغہ مفرد میں بھی جماعت کی نیت کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ تکرار افراد ہو جماعت کے ساتھ دعا غانیہ اور ثالثہ جو بعض بلاد میں رائج ہے اس کا ثبوت صحابہ و تابعین اور سلف سے نہیں ہے اس کا التزام بدعت ہے۔

- ۲۹ ادب کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے۔ [مسلم، ترمذی]
- ۳۰ ادب ایسی چیزوں کی دعاء نہ کرے جو طے ہو چکی ہے۔ (مثلاً عورت یہ دعاء نہ کرے کہ میں مرد ہو جاؤں یا طویل آدمی یہ دعاء نہ کرے کہ پست قد ہو جاؤں۔ [نسائی])
- ۳۱ ادب کسی محال چیز کی دعاء نہ کرے۔ [بخاری]
- ۳۲ ادب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو صرف اپنے لیے مخصوص کرنے کی دعاء نہ کرے۔

[بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

۳۳ ادب اپنی سب حاجات صرف اللہ تعالیٰ سے طلب کرے (مخلوق پر بھروسہ نہ کرے)۔

[ترمذی، ابن حبان]

۳۴ ادب دعاء کرنے والا بھی آخر میں آمین کہے اور سننے والا بھی۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی]

۳۵ ادب دعاء کے بعد دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے۔ [ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، ابن ماجہ]

۳۶ ادب مقبولیت دعاء میں جلدی نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ میں نے دعاء کی تھی اب تک قبول

کیوں نہیں ہوئی۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

اوقات اجابت (یعنی دعاء قبول ہونے کے خاص وقت)

شروع رسالہ میں بحوالہ حدیث بتایا گیا ہے کہ دعاء ہر وقت قبول ہو سکتی ہے۔ اور ہر وقت مقبولیت کی توقع ہے مگر جو اوقات اس جگہ لکھے جاتے ہیں ان میں مقبول ہو جانے کی توقع بہت زیادہ ہے، اس لیے ان اوقات کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

شب قدر: رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتیں یعنی ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ان میں بھی سب سے زیادہ ستائیسویں رات قابل اہتمام ہے۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک]

یوم عرفہ: بھی مقبولیت دعاء کے لیے نہایت مبارک و مخصوص دن ہے۔ [ترمذی]

ماہ رمضان المبارک: رمضان کے تمام دن اور رات برکات و خیرات کے ساتھ مخصوص ہیں،

سب میں دعاء قبول کی جاتی ہے۔ [بزار، ابن ماجہ، ابن الصائب، نسائی]

شب جمعہ: بھی نہایت مبارک اور مقبولیت دعاء کیلئے مخصوص ہے۔ [ترمذی، حاکم، ابن عباس، نسائی]

روز جمعہ: [ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم]

ہر رات: میں یہ اوقات قبولیت دعاء کے لیے مخصوص ہیں۔ ابتدائی تہائی رات [احمد ابویعلیٰ] آخری تہائی رات [مسند احمد] آدھی رات [طبرانی] سحر کا وقت [صحاح ستہ]

ساعت جمعہ: احادیث صحیحہ میں ہے کہ جمعہ کے روز ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں جو دعاء کی جاوے قبول ہوتی ہے۔ مگر اس گھڑی کے تعین میں روایات اور اقوال علماء مختلف ہیں اور محققین کے نزدیک فیصلہ یہ ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن دائرہ سائر رہتی ہے۔ کبھی کسی وقت میں آتی ہے مگر تمام اوقات میں سے زیادہ روایات اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رضی اللہ عنہم وغیرہم سے دو وقتوں کو ترجیح ثابت ہوتی ہے۔

اول: جس وقت سے امام خطبہ کے لیے بیٹھے نماز سے فارغ ہونے تک۔

[مسلم عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، والنووی]

(ف): مگر درمیان خطبہ میں دعاء زبان سے نہ کرے کہ ممنوع ہے بلکہ دل میں دعاء مانگے یا خطبہ میں جو دعائیں خطیب کرتا ہے ان پر ذل دل میں آمین کہتا جاوے۔ اور دوسرا وقت عصر کے وقت غروب آفتاب تک ہے۔ [ترمذی، احمد، عن عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، ورحہ الترمذی وغیرہ]

(ف): اس لیے صاحب حاجت کو چاہیے کہ دونوں وقتوں کو دعاء میں مشغول رکھے کہ اتنی بڑی نعمت کے مقابلہ میں دونوں وقت تھوڑی دیر رہنا کوئی مشکل چیز نہیں فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

مقبولیت دعاء کے خاص حالات

جس طرح مخصوص اوقات مقبولیت دعاء میں اثر رکھتے ہیں اسی طرح انسان کے بعض حالات کو بھی حق تعالیٰ نے مقبولیت دعاء کے لیے مخصوص فرمایا جن میں کوئی دعا رد نہیں کی جاتی وہ حالات یہ ہیں۔

اذان کے وقت: [ابوداؤد، مستدرک]

اذان و اقامت کے درمیان: [ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح: کے بعد اس شخص کے لیے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو اس وقت دعاء کرنا بہت مجرب و مفید ہے۔ [مستدرک]

جہاد میں صف باندھنے کے وقت: [ابن حبان، طبرانی، موطا]

جہاد میں گھمسان کی لڑائی کے وقت: [ابوداؤد]

فرض نمازوں کے بعد: [ترمذی، نسائی]

سجدہ کی حالت میں: [مسلم، ابوداؤد، نسائی] ف، مگر فرض میں نہیں۔

تلاوت قرآن کے بعد: [ترمذی] اور بالخصوص ختم قرآن کے بعد (طبرانی، ابویعلیٰ) اور بالخصوص پڑھنے والے کی دعاء بنسبت سننے والوں کے زیادہ مقبول ہے۔ [ترمذی، طبرانی]

آبِ زَمْ زَمِ پینے کے وقت: [متدرک، حاکم]

میت کے پاس حاضر ہوتے وقت: یعنی جو شخص نزع کی حالت میں ہو اس کے پاس آنے کے وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ [مسلم و سنن اربعہ]

مرغ کے آواز کرنے کے وقت: [بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی]

مسلمانوں کے اجتماع کے وقت: [صالح بن عطفیۃ الانصاریۃ]

مجالس ذکر میں: [بخاری، مسلم، ترمذی]

امام کے ولا الضالین کہنے کے وقت: [مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ]

(ف) بظاہر امام جزری کی مراد اس سے وہ حدیث ہے جو ابوداؤد نے باب التَّشْهَد میں ذکر کی

ہے ((وَإِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا آمِينَ يَجْبِيَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى)) یعنی امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، حق تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمائیں گے اس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر دعاء سے مراد صرف آمین کہنا ہے، دوسری دعائیں مراد نہیں۔ (اور آمین بھی آہستہ سے دل میں کہنا بہتر ہے)

اقامت نماز کے وقت: [طبرانی ابن مردویہ]

بارش کے وقت: [ابوداؤد، طبرانی، ابن مردویہ، ابن سہل، سعد الساعدی] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام میں فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے صحابہ و تابعین کا یہ عمل سنا ہے۔ کہ بارش کے وقت خصوصیت سے دعاء مانگتے تھے۔

بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت: [ترمذی، طبرانی]

سورۃ انعام کی آیت کریمہ: ﴿وَإِذَا جَاءَ تَهُمْ آيَةُ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّى نُؤْتَىٰ مِثْلَ مَا أُوتِيَ

رُسُلُ اللَّهِ اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ [پارہ ۸ سورہ انعام] دونوں اسم اللہ کے درمیان جو دعاء کی جائے وہ بھی مقبول ہوتی ہے۔ امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہم نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے اور بہت سے علماء سے اس کا مجرب ہونا منقول ہے۔

مکانات اجابت (یعنی دعاء قبول ہونے کی خاص جگہیں)

تمام مقامات متبرکہ میں مقبولیت دعاء کی زیادہ ہے، اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اہل مکہ کی طرف ایک خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ دعاء کی مقبولیت مجرب ہے۔ ”طواف“ میں اور ”ملتزم“ کے پاس (یعنی دروازہ بیت اللہ شریف اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس میں، اور ”میزاب رحمت“ یعنی بیت اللہ شریف کے پرنا لہ کے نیچے، اور ”بیت اللہ“ کے اندر اور ”چاہ زمزم“ کے پاس اور ”صفامروہ“ پہاڑوں کے اوپر اور ”سعی کرنے کے میدان“ میں (جو صفامروہ کے درمیان ہے) اور ”مقام ابراہیم“ کے پیچھے اور ”عرفات“ میں اور ”مزدلفہ“ میں اور ”منی“ میں اور ”تینوں جمرات“ کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منی میں نصب کیے ہوئے ہیں جن پر حجاج نکٹریاں مارتے ہیں) امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یعنی روضہ اقدس کے پاس دعاء قبول نہ ہوگی تو کہاں ہوگی)۔

وہ لوگ جن کی دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے

مضطرب یعنی مصیبت زدہ کی دعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ [بخاری، مسلم، ابوداؤد]

مظلوم اگرچہ فاسق و فاجر ہو اس کی دعاء بھی قبول ہوتی ہے۔ [مسند احمد، بزار، ابن ابی شیبہ] بلکہ اگر مظلوم کافر بھی ہو تو اس کی بھی دعاء رد نہیں ہوتی [مسند احمد ابن حبان] والد کی دعاء اولاد کے لیے [ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ] عادل بادشاہ کی دعاء بھی مقبول ہوتی ہے [ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان] نیک آدمی کی دعاء مقبول ہے [بخاری، مسلم، ابن ماجہ] اولاد جو والدین کی فرمانبرداری ہو اس کی بھی دعاء قبول ہوتی ہے [مسلم] مسافر کی دعا بھی مقبول ہے۔ [ابوداؤد، ابن ماجہ، بزار] روزہ دار کی دعاء روزہ افطار کرنے کے وقت [ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان] غائبانہ دعاء ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے لیے بھی مقبول ہے [مسلم، ابوداؤد، ابن ابی شیبہ] حجاج کی دعاء جب تک وہ وطن میں واپس آویں۔ [جامع

[ابن منظور]

حدیث صحیح میں ہے کہ تمام پریشانی اور مشکلات کے وقت رسول کریم ﷺ دعائے قنوت نازلہ پڑھا کرتے تھے۔ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد امام بلند آواز سے یہ دعاء پڑھے اور نمازی آمین کہیں گے۔ اس دعاء کے لیے تکبیر نہ ہو اور نہ ہاتھ اٹھائے جائیں۔ دعاء کے بعد تکبیر کہہ کر امام کے ساتھ نمازی سجدہ میں جائیں یہ دعاء حصن حصین شریف اور دوسری کتب حدیث میں بھی ہے، اہل علم سے بھی معلوم ہو سکتی ہے۔ بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ، فی یوم عاشورہ ۱۳۸۱ھ ((اللهم تقبل دعواتنا وامن روعاتنا واخل عن عثراتنا واخلر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین)) [ادکام وفضائل دعا]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

حکم الاسقاط

حیلۃ الاسقاط

میت کی نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اور مرنے کے بعد دوسرے حقوق کے ادا کرنے

کا شرعی طریقہ

حیلۃ اسقاط کی شرعی حیثیت

میت کی فوت شدہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسرے واجبات و فرائض کی ادائیگی یا کفارہ کس طرح کیا جاسکتا ہے، جس سے وہ گناہ سے سبکدوش ہو جائے، اس کا بیان کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے، جس کا کچھ خلاصہ فائدہ عوام کے لیے اس رسالہ کے آخر میں لکھ دیا جائے گا۔

لیکن آج کل بہت سے شہروں اور دیہات میں لوگوں نے ایک رسم نکالی ہے جس کو ”دور“ یا ”اسقاط“ کہتے ہیں، اور جاہلوں کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس رسم کے ذریعہ تمام عمر کی نماز، روزوں

اور زکوٰۃ حج اور تمام فرائض و واجبات سے سبکدوشی ہو جاتی ہے اور اس رسم کو ایسی سخت پابندی کے ساتھ کیا جاتا ہے جیسے تجہیز و تکفیل کا کوئی اہم فرض ہو جو کوئی نہیں کرتا اس کو طرح طرح کے طعنے دیتے ہیں۔

بلاشبہ فقہاء کے کلام میں دور و اسقاط کی صورتیں مذکور ہیں، لیکن وہ جن شرائط کے ساتھ مذکور ہیں، عوام نہ ان شرائط کو جانتے ہیں، نہ ان کی کوئی رعایت کی جاتی ہے بلکہ فوت شدہ فرائض و واجبات سے متعلقہ تمام احکام شرعیہ کو نظر انداز کر کے اس رسم کو تمام فرائض و واجبات سے سبکدوشی کا ایک آسان نسخہ بنالیا گیا ہے جو چند پیسوں میں حاصل ہو جاتا ہے، پھر کسی کو کیا ضرورت رہی کہ عمر بھر نماز روزہ کی محنت اٹھائے۔

اس مسئلہ کے متعلق کچھ عرصہ ہوا کہ ایک سوال مخدوم محترم حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب ”دامت برکاتہم“ مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کے پاس آیا تھا، آپ نے جواب لکھنے کے لیے میرے سپرد فرمایا، یہ جواب کسی قدر مفصل اور کافی ہو گیا، اس لیے اس رسم میں ابتلائے عام کے پیش نظر مناسب معلوم ہوا کہ اس کو بصورت رسالہ شائع کر دیا جائے، خدا کرے کہ یہ مسلمانوں کو جاہلانہ رسوم سے بچانے میں مفید ثابت ہو۔ واللہ الموفق والاعین۔

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اندر اس مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں ایک حیلہ مروج ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ جنازہ کے بعد کچھ لوگ دائرہ بناتے ہیں، میت کے وارث ایک قرآن شریف اور اس کے ساتھ کچھ نقد باندھتے ہیں، اور دائرہ میں لاتے ہیں، امام مسجد جو دائرہ میں ہوتا ہے وہ لیتا ہے اور یہ الفاظ اس پر پڑھتا ہے۔ ((کل حق من حقوق اللہ من الفرائض والواجبات والكفارات والمنذورات بعضها ادیت و بعضہا لم تؤد الان عاجز عن ادائها و اعطيتك هذه المنحة الشريفة علیٰ هذه النقودات فی حيلة الاسقاط رجاء من اللہ تعالیٰ ان یغفرلہ)) اور ایک دوسرے کی ملک کرتا ہے۔ تین دفعہ اس کو پھیرا جاتا ہے، بعدہ نصف امام کو اور نصف غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے، زید ایک امام مسجد ہے، اس نے اس مروجہ حیلہ کو چھوڑ دیا ہے اور کہتا ہے کہ اس مروجہ حیلہ کا

ثبوت اولہ شرعیہ سے کوئی نہیں، لہذا یہ بات بدعت ہے، زید کے ترک پر زید کو لوگ ملامت کرتے ہیں، اور زید باوجود حنفی المذہب ہونے کے اس کو وہابی کہتے ہیں اور اس حیلہ کے جواز پر آباء و اجداد کی دلیل لاتے ہیں کیا زید حق پر ہے یا باطل پر، اس مرحلہ حیلہ کا کیا حکم ہے زید اس رواج اور اس التزام و اصرار کو ختم کرنے کا شرعاً حق دار اور مصیب ہو گیا نہیں نیز بعض صورتوں میں مشترک ترکہ میں سے روپیہ لایا جاتا ہے، جس میں بعض وارث موجود نہیں ہوتے نیز بعض دفعہ یتیم بچے رہ جاتے ہیں کیا یہ مال حیلہ میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں اور دائرہ والے لے سکتے ہیں یا نہیں؟ بیوا بالذلیل الشریعہ

الجواب: حیلہ استقاط یا دور بعض فقہائے کرام نے ایسے شخص کے لیے تجویز فرمایا تھا جس کے کچھ نماز روزے وغیرہ اتفاقات ہو گئے، قضاء کرنے کا موقع نہیں ملا اور موت کے وقت وصیت کی، لیکن اس کے ترکہ میں اتنا مال نہیں جس سے تمام نفوت شدہ نماز روزہ وغیرہ کا فدیہ ادا کیا جاسکے، یہ نہیں کہ اس کے ترکہ میں مال موجود ہو اس کو تو وارث بانٹ کھائیں، اور تھوڑے سے پیسے لے کر یہ حیلہ حوالہ کر کے خدا و خلق کو فریب دیں، درمختار، شامی وغیرہ کتب فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اور ساتھ ہی اس حیلہ کی شرائط میں اس کی تصریحات واضح طور پر فرمائی ہیں کہ جو رقم کسی کو صدقہ کے طور پر دی جائے اس کو اس رقم کا حقیقی طور پر مالک و مختار بنا دیا جائے کہ جو چاہے کرے، ایسا نہ ہو کہ ایک ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ میں دینے کا محض ایک کھیل کیا جائے، جیسا عموماً آج کل اس حیلہ میں کیا جاتا ہے، کہ نہ دینے والے کا یہ قصد ہوتا ہے کہ جس کو وہ دے رہے ہیں وہ صحیح معنی میں اس کا مالک و مختار ہے اور نہ لینے والے کو یہ تصور و خیال ہو سکتا ہے کہ جو رقم میرے ہاتھ میں دی گئی ہے میں اس کا مالک و مختار ہوں۔

دو تین آدمی بیٹھتے ہیں اور ایک رقم کو بانٹ کر ہر ایک بھیری کا ایک نوٹ کا سا کر کے اٹھ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے میت کا حق ادا کر دیا، اور وہ تمام ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو گیا حالانکہ اس لغو حرکت سے میت کو نہ تو کوئی ثواب پہنچا نہ اس کے فرائض کا کفارہ ادا ہوا، کرنے والے مفت میں گناہ گار ہوئے۔

رسائل ابن عابدین میں اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ منہ الجلیل کے نام سے شامل ہے اس میں تحریر ہے۔

((و یحب الاحتراز من ان یدیرھا اجنبی الا بوکالة کما ذکرنا وان یکون الموصی او الوارث کما علمت ، و یحب الاحتراز من ان یلاحظ الوصی عند دفع الصرة للفقیر الھزل او الحیلة بل یجب ان یدفعھا عازما علی تملیکھا منه حقیقة لا تحیلأ ملاحظا ان الفقیر اذا ابی عن ہبتها الی الوصی کان له ذلک ولا یجبر علی الھبة)) [ترمنة الجلیل فی اسقاط ما علی الذمہ من کثیر و قلیل خاتمه رسائل

ابن عابدین شامی ص ۱۲۵ ج ۱]

الغرض اس حیلہ کی ابتدائی بنیاد ممکن ہے کہ کچھ صحیح اور قواعد شرعیہ کے مطابق ہو لیکن جس طرح کارواج اور التزام آج کل چل گیا ہے۔ وہ بلاشبہ ناجائز اور بہت سے مناسد پر مشتمل قابل ترک ہے، چند مفاسد اجمالی طور پر لکھے جاتے ہیں۔

❖ بہت مواقع میں اس کے لیے جو قرآن مجید اور فقہ رکھا جاتا ہے وہ میت کے متروکہ مال میں سے ہوتا ہے اور اس کے حق دار وارث بعض موجود نہیں ہوتے یا نابالغ ہوتے ہیں تو ان کے مشترکہ سرمایہ کو بغیر ان کی اجازت کے اس کام میں استعمال کرنا حرام ہے، حدیث میں ہے ((لا یحل مال امرء مسلم الا بطیب نفس منہ)) اور نابالغ تو اگر اجازت بھی دے دے تو وہ شرعاً نامعتبر ہے اور ولی نابالغ کو ایسے تبرعات میں اس کی طرف سے اجازت دینے کا اختیار نہیں بلکہ ایسے کام میں اس مال کا خرچ کرنا حرام ہے نص قرآن شریف آیت کریمہ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا﴾ [پارہ ۴ سورۃ النساء] (ترجمہ) ”جو لوگ یتیموں کے مال ظلماً خرچ کرتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں“ سے ثابت ہے کہ ایسے مال کا دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔

❖ اگر بالفرض مال مشترک نہ ہو یا سب وارث بالغ ہوں، اور سب سے اجازت بھی لی جاوے تو تجربہ شاہد ہے کہ ایسے حالات میں یہ معلوم کرنا آسان نہیں ہوتا کہ ان سب نے بطیب خاطر اجازت دی ہے یا برادری اور کنبہ کے طعنوں کے خوف سے اجازت دی ہے اور اس قسم کی اجازت حسب تصریح حدیث مذکور کالعدم ہے۔

❖ اور اگر بالفرض یہ سب باتیں بھی نہ ہوں سب بالغ و ربّاء نے بالکل خوش دلی کے

ساتھ اجازت دے دی ہو یا کسی ایک ہی شخص وارث یا غیر وارث نے اپنے ملک خاص سے اس کا انتظام کیا ہے تو مفاسد ذیل سے وہ بھی خالی نہیں۔ مثلاً اس حیلہ کی فقہی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ جس شخص کو اول یہ قرآن اور نقد دیا جاتا ہے اس کی ملک کر دیا جائے اور پوری وضاحت سے اس کو بتا دیا جائے کہ اب تم مالک و مختار ہو جو چاہو کرو پھر وہ اپنی خوشی سے بلا کسی رسمی دباؤ یا لحاظ و مروت کے میت کی طرف سے کسی دوسرے شخص کو اس طرح دے دے اور مالک بنا دے اور پھر وہ شخص اسی طرح کسی تیسرے چوتھے کو دے دے لیکن مروجہ رسم میں اس کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا، اول تو جس کو دیا جاتا ہے، نہ دینے والا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی ملک ہو گیا، اور وہ اس میں مختار ہے نہ لینے والے کو اس کا کوئی خطرہ پیدا ہوتا ہے جس کی کھلی علامت یہ ہے کہ اگر یہ شخص اس وقت یہ نقد لے کر چل دے اور دوسرے کو نہ دے تو دینے والے حضرات ہرگز اس کو برداشت نہ کریں، اور ظاہر ہے اس صورت میں تملیک صحیح نہیں ہوتی، اور بدون تملیک کے کوئی قضا یا کفارہ یا فدیہ معاف نہیں ہوتا، اسی لیے یہ حرکت بے کار ہو جاتی ہے۔

✽ مذکورہ صورت میں یہ بھی ضروری ہے کہ جس شخص کو مالک بنایا جائے وہ مصرف صدقہ ہو صاحب نصاب نہ ہو مگر عام طور پر اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا عموماً ائمہ مساجد جو صاحب نصاب ہوتے ہیں، انہی کے ذریعہ یہ کام کیا جاتا ہے اس لیے بھی یہ سارا کاروبار لغو و غلط ہو جاتا ہے، میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

✽ اور اگر بالفرض مصرف صدقہ کا بھی صحیح انتخاب کر لیا جائے اور ان کو پورا مسئلہ بھی معلوم ہو کہ وہ قبضہ کرنے کے بعد اپنے آپ کو مالک و مختار سمجھے پھر میت کی خیر خواہی کے پیش نظر وہ دوسرے کو اور اسی طرح دوسرا تیسرے چوتھے کو دیتا چلا جائے تو آخر میں وہ جس شخص کے پاس پہنچتا ہے وہ اس کا مالک و مختار ہے، اس سے واپس لے کر آدھا امام کو اور آدھا دوسرے فقراء کو تقسیم کرنا ملک غیر میں بلا اس کی اجازت کے تصرف کرنا ہے جو ظلم اور حرام ہے، حسب تصریح حدیث مذکور۔

✽ اور بالفرض یہ آخری شخص اس کی تقسیم اور حصے بخرے لگانے پر آمادہ بھی ہو جائے اور فرض کرو کہ اس میں دباؤ سے نہیں دل سے ہی راضی ہو جائے تو پھر بھی اس طرح کے حیلہ کا ہر میت کے لیے التزام کرنا اور جیسے تجہیز و تکفین جیسے واجبات شرعیہ ہیں، اسی طرح اس درجہ میں اس کو

اعتقاد ضروری سمجھنا یا عملاً ضروری کے درجہ میں التزام کرنا یہی احداث فی الدین ہے، جس کو اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں، اور جو اپنی معنوی حیثیت سے شریعت میں ترمیم و اضافہ ہے (نعوذ باللہ)

نیز اس حیلہ کے التزام سے عوام الناس اور جہلاء کی یہ جرأت بھی بڑھ سکتی ہے کہ تمام عمر بھی نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ رکھیں نہ حج کریں، نہ زکوٰۃ دیں، مرنے کے بعد چند پیسوں کے خرچ سے یہ سارے مفاد حاصل ہو جائیں گے، جو سارے دین کی بنیاد منہدم کر دینے کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو دین کے صحیح راستہ پر چلنے اور سنت رسول ﷺ کے اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔

مذکور الصدر اجمالی مفاسد کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ کر لینا کسی مسلمان کے لیے دشوار نہیں کہ یہ حیلے حوالے اور اس کی مروجہ رسوم سب ناواقفیت پر مبنی ہیں میت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں، اور کرنے والے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

بندہ محمد شفیع رحمہ اللہ، ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

مسائل فدیہ نماز و روزہ وغیرہ

مَسْئَلَةٌ: جس شخص نے نماز روزہ یا حج زکوٰۃ وغیرہ کی کوئی وصیت کی تو یہ وصیت اس کے ترکہ کے صرف ایک تہائی حصہ میں جاری کرنا وارثوں پر لازم ہوگا، ایک تہائی ترکہ سے زائد کی وصیت ہو تو وہ سب وارثوں کی اجازت و رضامندی پر موقوف ہے اگر وہ سب یا اس میں کوئی اجازت نہ دے تو مشترکہ ترکہ سے وصیت پوری نہیں کی جاسکتی، اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہے تو اس کی اجازت بھی معتبر نہیں، اس کے حصہ پر ایک تہائی سے زائد کی وصیت کا کوئی اثر نہیں پڑنا چاہیے۔

[ہدایہ عالمگیری ثانی وغیرہ]

مَسْئَلَةٌ: جس شخص نے وصیت کی ہو اور مال بھی اتنا چھوڑا ہو کہ اس کے ایک تہائی میں ساری وصیتیں پوری ہو سکیں تو وصی اور وارثوں کے ذمہ واجب ہے کہ اس وصیت کو پورا کریں، اس میں کوتاہی کریں یا میت کا مال موجود ہوتے ہوئے اس کے نماز روزہ کے فدیہ میں حیلہ حوالہ پر اعتماد کر کے مال کو خود تقسیم کر لیں تو گناہ ان کے ذمہ رہے گا مسئلہ: وصیت کرنے کی صورت میں

واجبات و فرائض کی ادائیگی کی یہ صورت ہوگی۔

❧ ہر روز کی نمازیں وتر سمیت چھ لگائی جائیں گی اور ہر نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی یعنی ایک دن کی نمازوں کا فدیہ ساڑھے دس سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔

❧ ہر روزہ کا فدیہ پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔ رمضان کے روزوں کے علاوہ اگر کوئی نذر (منت) مانی ہوئی ہے تو اس کا بھی فدیہ دینا ہوگا۔

❧ زکوٰۃ جتنے سال کی اور جتنی مقدار مال کی رہی ہے اس کا حساب کر کے ادا کرنا ہوگا۔

❧ حج فرض اگر ادا نہیں کر سکا تو میت کے مکان سے کسی کوچ بدل کے لئے بھیجا جائے گا اور اس کا پورا کرنا یہ وغیرہ تمام مصارف ضروریہ ادا کرنے ہوں گے۔

❧ کسی انسان کا قرض ہے تو اس کو حق کے مطابق ادا کرنا ہوگا۔

❧ جتنے صدقۃ الفطر رہے ہوں ہر ایک کے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے۔

❧ قربانی کوئی رہ گئی ہو تو اس سال میں ایک بکرے یا ایک حصہ گائے کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کیا جائے۔ [متن الجلیل]

❧ سجدہ تلاوت رہ گئے ہوں تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا صدقہ کیا جائے۔

❧ اگر فوت شدہ نماز یا روزوں کی صحیح تعداد معلوم نہ ہو تو تخمینہ سے حساب کیا جائے گا۔

یہ سب احکام اس صورت کے ہیں جس میں مرنے والے نے وصیت کر دی ہو اور بقدر وصیت مال چھوڑا ہو اور اگر وصیت ہی نہیں کی یا ادائے وصیت کے مطابق کافی ترکہ نہیں ہے تو وارثوں پر اس کے فرائض و واجبات کا فدیہ ادا کرنا لازم نہیں، ہاں وہ اپنی خوشی سے ہمدردی کرنا چاہیں تو موجب ثواب ہے۔ [بندہ محمد شفیع محرم الحرام۔ کراچی]

یہ رسم نہایت قبیح اور واجب ترک ہے الجواب صحیح ابو احمد عزیز الدین بندہ احتشام الحق تھانوی خطیب جامع مسجد راولپنڈی رحمہ اللہ درالجیب اتی تحقیق عجیب الجواب صواب محمد حسن محمد نسیاء الحق مدرسہ اشرفیہ لاہور خادم جامعہ اشرفیہ۔ لاہور

الجواب صحیح خیر محمد جالندھری

خیر المدارس ملتان شہر